کورونا وائرس اور وبائی امراض

حقائق، اسباب اور اسلامی ہدایات

تالیف

حضرت مولانا سید احمد ومیض ندوی نقشبندی
استاذ جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

کوروناوائرس اوروبائی امراض

حقائق، اسباب اوراسلامی ہدایات

تالیف:

مولاناسیداحمدومیض ندوی

استاذحدیث جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد

تفصیلات:

نام کتاب:	کوروناوائرس اور وبائی امراض
	حقائق، اسباب اور اسلامی ہدایات
مصنف:	مولانا سید احمد ومیض ندوی
کمپوزنگ:	مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی
سن اشاعت:	رمضان/ 1441ھ م: مئی/ 2020ء
صفحات	311
ناشر:	
قیمت:	

ملنے کے پتے:

- جامعہ اسلامیہ دار العلوم حیدرآباد
- مدرسہ اسلامیہ جمال القرآن جھرہ حیدرآباد
- مسجد سلطان نواز جنگ آغاپورہ حیدرآباد

فہرست عناوین

{پہلا باب} امراض - اسلامی نقطۂ نظر

{دوسرا باب} متعدی اور وبائی امراض کی تاریخ

ایک سرسری جائزہ

{تیسرا باب} کوروناوائرس

{چوتھا باب} کورونا وائرس اور وبائی امراض کے ظاہری اسباب

{پانچواں باب} کورونا وائرس اور وبائی امراض کے حقیقی اسباب

{چھٹا باب} کوروناوائرس
چند سبق آموز پہلو

{ساتواں باب} اسلامی تاریخ میں طاعون

ایک سرسری جائزہ

{آٹھواں باب} طاعون اور وبائی امراض سے متعلق نبوی ہدایات

مقدمہ

از: مؤلف کتاب

چین کے ووہان شہر سے جب کوروناوائرس کی وبا پھوٹی اوراس کا چرچہ ہونے لگا تو عاجز راقم الحروف نے روزنامہ سیاست کے لئے "کوروناوائرس----اسباب اورسد باب" کے عنوان سے ایک مضمون لکھا تھا جس میں اختصار کے ساتھ کوروناوائرس کی حقیقت اس کے اسباب اوراس سے چھٹکارے کے طریقہ کار کا جائزہ لیا گیا تھا، پھر جب لاک ڈاون کا سلسلہ چل پڑااور مستقل گھر پر ہی قیام رہنے لگا تو دل میں خیال آیا کہ کیوں نہ لاک ڈاون کے فرصت کے دنوں سے استفادہ نہ کیا جائے، چنانچہ اسی ابتدائی مضمون کو بنیاد بنا کر کام کا آغاز کردیا گیا، توفیق خداوندی شامل حال رہی اس طرح اپریل اورمئی کے مہینوں میں یہ کام پایۂ تکمیل کو پہونچا، کوروناوائرس چوں کہ ایک عالمی وبا کی شکل اختیار کرچکا ہے، جسے ساراعالم جوج رہاہے، اس لیے پرنٹ اورالکٹرانک میڈیا میں اس متعلق بہت کچھ تفصیلات آتی رہیں، زیرنظر کتاب میں عاجز نے ان منتشر تفصیلات کوایک خاص ترتیب کے ساتھ جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اس میں اصل کمال ان کالم نگاروں کا ہے جنہوں نے اپنے کالموں میں ان تفصیلات کوذکر کیاہے، اسی طرح علاج اوراحتیاط سے متعلق موادعالمی ادارہ صحت امریکی ادارہ سی ڈی سی اوربی بی سی اردو سے لیا گیاہے، کتاب میں کوروناوائرس سے متعلق جہاں بہت سے حقائق سے پردہ اٹھایا گیاہے وہیں اس وائرس کے ظاہری وباطنی اسباب پربھی روشنی ڈالی گئی ہے نیز کورونا سے حاصل ہونے والے اسباق بھی ذکر کئے گئے ہیں، علاوہ ازیں کتاب میں اس وبا کے ظاہری اورروحانی علاج پربھی گفتگو کی گئی ہے، کتاب میں کورونا سے

متعلق جدید فقہی مسائل سے اس لئے تعرض نہیں کیا گیا کہ اس موضوع پر محقق علماء کے متعدد رسائل منظر عام آچکے ہیں، یہ کتاب ان شاء اللہ جہاں موضوع سے متعلق نئے حقائق سے جانکاری کا ذریعہ ہوگی، وہیں عامۃ المسلمین کے لیے اصلاح کا سامان ثابت ہوگی۔

کتاب کی کمپوزنگ، اس کی تصحیح اور تزئین لیے میں مفتی سید ابراہیم حسامی قاسمی استاذ تفسیر جامعہ اسلامیہ دارالعلوم حیدرآباد کا بہت مشکور ہوں آں محترم نے حسن وخوبی کے ساتھ اس کام کو انجام دیا، اللہ تعالی انھیں مزید علمی ترقیات سے نوازے، عجلت میں کتاب کا پی ڈی ایف ایڈیشن نکالا جارہا ہے تصحیح کا اہتمام جیسے ہونا چاہئے تھا نہ ہوسکا نیز ممکن ہے کہ اصلاح طلب پہلو رہ گئے ہوں، اہل علم نشاندہی فرمائیں تو بندہ مشکور وممنون رہے گا، یہ سب اکابر، مشائخ، اساتذہ کا فیض اور والدین کی دعاوں کا نتیجہ ہے، اللہ ان کی عمروں میں برکت عطا فرمائے اور اس حقیر کاوش کو مؤلف کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے آمین بجاہ سید المرسلین۔

سید احمد ومیض ندوی

۲۸ / رمضان المبارک / ۱۴۴۱ھ

مطابق: ۲۳ / مئی / ۲۰۲۰ء

﴿پہلا باب﴾

امراض - اسلامی نقطۂ نظر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

انسان اور بیماری

انسان کے ساتھ روز اول سے صحت و بیماری کا سلسلہ لگا ہوا ہے، جس رب نے انسان کی تخلیق فرمائی، اسی رب نے بیماریوں کو وجود بخشا ہے، بیماریاں، آفتیں اور بلاؤں کا انسان کے ساتھ چولی دامن کا ساتھ ہے، دنیا میں کوئی انسان ایسا نہیں ہے، جو یہ دعوی کر سکے کہ وہ کبھی بیمار نہیں ہوا، اس کائنات میں آنے والا ہر انسان جہاں نعمت صحت سے متمتع ہوتا ہے، وہیں بیمار بھی ہوتا ہے، امیر ہو کہ غریب، حاکم ہو کہ محکوم، تعلیم یافتہ ہو کہ ناخواندہ، دیہات کا رہنے والا ہو کہ شہری، چھوٹا ہو کہ بڑا، مرد ہو کہ عورت، جوان ہو کہ بوڑھا سب بیماریوں کا سامنا کرتے ہیں، حتی کہ انبیاء کرام کو بھی بیماریوں سے گزرنا پڑتا ہے، قرآن مجید میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دعاؤں میں یہ دعا بھی ملتی ہے: **واذا مرضت فھو یشفین۔** اور جب میں بیمار ہوتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔ (الشعراء: ۸۰) اسی طرح قرآن وسنت میں حضرت سیدنا ایوب علیہ السلام کی طویل بیماری کا تذکرہ بھی ملتا ہے، حضرت ایوب علیہ السلام شدید بیماری کی حالت میں اللہ تعالیٰ سے یوں دعا گو ہوئے: **أني مسني الضر۔ وأنت أرحم الراحمين۔** (الأنبياء: ۸۳)

بیماری ایک نعمت

انسان کی فطرت ہے کہ وہ ہمیشہ صحت مند اور تندرست رہنا چاہتا ہے، بیماری کے تصور ہی سے اس پر دہشت طاری ہو جاتی ہے، وہ بیماری کو اپنے لیے سراسر شر تصور کرتا ہے، جب

بھی اسے چھوٹی موٹی بیماری لاحق ہوتی ہے تو وہ پریشان ہوجاتا ہے، اور اللہ تعالیٰ سے مایوس ہوجاتا ہے، قرآن مجید میں اس فطرت انسانی کا تذکرہ ایک سے زائد مرتبہ کیا گیا ہے، بیماریوں سے خوف کھانے والے انسان کی توجہ اس طرف نہیں جاتی کہ بیماری بھی ایک نعمت ہے، خدا سے بندوں کو ہمیشہ عافیت کے طلب گار رہنا چاہیے؛ لیکن جب بیماری لاحق ہوجائے تو اس پر صبر کرنا چاہیے اور ان احادیث پر نظر رکھنی چاہیے کہ جن میں بیماریوں کے نعمت ہونے کا پہلو اجاگر کیا گیا ہے، بے شک بیماری بھی مؤمن کے لیے نعمت ہے، جو مؤمن بندہ آنے والی بیماریوں کو خدا تعالیٰ کی طرف سے خیال کرکے ان پر صبر کرتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں بے پناہ اجر عطا فرماتے ہیں، ایک بیماری ہی کا معاملہ نہیں، مؤمن کو پہونچنے والی ہر تکلیف پر اسے اجر دیا جاتا ہے، چنانچہ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: مسلمان کو کوئی رنج، دکھ، تکلیف، اذیت اور غم پہونچتا ہے، حتی کہ اسے کانٹا بھی چبھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے سبب اس کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری) ایک مرتبہ بارگاہ رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں بخار کا ذکر کیا گیا تو ایک شخص نے بخار کو برا کہا، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بخار کو برا نہ کہو؛ کیوں کہ وہ مؤمن کو گناہوں سے ایسے پاک کردیتا ہے، جیسے آگ لوہے کا میل صاف کرتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر: ۳۴۶۹) بیماریاں دراصل آخرت میں اس عظیم مرتبہ کے حصول کا ذریعہ بنتی ہیں، جسے اللہ نے اپنے کسی بندے کے لیے مقرر کر رکھا ہوتا ہے؛ مگر اس کے اعمال اس لائق نہیں ہوتے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ بندے کے لیے علم الٰہی میں جب کوئی اونچا درجہ مقرر ہوتا ہے اور وہ اپنے عمل سے اس درجہ تک نہیں پہونچ پاتا تو اللہ تعالیٰ اس کے جسم، مال یا اولاد پر کوئی مصیبت ڈالتا ہے، پھر اس کو اس پر صبر عطا فرماتا ہے، یہاں تک کہ اسے اس مرتبہ تک پہونچا دیتا ہے جو اس کے

لیے علم الٰہی میں مقدر ہوتا ہے۔ (مسند احمد)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ بندہ جب تین دن بیمار ہوتا ہے تو گناہوں سے ایسے نکل جاتا ہے، جیسے اس دن تھا، جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔ (مجمع الزوائد)

بیماری...... کفارۂ سیئات

احادیث بالا سے واضح ہو گیا کہ بندۂ مؤمن کو آنے والی ہر بیماری اس کے لیے کفارۂ سیئات کا ذریعہ بنتی ہے، صبح سے لے کر شام تک انسان بے شمار گناہ کرتا ہے، بہت سے گناہ ایسے ہو جاتے ہیں کہ اسے پتہ بھی نہیں چلتا کہ اس نے گناہ کیا، مولائے کریم کی یہ کتنی مہربانی ہے کہ وہ بندہ کو بیمار کر کے اس کے گناہوں کو دھو دیتا ہے، بیماریاں دراصل گناہوں سے پاک کرنے کا قدرتی سامان ہے، وہ لوگ جو مختلف بیماریوں میں مبتلا ہو کر انتقال کر جاتے ہیں، بظاہر ان کی حالت قابل رحم معلوم ہوتی ہے، اور لوگ ان پر ترس کھاتے ہیں؛ لیکن انہیں پتہ نہیں کہ یہ اپنے رب کے دربار میں گناہوں سے پاک اور صاف وشفاف ہو کر جا رہے ہیں، نبیٔ کریم ﷺ کے زمانہ میں ایک شخص کا انتقال ہوا تو کسی نے کہا: یہ کتنا خوش نصیب ہے کہ بیمار ہوئے بغیر ہی فوت ہو گیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تم پر افسوس ہے کیا تمہیں نہیں معلوم کہ اگر اللہ عز وجل اسے کسی بیماری میں مبتلا فرماتا تو اس کے گناہ مٹا دیتا۔ (مؤطا مالک، حدیث نمبر: ۱۸۰۱)

طاعون اور وبائی امراض ذریعۂ شہادت

طاعون اور اس جیسی وبائی بیماریاں انسانوں کے لیے نہایت خوف ناک ہوتی ہیں، بسا اوقات ایسی بیماریاں انسانی معاشرہ کے لیے عظیم المیہ کی شکل اختیار کر لیتی ہیں؛ لیکن ایسے لوگ جو وبائی امراض کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں، خدا تعالیٰ کے

یہاں شہادت کے مرتبہ پر فائز ہوجاتے ہیں، چنانچہ حدیث نبوی ﷺ ہے: **الطاعون شهادة لكل مسلم**۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۸۳۰) طاعون ہر مؤمن کی شہادت ہے۔ابوداؤد کی ایک روایت کے مطابق راہ خدا میں قتل کے علاوہ سات شہادتیں اور ہیں: (۱) طاعون سے مرنے والا شہید ہے (۲) ڈوب کر مرنے والا شہید ہے (۳) نمونیا سے مرنے والا شہید ہے (۴) پیٹ کی بیماری سے مرنے والا شہید ہے (۵) عمارت کے نیچے دب کر مرنے والا شہید ہے (۶) آگ میں جلنے والا شہید ہے (۷) بچے کی پیدائش کے وقت مرنے والی عورت شہید ہے۔ (ابوداؤد، حدیث نمبر: ۳۱۱۱)

بیمار کی دعاء رد نہیں ہوتی

بیماری کی حالت میں بیمار خدا تعالیٰ سے انتہائی قریب ہوتا ہے، اس پر اللہ رب العزت کی نظر رحمت سایہ فگن ہوتی ہے، اس تقرب الٰہی کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کی دعائیں رد نہیں فرماتے، چنانچہ الترغیب والترہیب کی ایک روایت میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا: بیمار جب تک صحت مند نہ ہوجائے، اس کی دعاء رد نہیں ہوتی۔ (الترغیب والترہیب) دعا کی قبولیت کوئی معمولی چیز نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کچھ دن بیمار رکھ کر بندے کے لیے دعاؤں کی قبولیت کا سامان فراہم کرتے ہیں۔

بیماری......آزمائش الٰہی

ایک مؤمن کو پیش آنے والی ہر مصیبت اس کے لیے خدا کی طرف سے آزمائش ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام پاک میں ایک سے زائد مرتبہ اس بات کا تذکرہ فرمایا ہے کہ وہ اپنے ایمان والے بندوں کو آزمائیں گے، ایمان کے ساتھ امتحان لازم ہے، سورۃ البقرۃ میں

ارشاد ہے: ولنبلونکم بشیئ من الخوف والجوع ونقص من الأموال والأنفس والثمرات۔ (البقرۃ: ۱۵۵) ہم تمہیں ضرور آزمائیں گے کچھ خوف اور بھوک کے ذریعہ، اور کچھ مالی وجانی اور پیداوار کے نقصان کے ذریعہ۔ بیماریاں دے کر اللہ تعالیٰ اپنے مؤمن بندوں کو آزمانا چاہتے ہیں کہ آیا وہ صبر کرتے ہیں یا بے صبری کر کے گلہ وشکوہ کرتے ہیں، حضرت انسان اس قدر ناشکرا ہے کہ وہ سال بھر میں ایک آدھ مہینہ بیمار رہتا ہے جب کہ سال کا بڑا حصہ صحت وعافیت میں گزارتا ہے، وہ بیماری کے چند دنوں کا تو خوب گلہ کرتا ہے؛ لیکن اسے صحت کے گیارہ ماہ یاد نہیں رہتے اور اس پر وہ خدا تعالیٰ کا شکر ادا نہیں کرتا، بیماری جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک آزمائش اور امتحان ہے تو بندۂ مؤمن کو چاہیے کہ اسے وہ خدا تعالیٰ کی طرف سے خیال کر کے اس پر صبر کرے، بیماری کی حالت میں صبر کرنے سے بندہ جہاں امتحان خداوندی میں کامیاب ہو جاتا ہے، وہیں آخرت میں اجر عظیم کا مستحق ٹھہرتا ہے، حضرت عطاء ابن یسار سے روایت ہے کہ جب کوئی بندہ بیمار ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی طرف دو فرشتے بھیجتا ہے اور ان سے فرماتا ہے: دیکھو یہ اپنی عیادت کرنے والوں سے کیا کہتا ہے؟ پھر اگر وہ مریض اپنی عیادت کے لیے آنے والوں کی موجودگی میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کرے یعنی اس کا شکر ادا کرے تو وہ فرشتے اس کی یہ بات بارگاہ الٰہی میں عرض کر دیتے ہیں، حالاں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ جاننے والا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: میرے بندے کا مجھ پر حق ہے کہ میں اسے جنت میں داخل کروں اور اگر اسے شفا دوں تو اس کے گوشت کو بہتر گوشت سے بدل دوں، اور اس کے گناہ مٹا دوں۔ (مؤطا امام مالک: حدیث نمبر: ۱۷۹۸) ایک اور روایت میں آتا ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ایک عورت کی عیادت فرمائی اور اس سے پوچھا کیا محسوس کر رہی ہو؟ اس نے عرض کی: بہتر، مگر

اس بخار نے مجھے تھکا دیا ہے، نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: صبر کرو، کیوں کہ بخار آدمی کے گناہوں کو اس طرح دور کر دیتا ہے، جس طرح بھٹی لوہے کے زنگ کو دور کر دیتی ہے۔ (الترغیب والترہیب، حدیث نمبر: ۷۷) مؤمن کو چاہیے کہ بیماری پر جزع فزع نہ کرے؛ بلکہ صبر کرے۔ حضرت علی مرتضیٰ ؓ فرماتے ہیں کہ اللہ کی عظمت اور معرفت کا حق ہے کہ تم اپنی تکلیف کی شکایت نہ کرو، اور اپنی مصیبت کا تذکرہ نہ کرو۔ بے صبری سے تکلیف دور نہیں ہوتی؛ البتہ صبر کے اجر سے محرومی ہو جاتی ہے، جب کہ بیماری پر صبر مغفرت کا ذریعہ بنتا ہے، حضرت عبداللہ ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کے مال یا جان میں مصیبت آئی، پھر اس نے اسے چھپایا اور لوگوں سے اس کی شکایت نہ کی تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اس کی مغفرت فرما دے۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر: ۷۳۷)

بیماری سامان نصیحت

بہت سے مسلمان غفلت اور بے دینی میں مگن رہتے ہیں، اور گناہوں کا سلسلہ دراز ہو جاتا ہے، دل پر غفلت کا پردہ پڑ جاتا ہے، آخرت سے بے خوف ہو کر خواہشات نفسانی کے اسیر ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں خواب غفلت سے بیدار کرنے کے لیے بیماریوں میں مبتلا کر دیتا ہے، وہ جوں ہی بیمار ہوتے ہیں، غفلت سے نکل آتے ہیں، انہیں خدا یاد آنے لگتا ہے، اس طرح وہ اپنی بے لگام زندگی سے توبہ کر کے خدا پرستانہ زندگی کی طرف لوٹ آتے ہیں، یوں بیماری ان کے لیے نصیحت اور انابت الی اللہ کا سامان فراہم کرتی ہے؛ مگر یہ چیز صرف مؤمنوں کو حاصل ہوتی ہے، کافر اور منافق بیماری سے کوئی نصیحت حاصل نہیں کرتا۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: مؤمن جب بیمار ہو، پھر اچھا ہو جائے تو اس کی بیماری سابقہ گناہوں کے لیے کفارہ بن جاتی ہے اور آئندہ کے لیے نصیحت، اور منافق جب بیمار ہو کر اچھا ہوتا ہے

تو اس کی مثال اونٹ کی سی ہے کہ مالک نے اسے باندھا، پھر کھول دیا نہ اسے یہ معلوم کہ کیوں باندھا؟ نہ یہ کہ کیوں کھولا؟ (سنن ابی داؤد: ۲۴۹/۳) ایسا اس لیے ہوتا ہے کہ بیماری کی وجہ سے مؤمن اپنے گناہوں سے توبہ کرتا ہے، وہ خیال کرتا ہے کہ یہ بیماری کسی گناہ کی وجہ سے آئی ہے اور ہوسکتا ہے کہ یہ آخری بیماری ہو، جس کے بعد موت آئے، اس کے برخلاف منافق سوچتا ہے کہ فلاں وجہ سے میں بیمار ہوا تھا، شاید موسم کی تبدیلی بیماری کا سبب بنی ہوگی، اس طرح اسے نصیحت حاصل کرنے اور کفر ونفاق سے توبہ کرنے کی توفیق نہیں ہوتی۔

صبر وشکر کی تربیت

صحت ومرض کی حالتیں دراصل صبر وشکر کی دو تربیت گاہیں ہیں، سارے اسلامی اخلاق کا خلاصہ صفات صبر وشکر ہیں، اور مؤمن کو اللہ تعالیٰ ان دونوں صفات کی تربیت فرماتے رہتے ہیں، کبھی اسے صحت کی حالت میں رکھتے ہیں، جس پر وہ شکر کرتا ہے اور کبھی اسے بیمار کر دیتے ہیں، جس پر وہ صبر کرتا ہے، ایک روایت میں نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس مضمون پر روشنی ڈالتے ہوئے فرمایا کہ بندۂ مؤمن کا معاملہ بھی عجیب ہے کہ اس کے ہر کام میں خیر ہے؛ اگر اسے خوشی ملے تو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہے، اور اس کو اجر ملتا ہے اور اگر پریشانی لاحق ہو تو وہ صبر کرتا ہے، تب بھی اسے اجر ملتا ہے، اللہ کے ہر فیصلہ میں مؤمن کے لیے بھلائی ہے۔ (مسلم شریف)

بیماری رضائے الٰہی کی علامت

اللہ تعالیٰ کو جس بندے سے جتنی محبت ہوتی ہے، اتنا ہی زیادہ اسے آلام ومصائب اور امراض میں مبتلا فرماتے ہیں، جب بندہ اللہ کی اس آزمائش میں کامیاب ہو جاتا ہے تو اسے اپنی رضا کا پروانہ عطا فرماتے ہیں، چنانچہ حضرت انسؓ سے مرفوعاً منقول ہے کہ اجر وثواب

کی زیادتی تکالیف برداشت کرنے کے بقدر ہوتی ہے، اور اللہ تعالیٰ جب کسی قوم سے محبت فرماتے ہیں تو اس کو آزمائش میں مبتلا فرماتے ہیں، جو اس پر راضی ہو جاتا ہے، اس کے لیے اللہ کی رضا ہے اور جو ناراض ہوتا ہے، اس کے لیے اللہ کی ناراضگی ہے۔

قرب الٰہی کا سبب

بیماری کا یہ پہلو بھی قابل توجہ ہے کہ بیمار قرب الٰہی سے مشرف ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ اسے اپنے سے اس قدر قریب فرماتے ہیں کہ اس کی عیادت کرنے والے کو بھی اپنا قرب عطا فرماتے ہیں، چنانچہ حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن فرمائیں گے: اے آدم کے بیٹے! میرا فلاں بندہ بیمار ہو گیا تھا، اور تو نے اس کی تیمارداری نہیں کی، اگر تو اس کی تیمارداری کرتا تو مجھے اس کے پاس پاتا۔ (مسلم شریف)

بیماریوں کی اقسام

اللہ تعالیٰ نے حضرت انسان کو دو چیزوں سے بنایا ہے، ایک جسم اور دوسری روح، انسان جسم و روح کے مجموعہ کا نام ہے، اس طرح بیماریوں کی بنیادی اقسام بھی دو ہیں: ایک جسمانی بیماریاں، دوسرے روحانی بیماریاں۔ جسم کو لاحق ہونے والے امراض، امراض جسمانیہ کہلاتے ہیں، جب کہ روح پر طاری ہونے والی بیماریاں روحانی امراض کہلاتی ہیں، خالق کائنات نے ان دونوں بیماریوں کے علاج کی تدابیر بتلائی ہیں، جسمانی امراض کے لیے طب اور اطباء کا نظام چلایا اور روحانی بیماریوں کے لیے آسمانی صحیفوں اور حضرات انبیاء کرام کا سلسلہ چلایا، یہاں ہم اس بحث سے اغماض کریں گے کہ ان دونوں بیماریوں میں خطرناک کونسی ہیں؟ البتہ اتنی بات ذکر کرنا کافی ہے کہ روحانی امراض کی سنگینی زیادہ شدید

ہے، اس لیے کہ اس سے دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔

جہاں تک جسمانی بیماریوں کا تعلق ہے تو اطباء اور جدید میڈیکل سائنس کے پنڈتوں نے اس کی بے شمار قسمیں ذکر کی ہیں، جسمانی بیماریوں کی ایک تقسیم تعدیہ اور عدم تعدیہ کے اعتبار سے کی گئی ہے، یعنی کچھ بیماریاں وہ ہیں، جو متعدی ہوتی ہیں اور کچھ غیر متعدی۔

اسلام میں بیماریوں کے متعدی ہونے کا مطلب

بیماریوں میں جب تعدیہ اور دوسروں میں منتقل ہونے کی بات کہی جاتی ہے تو اس سے وہ لوگ زیادہ الجھن کا شکار ہو جاتے ہیں جن تک وہ حدیثیں پہونچی ہیں، جن میں بیماری کے تعدیہ کی نفی کی گئی ہے، مثلاً ایک حدیث ہے: **لا عدویٰ** یعنی بیماریوں میں تعدیہ کی کوئی حقیقت نہیں، اسی طرح مسند احمد کی روایت ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ! ہم خارش زدہ بکری خریدتے ہیں، اسے بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑتے ہیں، تو ساری بکریاں خارش زدہ ہو جاتی ہیں، آپ ﷺ نے جواب میں فرمایا: اگر یہی بات ہے تو پہلی بکری کو کس نے خارش زدہ کر دیا، اس قسم کی بعض دیگر احادیث سے بھی بیماریوں میں تعدیہ کی نفی ہوتی ہے، ایسی احادیث سے دراصل الجھن ان کا صحیح مفہوم نہ جاننے سے پیدا ہوتی ہے، مذکورہ احادیث کا اصل مقصود دور جاہلیت کے عقیدہ کی نفی کی ہے، نہ کہ بیماریوں کے تعدیہ کی نفی، دور جاہلیت کے عرب تعدیہ کو مؤثر بالذات مانتے تھے اور سارے امراض میں تعدیہ کا عقیدہ رکھتے تھے، نبی کریم ﷺ نے احادیث بالا میں اس عقیدہ کی نفی فرمائی اور یوں وضاحت فرمائی کہ تعدیہ فی نفسہ مؤثر بالذات نہیں ہے؛ البتہ اسباب کے درجہ میں بعض بیماریاں متعدی ہو سکتی ہیں، چنانچہ اسی اسباب کے درجہ کو ملحوظ رکھتے ہوئے فرمایا: **لا یورد ممرض علی مصح**۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۵۷۹۱) بیمار

اونٹ کو تندرست اونٹ کے پاس نہ لے جایا جائے نیز جذام کے مریض کے بارے میں فرمایا کہ ایک نیزے کے فاصلہ سے اس سے بات چیت کی جائے ،(التیسیر بشرح الجامع الصغیر: ۲/ ۲۲) شارح مسلم علامہ نوویؒ نے ان دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق دیتے ہوئے لکھا ہے کہ کوئی بھی مرض اپنی اصلیت کے لحاظ سے متعدی نہیں ہوتا؛ البتہ اللہ تعالیٰ نے بعض بیماروں سے ملنے کو متعدی ہونے کا سبب بنا دیا ہے، جن احادیث میں تعدیہ کی نفی کی گئی ہے، ان سے مقصود اہل جاہلیت کے عقیدے کی نفی ہے۔ (شرح النووی: ۱/ ۳۵)

{دوسرا باب}

متعدی اور وبائی امراض کی تاریخ

ایک سرسری جائزہ

زمانۂ قدیم سے اس دنیا کو متعدی اور وبائی امراض کا سامنا رہا ہے، وبائی امراض کے آغاز اور اس کے ابتدائی مراحل پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک کالم نگار لکھتے ہیں: ''قدیم طرز زندگی میں انسان خانہ بدوشی کی زندگی گزارتے رہے، آبادیاں اتنی بڑی نہیں ہوا کرتی تھیں کہ جراثیم زیادہ دیر تک اپنی آبادی پھیلاتے رہیں، دس ہزار سال پہلے آنے والے زرعی انقلاب کے بعد بستیاں بسنا شروع ہوئیں، لوگوں نے ایک جگہ مستقل رہنا شروع کیا، جانور پالنے شروع کئے، بیکٹیریا اور وائرس کا پھیلنا آسان ہوگیا، مویشیوں اور انسانوں کے درمیان ان کا تبادلہ ہونے لگا، وبائیں کئی وجہ سے اور کئی شکل وصورت میں آتی رہیں، مثال کے طور پر ۲۰۱۰ء میں ہیٹی میں تباہ کن زلزلہ آیا، اس سے ہزارہا لوگ بے گھر ہوگئے اور عارضی پناہ گزیں کیمپوں میں رہنا پڑا، چند ہفتوں میں یہ کیمپ ہیضہ کے لیے زرخیز میدان بن گئے، یہ گندے پانی میں بیکٹیریا کے ذریعہ پھیلتا ہے، جلد ہی ہیضہ کی وبا پورے ملک تک پھیل گئی۔

لیکن وبائی امراض کی سب سے بڑی وجہ وائرس رہے ہیں، خسرہ، فلو، ایچ آئی وی، جیسے وائرس جب ان کا پھیلاؤ مقامی سطح سے نکل کر دنیا کے وسیع علاقہ تک جاتا ہے تو اس کو pandemic کہا جاتا ہے، ایسی وبائیں انسانی تاریخ میں آتی رہی ہیں، ان میں سے کئی نے اپنی شکار ہوجانے والوں کی ہڈیوں اور ٹشو میں نشان چھوڑے ہیں، جن کو ہم جان لیتے ہیں، کئی کے شواہد پرانے ڈی این اے میں محفوظ ہیں، مثلا سائنس دانوں نے تپ دق کے بیکٹیریا کا پتہ قدیم مصری ممی سے لگالیا اور ۲۰۱۱ء میں لندن میں طاعون کے شکار ہونے

والوں کے ایک گڈھے سے ملنے والی باقیات سے اس کے جراثیم یرسیناپیسٹس کا پورا جینوم بنالیا گیا، وہ بیکٹیریا جو یورپ کی سیاہ موت کا ذمہ دار تھا، اندازہ ہے کہ چودھویں صدی میں طاعون کی ابتداء چین سے ۱۳۴۰ء کے قریب ہوئی تھی، شاہراہ ریشم کے ساتھ یہ چین سے مغرب پہونچا، اس تجارتی قافلہ کے ساتھ جو منگولیا سے کریمیا جارہا تھا، ۱۳۴۷ء میں یہ بحیرۂ روم تک پہونچ چکا تھا اور ۱۴۰۰ء تک یہ ساڑھے تین کروڑ لوگوں کی جانیں لے چکا تھا، مؤرخین نے اس کو بعد میں عظیم موت یا سیاہ موت کا نام دیا۔

جو مرض سب سے زیادہ اموات کا باعث بنا تو انفلوئنزا تھا، فلو دنیا بھر میں مسلسل شمالی اور جنوبی کرہ میں چکر لگا رہا تھا، ڈسمبر، جنوری اور فروری اس کا عروج شمالی جب کہ جون، جولائی اور اگسٹ میں اس کا عروج جنوبی کرہ میں ہوتا ہے، ایک سال یہ زیادہ لوگوں کو متأثر کرتا ہے؛ اگر اس سال بچے اور بڑے اس کے خلاف کچھ مدافعت حاصل کرلیتے ہیں تو دوسرے سال اس کی شدت کم ہوجاتی ہے، پھر اس میں کچھ تبدیلی ہوجانے سے اس سے اگلے سال اس کا زور زیادہ رہتا ہے، ہر بیس سے چالیس سال کے بعد کسی ڈرامائی میوٹیشن کی وجہ سے یہ خطرناک ہوکر آتا ہے، خاص طور پر یہ پالتو جانوروں کی طرف سے ہوتا ہے، مثلاً جب بطخ یا مرغی کا وائرس کسی مویشی کے وائرس کے ساتھ ملاقات کرکے جینز کا تبادلہ کرے، اس کو اینٹی جینک سفٹ کہا جاتا ہے، اور یہ عمل انسانی تاریخ میں بار بار ہوتا رہا ہے۔

پہلی عالمی وبا جو ریکارڈ پر ہے، وہ ۱۵۸۰ء میں ہوئی تھی، اٹھارویں اور انیسویں صدی میں ایسی چھ لہریں آئیں؛ لیکن اموات کی تعداد میں کوئی بھی ۱۹۱۸ء میں فلو کی وبا سے زیادہ مہلک نہیں رہی، برصغیر میں ایک کروڑ لوگوں کی موت کا جب کہ دنیا بھر میں پانچ کروڑ اموات کا سبب بنی، یہ وبا اپریل/ ۱۹۱۹ء تک تباہی مچاتی رہی، اور پانچ کروڑ اموات اس

وقت ہوئیں جب وائرس جہازوں کا سفر نہیں کرتے تھے، اب وائرس کے لیے یہ سفر پہلے سے بہت آسان ہے، ان کے لیے تیز رفتار ٹرینین اور جہاز سب کچھ موجود ہیں۔

فروری ۲۰۰۳ء میں ہان کانگ کے میٹرو پول ہوٹل میں ایک چینی ڈاکٹر پہونچے، ان کی طبیعت کچھ ٹھیک نہیں تھی، انہیں معلوم نہیں تھا؛ لیکن ان کے جسم میں جانوروں سے آنے والا ایک نیا وائرس (sars) کورونا وائرس موجود تھا، کمرہ نمبر ۹۱۳ میں چیکنگ کرنے کے چوبیس گھنٹے کے اندر اس ہوٹل میں موجود سولہ مزید مہمان اس وائرس کے میزبان بن چکے تھے، اگلے کچھ دنوں میں ان میں سے پانچ کو دوسرے ممالک میں سفر کرنا تھا، سنگاپور، ویتنام اور کیناڈا تک یہ وائرس ان کے ذریعہ پہونچ گیا، جلد ہی فلائٹس روک دی گئیں، کئی ایمرجنسی اقدامات لئے گئے، بڑی تباہی سے بچت ہوگئی، اگلے چار ماہ کے بعد جب اس وائرس کا زور ٹوٹ گیا تو یہ وائرس انتیس ممالک میں لوگوں کو متأثر کر چکا تھا، اور ایک ہزار سے زائد اموات کا باعث بن چکا تھا۔

اس وائرس پر بہت جلد قابو پالیا گیا، عالمی وباؤں کے لحاظ سے اس کا اثر بہت محدود رہا؛ لیکن اس بار ایک اور پہلو نمایاں ہو کر سامنے آیا، جہاں انفارمیشن کی ٹکنالوجی ہمیں آگاہی کا تحفہ دیتی ہے اور اس نے اس وبا کو روکنے میں بھی مدد کی، وہیں یہ خوف وہراس کی مصیبت کا سبب بنتی ہے، کیبل پر چلنے والی خبروں اور انٹرنیٹ پر بلاگ ہسٹریا کی جلتی میں تیل کی بالٹیاں انڈیلتے رہے، بے بنیاد خیالات تھیوریز کا پرچار ہوتا رہا، ہان کانگ اور دوسرے متأثرہ شہروں میں کاروبار زندگی مفلوج ہوگیا، ہانکانگ کی کاروباری سرگرمیوں میں دس ارب ڈالر کا نقصان ہوا۔

سارس کورونا وائرس اس چیز کی یاددہانی تھا کہ pandemic اور panic اکٹھا ہی

آتے ہیں، عالمی وبائیں چھوٹی سی جگہ شروع ہوکر ڈرامائی نقصان پہونچانے کی اہلیت رکھتی ہیں، جو کسی قدرتی آفت یا کسی جنگ کے برابر ہوسکتا ہے، چودھویں صدی کی سیاہ موت اور آج کی دنیا میں ایک فرق سائنس کا ہے، سائنس ہمیں اس کی بہت جلد نشاندہی کا اور روک تھام کا موقع دیتی ہے''۔(اردو صفحہ نیوز پورٹل: ۷رفروری ۲۰۲۰ء)

پڑوسی ملک کے معروف تجزیہ کار ناصر ذوالفقار ایکسپریس اردو نیوز میں شائع اپنے ایک مضمون میں لکھتے ہیں: ''چھ سوسالہ انسانی تاریخ کا مطالعہ کیا جائے تو متواتر وبائی امراض یا متعدی بیماریاں سر اٹھاتی رہی ہیں، ۱۷۲۰ء میں طاعون ۱۸۲۰ء تک، ہیضہ 1918ء سے ۱۹۲۰ء تک، فلو یا انفلائنزا جو اسپانوی فلو سے بخوبی جانا جاتا ہے، دنیا کے انسانوں کے لیے خوف و دہشت کی علامت بنا رہا تھا، جس نے لاکھوں جانیں لیں، چودھویں صدی کا ایک خطرناک مرض طاعون یا پلیگ تھا، اس میں اموات کا تخمینہ پچاس ملین انسان تھے، ہیضہ کا پہلا مریض ۱۸۲۰ء میں دنیا کے سامنے آیا، یہ ایذا دینے والا قاتل بیکٹیر یا ایک نباتی جراثیم ہے، اگلے سو سال کے بعد دنیا نے ایک اور خطرناک جان لیوا جراثیم کا سامنا کیا، یہ بیسویں صدی کے دوسرے عشرے کا انفلائنزا ہے، اس کے شکار انسانوں کی تعداد سوملین انسانوں کی موت سے لگایا گیا ہے، جو دنیا کی آبادی کا تین سے چھ فیصد بنتا ہے، طاعون کی ایک طویل ترین تاریخ رہی ہے، قدیم چین اور قرون وسطٰی کے یورپ کی تاریخ میں درج ہے کہ دشمن کے پانی کو آلودہ کرنے کے لیے زیا گوپنس منگول اور ترکوں کے علاوہ دوسرے گروہ بھی متأثرہ جانوروں کی لاشوں جیسے کہ گائے یا گھوڑے اور متأثرہ انسانی لاشوں کا استعمال کرتے تھے۔

۱۳۴۷ء میں جزیرہ نما جینوس پر کیفا کا قبضہ تھا، جزیرہ نما کریمیا ایک بہت بڑا

تجارتی ایمپائر تھا، جینی بگ کی کمان گولڈن ہارڈ کے منگول جنگ جوؤں کی فوج نے اس کا محاصرہ کرلیا تھا، اور طویل محاصرہ کے دوران ان کے مطابق منگول فوج اس مرض سے دوچار ہوئی تھی، انہوں نے متأثرہ لاشوں کو حیاتیاتی ہتھیار کے طور پر استعمال کرنے کا فیصلہ کیا، لاشوں کو شہروں کی دیوار پر ٹانگ دیا گیا، جس سے وہاں کے رہائشی متأثر ہو گئے تھے، ممکن ہے کہ اس واقعہ سے سیاہ موت کو وہ اپنے بحری جہازوں کے ذریعہ یورپ میں منتقل کرنے کا موجب بنے ہوں، جنگ عظیم دوم کے دوران جاپانی فوج نے ہتھیاروں کے طور پر طاعونی بیماری کا استعمال کیا تھا، مینچوریا پر جاپانی قبضہ کے دوران یونٹ ۷۳۱ نے جان بوجھ کر چینی کوربن اور مینچورین شہریوں پر ان طاعون زدہ جراثیم سے متأثر کر دیا تھا۔

ہیضہ کی وبا

ہیضہ سے گزشتہ دوسالوں میں لاکھوں اموات ہو چکی ہیں، ۱۹۶۷ء میں ہیضہ کے خلاف حفاظتی ٹیکہ لگایا گیا تھا، یورپ میں یہ متعدی بیماری ۱۶۴۲ء کے اوائل میں مغربی ادب سے ملتی ہے، یہ انڈیا سے تجارتی زمینی وبحری راستوں سے ۱۸۱۷ء میں روس تک پھیل گئی تھی، دوسوسال میں وبائی ہیضہ نے مہینوں ہلاکت خیزی جاری رکھی، یہ مرض ۱۸۲۶ء سے ۱۸۳۷ء تک جاری رہا، ہیضہ کی تیسری لہر ۱۸۴۶ء میں وارد ہوئی، جو کہ ۱۸۶۰ء تک باقی رہی، شمالی آفریقہ تک پھیلتی ہوئی پہلی بار جنوبی امریکہ میں برازیل پر بھی حملہ آور ہوئی، ہیضہ کی چوتھی لہر ۱۸۶۳ء سے ۱۸۷۵ء کے درمیان پھٹی، جو ہندوستان سے لے کر اٹلی اور اسپین تک جا پہونچی، پانچویں بار ہیضہ کی نیلی موت نے اپنا سر بدستور ۱۸۸۱ء سے ۱۸۸۶ء تک اٹھائے رکھا۔

ہیضہ کی اگلی لہر جو چھٹی بار دنیا پر وارد ہوئی ۱۸۹۹ء تک ۱۹۲۳ء تک انسانوں کے لیے

دردسر بنی رہی، اس چھٹی لہر نے مصر، عرب، جزیرہ فارس، ہندوستان اور فلپائن کو اپنا گھر بنایا، اور انسانوں کو بہت زیادہ متأثر کیا، جب کہ دوسرے ممـالک ۱۸۹۲ء جرمنی، ۱۹۸۰ء سے ۱۹۱۱ء فیپلس میں شدید ہیضہ کے وبائی حملوں کا سامنا رہا، ساتویں ہیضہ کی لہر آخـری وبائی ضرب تھی، جب متعدی بیماری نے انڈونیشیاء الطور کے نام سے نیا تناؤ پیدا کر دیا تھا، جس کا آغاز ۱۹۶۱ء سے ہو چکا تھا، اس وبا نے ۱۵ لاکھ امریکیوں کو موت کی نیند سلا دیا تھا، ۱۹۰۰ء سے ۱۹۲۰ء کے مابین ہیضہ نے آٹھ لاکھ ہندوستانیوں کی جانیں لی تھیں۔

فـلو یا انفلائنزا کی وبا

دنیا پر عالمی سطح پر فلو یا انفلائنزا وبائی حملے جنوری ۱۹۱۸ء سے ڈسمبر ۱۹۲۰ء تک جاری رہے تھے، یہ عرف عام میں ہسپانوی فلو سے جانا جاتا ہے، اس وائرس میں دو بیماریاں ہیں، جن میں یہ پہلی ہے، جب کہ دوسرا وائرس سوائن فلو کے نام سے ۲۰۰۹ء میں دنیا پر حملہ آور ہو چکا ہے، کرۂ ارض کی پانچ سو ملین آبادی اس کا شکار ہو چکی ہے، اس کے متأثرہ علاقے دور دراز کے بحرالکاہل کے جزیرے اور آرٹک علاقہ کے لوگ شامل ہیں، اس خوفناکــــ وبائی مرض سے ہلاکتوں کا تخمینہ پچاس ملین ہے، اور ممکنہ طور پر ہلاکتیں سو ملین تک ہو سکتی ہیں، جو کہ دنیا کی آبادی کا تین سے چھ فیصد بنتا ہے، انسـانی تاریخ کے مہلک ترین وبائی مرضوں میں سے ایک فلو ہے، ۱۹۲۰ء تک رہنے والے انفلائنزا وائرس خاص طور پر انسانی جانوں کے لیے ہلاکت انگیز وائرس کی شکل میں انسانوں کی موت کا سـامان لے کر آیا؛ کیوں کہ یہ سائٹیٹو کاٹن بہت زیادہ جوان اور بہت بوڑھے لوگوں پر اپنا اثر زیادہ دکھایا تھا، جـس میں امریکہ میں مرنے والے نوجوانوں کی تعداد اندازوں سے کہیں زیادہ ہوئی تھی۔

ہسپانوی فلو وبائی مرض سے کم بالغ افراد میں اموات زیادہ ہوئی تھیں، یہ مضبوط

مدافعتی نظام تہہ و بالا کر ڈالتا ہے، فرانس کے شہر اٹلیس میں موجود فوجی دستوں اور طبی کیمپوں کی تحقیق نے ہسپانوی فلو کے وارد ہونے کی نشاندہی کی تھی، یہ تحقیق ۱۹۹۹ء کی ہے، جسے ایک برطانوی ٹیم نے شائع کیا تھا، اس ٹیم کی سربراہی وائرس کے ماہر جان آکسوڈ نے کی تھی، روزآنہ ایک لاکھ فوجی کیمپوں میں وقت بسر کرتے تھے، کیمپوں میں ان کے ساتھ کھانے کا گوشت بھی وافر مقدار میں موجود رہتا تھا، جس کی باقاعدہ فراہمی کا ذریعہ نزدیکی دیہات کی پولٹری اور سور کے فارمس تھے، جہاں سے یہ خریدا جاتا تھا، آکسفوڈ کی ٹیم نے یہ موقف اپنایا کہ پرندوں میں محصور ایک پیشگی وائرس کیمپ میں رکھے ہوئے گوشت میں منتقل ہو گیا۔

ایسے بھی دعوے کئے گئے تھے کہ اس وبا کی ابتداء امریکہ میں ہوئی، مؤرخ الفریڈ ڈبلیو کروس بی نے یہ دعوی کر ڈالا تھا کہ اس فلو کی شروعات کنساس میں ہوئی، حیرت انگیز طور پر دنیا کے دوسرے خطوں کے مقابلہ میں چین میں اس فلو سے مجموعی لحاظ سے اموات کی شرح نسبتاً کم ہوئی، اور چین میں نہایت ہلکا فلو کا موسم تھا، امریکہ میں اموات کی شرح کی وضاحت اس حقیقت سے واضح ہوجاتی ہے کہ چینی آبادی پہلے ہی فلو سے استثناء حاصل کر چکی تھی، کچھ کا خیال یہ بھی تھا کہ فلو کا آغاز مشرقی ایشیاء میں ہوا، جو جانوروں سے انسان میں مرض کا موجب بنی، جو مرغیوں سے منتقل ہوئی تھی، جنگ عظیم میں قریبی حلقوں اور وسیع پیمانہ پر فوجی یونٹس کی نقل وحمل نے وبائی مرض کے لیے سفری رابطہ کا کام کیا، اور اسے بڑھاوا دیا، ریاستہائے متحدہ امریکہ کی ریاست کینساس کے شہر باسکل کاونٹی میں پہلی بار یہ مرض دیکھا گیا۔

مارچ / ۱۹۱۸ء میں اس کاونٹی سے تعلق رکھنے والی کمپنی کے باروچی البرڈ نے فورٹ الیی نامی ایک امریکی فوجی مرکز پر اپنی بیماری کی اطلاع دی، عین اس وقت جنگ عظیم کے دوران فوجیوں کی تربیت جاری تھی، اسے فلو کا سب سے پہلا ریکارڈ شدہ شکار سمجھا گیا،

۱۱/مارچ ۱۹۱۸ء میں یہ وائرس نیو یارک کے علاقہ کوئینز تک رسائی پا چکا تھا۔اگست ۱۹۱۸ء میں یہ برلسٹ فرانس میں یکجا طور پر بھیانک کشیدگی پھیلنے کی وجہ بنا، پہلی جنگ عظیم کے بعد امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے اس وبائی بیماری کو اسپینش فلو ہی کے نام سے پکارا، بنیادی طور پر اس لیے کہ نومبر ۱۹۱۸ء میں فرانس سے اسپین منتقل ہونے کے بعد اس وبائی مرض نے اپنا زیادہ دباؤ بڑھا دیا تھا، پہلی جنگ عظیم میں ۱۷ملین اموات ہوئیں، اور دوسری جنگ عظیم میں ۶۰ ملین افراد مارے گئے تھے، جب کہ فلو کی وبا سے مرنے والوں کی تعداد دونوں جنگی ادوار کی مجموعی اموات سے بھی زیادہ ہو جاتی ہے، انسانی تاریخ میں عالمی وبائی مرض کالی موت کے بعد انفلائنزا کی یہ بڑی خونی لہر تھی، جس نے لاکھوں انسانی جانیں نگل لیں، خیال کیا جاتا ہے کہ انفلائنزا نے اپنے ابتدائی ۲۵ ہفتوں میں ۲۵ ملین جانیں لیں، جب کہ پرانے تخمینہ کی رو سے ۴۰ سے ۵۰ ملین ہو سکتے ہیں، جو کہ تین سے پانچ فیصد ہے؛ لیکن گمان ہے کہ پانچ فیصد سے بھی زیادہ ۱۰۰ ملین تک انسانی جانوں کا زیاں ہوا تھا۔

ان ۲۴ ہفتوں (چھ ماہ) میں جتنے فلو سے ہلاک ہوئے تھے، اتنے آج کی مہلک بیماری ایچ آئی وی (ایڈس) سے ہونے والی ۲۴ سالوں کی اموات سے بھی زیادہ ہیں، تاہم کالی موت نے دنیا کی آبادی کا بڑا حصہ مار ڈالا تھا، ہندوستان میں ۱۷ ملین اموات ہوئیں، جو کہ آبادی کا پانچ فیصد بنتا ہے، ہندوستان کے برطانوی راج والے اضلاع میں ہلاکتوں کی تعداد ۱۳۸۸ ملین بتائی جاتی ہے، گھانا آفریقہ میں ۱۰۰،۰۰۰ امریکی سمویا میں تین ہزار آٹھ سو لوگ مرے، جاپان میں ۲۳ ملین متأثر ہوئے اور کم از کم ۳۹۰،۰۰۰ اموات ہوئیں، ایران میں ۹۰۲،۴۰۰ سے ۲۴،۳۱۰۰۰ اموات ہوئی تھیں جو کہ ایرانی آبادی کا آٹھ فیصد سے ۲۲ فیصد بنتا ہے، جنوبی امریکہ میں برازیل کے صدر روڈی گز ایلو سمیت

۰۰۰،۰۰۰،۱۳۰افرادلقمۂ اجل بنے،امریکہ میں ۲۸ فیصد متأثرہ مریضوں میں ۰۰۰،۰۰۰،۵۰۰ سے ۰۰۰،۶۷۵،۵۰۰ ہلاکتیں ہوئیں،جب کہ کینیڈا میں ۰۰۰،۵۰،برطانیہ میں ۰۰۰،۰۰۰،۲۵۰،فرانس میں ۰۰۰،۰۰۰،۴۰۰ سے زائد اور انڈونیشیاء میں ۱،۵ ملین یا ۱۳ فیصد،چین میں ایک فیصد اور روس میں ۰۰۰۰،۴،۵ لوگ زندگی کی بازی ہار گئے،اکتوبر کا سارا مہینہ فلو کی تباہ کاریوں سے لبریز تھا،مرض پھیلانے میں جنگ عظیم اول کا کردار بہت اہم ہے۔بحرالکاہل کے متعدد علاقے اس بیماری کے مرکز بنے،یہاں سے بحری جہازوں کے ذریعہ یہ نیوزیلینڈ پہونچا، ۱۹۹۹ء تک اس فلو سے ۹۹ فیصد بالغ نوجوان مرض کا شکار ہوئے،۱۹۲۰ء میں امریکہ میں اس کا تناسب ۶۵ سال کے بوڑھے اور بالغ جوانوں میں ۲۰ سے ۴۰ سال کے لوگ ہلاک ہوئے تھے،اگرچہ حقیقت میں چین سے ہی ہسپانوی فلو کی شروعات ہوئی تھی،جس سے چینیوں میں مرض کے خلاف مزاحمت پائی گئی،چین میں اموات کی شرح زیادہ تر مقامات پر کم ہی رہی،اور مجموعی طور پر چین فلو سے بچ نکلنے میں کامیاب ہوگیا تھا،اکتوبر ۱۹۱۸ء وبائی مرض کی جانب دوسری لہر کے ذریعہ سنگین وارداتوں کا وقت تھا،اس سال کے اواخر میں مہلک ترین فلو کی دوسری لہر اٹھی،یہ اکتوبر کا اختتامی ہفتہ تھا،جب فلے ڈلفیا (امریکہ) میں مرنے والوں کی تعداد ۴،۵۹۲ ہوگئی تھی،اگلے ہی ماہ نومبر کو اچانک انفلائنزا شہر سے روپوش ہو چکا تھا،وبائی مرض فلو نے نو ماہ سے کم مدت میں برق رفتاری سے امریکہ اور دنیا کے بیشتر ممالک کے متأثرہ مریضوں کو ہلاک کرڈالا تھا،امریکہ کی کل آبادی میں فلو سے ہلاکتوں نے لائف انشورنس کمپنیوں کا دیوالیہ نکال دیا،جنہیں لائف پالیسی کے تحت لواحقین کو ۱۵،۳ سے ۲۷،۸ بلین ڈالرز ادا کرنے پڑے تھے"۔(ایکسپریس اردو،ن ۱۵/مارچ/۲۰۲۰ء)

{تیسرا باب}

کوروناوائرس

کورونا وائرس کا آغاز

اس وقت پوری دنیا کو کورونا وائرس نے اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، دنیا بھر میں اسی کی دہشت پھیلی ہوئی ہے، دوسو سے زائد ممالک میں یہ وائرس تباہی مچا رہا ہے، عالمی پروازوں کا سلسلہ موقوف ہے، تاحال (۲۶/اپریل/۲۰۲۰ء) اس وائرس سے ہلاک ہونے والوں کی تعداد دولاکھ سے متجاوز ہے، اور اس کے متأثرین ایک کروڑ بیس لاکھ کے قریب پہونچ چکے ہیں، ہر طرف سناٹا ہی سناٹا ہے، تعلیمی ادارے بند ہیں، لاک ڈاؤن کی وجہ سے لوگ گھروں میں محصور ہوکر رہ گئے ہیں، عام طور پر وائرس اور فلو سے غربت زدہ اور پسماندہ ممالک زیادہ متأثر ہوتے ہیں؛ لیکن کورونا وائرس کا معاملہ اس سے مختلف ہے، یہ وائرس ترقی یافتہ ملکوں سے شروع ہوا ہے، اور زیادہ تر ترقی یافتہ اور ترقی پذیر ممالک میں تباہی مچا رہا ہے، ماہرین کے مطابق کورونا وائرس آج کی پیداوار نہیں ہے؛ بلکہ یہ ۱۹۶۰ء ہی سے موجود ہے، یہی وجہ ہے کہ ماہرین کو اس کی نصف درجن سے زائد اقسام کا علم پہلے ہی سے ہے؛ بلکہ بعض ماہرین کے مطابق ۱۹۵۰ء سے پہلے بھی کورونا وائرس کا وجود تھا؛ لیکن اس وقت کے سائنس داں اسے پہچاننے سے قاصر رہے، ۲۰۰۰ء کے بعد کورونا وائرس کا یہ تیسرا حملہ ہے، ۲۰۰۳ء میں اس کا پہلا حملہ ہوا، تعجب ہے کہ میڈیکل سائنس کی حیرت انگیز ترقی کے باوجود اس قدر طویل عرصہ کے دوران اس کا علاج دریافت نہیں کیا جاسکا، کورونا وائرس کے تعلق سے دنیا کی قبل از وقت جانکاری کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ ۱۹۸۱ء میں امریکہ میں ایک ناول ((eyes of barkness شائع کی گئی تھی، جس میں ایک

ایسے وائرس کی پیشین گوئی گئی تھی، جو پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لینے والا ہے، اور ناول میں یہ بتایا گیا تھا کہ یہ وائرس ۲۰۲۰ء میں اچانک نمودار ہوگا اور حلق کی نالی اور پھیپڑوں کو متأثر کرتے ہوئے جان لیوا ثابت ہوگا، اس کے بعد پھر یہ اچانک غائب ہو جائے گا اور دس سال بعد پھر نمودار ہوگا اور کچھ دنوں تک دہشت پھیلا کر ہمیشہ کے لیے غائب ہو جائے گا، ناول نگار نے اس وائرس کا نام ووہان ۴۰۰ لکھا تھا، اتنا ہی نہیں، ۱۹۹۵ء میں امریکہ میں ایک فلم منظر عام پر لائی گئی تھی جو دراصل رچرڈ پرسن کی (the hotzon) فلم میں بتایا گیا تھا کہ ایک جنگلی بندر سے ایک وائرس انسان میں منتقل ہوا اور دیکھتے ہی دیکھتے ملک بھر میں پھیل گیا، اسی طرح مائیکروسافٹ کے بانی بل گیٹس نے ۱۸/اپریل/۲۰۱۸ء کو لندن میں ملیریا سے متعلق سربراہ اجلاس میں خطاب کرتے ہوئے کہا تھا کہ نئی دہائی میں آنے والا وبائی وائرس چھ ماہ میں تین کروڑ سے زائد لوگوں کی جان لے سکتا ہے، جس سے بچنے کے لیے ان کا کہنا تھا کہ دنیا کو وبائی امراض سے متعلق سنجیدگی سے سوچنا شروع کر دینا چاہیے۔ (انٹرنیشنل آئی این: ۲۱/مارچ/۲۰۲۰ء)

ڈاکٹر عامر خان حال مقیم برطانیہ اپنے ایک مضمون میں کرونا وائرس پر روشنی ڈالتے ہوئے اس وائرس سے متأثرہ ایک ڈاکٹر خاتون ڈاکٹر کلیر دراڑ (جو سابق جورائیل کالج آف جی پیز کی سابق صدر ہیں) کا تأثر بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ خاتون ڈاکٹر نے بتایا کہ مجھے آج تک کسی بیماری میں ایسی تکلیف محسوس نہیں ہوئی اور یہ کہ اس کی تکلیف کی شدت دردِ زہ سے زیادہ ہوتی ہے، ڈاکٹر عامر خان آگے لکھتے ہیں: ہمیں یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ یہ وائرس آپ کے جسم پر کس طرح قبضہ جماتا ہے، اس حد تو کووڈ ۱۹ دیگر وائرس کی طرح ہی ہوتا ہے کہ پیدا ہوتے رہنے اور پھیلنے کے لیے اسے ایک پناہ گاہ یعنی انسانی جسم کی ضرورت ہوتی

ہے، دراصل بنیادی طور پر کوئی بھی وائرس ایک جینیاتی مادہ ہوتا ہے، جو خود کچھ نہیں کر سکتا، اپنے آپ کو بار بار پیدا کرنے کے لیے اسے جاندار مخلوق پر حملہ کرنا پڑتا ہے، اس کے بغیر اس کا خاتمہ ہو جاتا ہے، وائرس اور جراثیم اس لحاظ سے ایک جیسے نہیں ہوتے کہ کورونا وائرس کو پنپنے کے لیے کھانے پانی، گندگی پر بیٹھنے یا آرام کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی، اس کا صرف ایک ہی کام ہے اور وہ یہ کہ اپنے آپ کو بار بار پیدا کرتے رہنا؛ مگر یہ ایسا صرف اس صورت میں کر سکتا ہے، جب اسے کوئی مناسب جگہ ملے، جن لوگوں میں کورونا جراثیم ہوتے ہیں، جب وہ چھینکتے یا کھانستے ہیں تو ان کے منہ سے نکلنی والی تھوک کی بوندیں جراثیم سے لتھڑی ہوتی ہیں اور دوسرے لوگ یا تو انہیں سانس کے ذریعہ یا جس جگہ جراثیم گرے ہوتے ہیں، اسے چھونے کے بعد جب اپنا چہرہ چھوتے ہیں اور سانس لیتے ہیں تو ان جراثیم کو اپنے جسم میں داخل کر لیتے ہیں، جیسے ہی آپ سانس لیتے ہیں، وائرس فوری طور پر آپ کے گلے اور ناک کے اندر پیچھے کی جانب پہونچ جاتا ہے، ناک اور گلہ جہاں ایک دوسرے سے ملتے ہیں، اسے لعابی جھلی کہتے ہیں، یہی وہ جگہ ہے، جہاں اپنا کام شروع کرنے سے پہلے یہ کانٹے دار جرثومے جا کر چپک جاتے ہیں، جب یہ آپ کی ناک کے پیچھے پہونچتے ہیں، جب یہ آپ کی ناک کے پیچھے پہونچتے ہیں تو کووڈ ۱۹ آپ کی ناک کے راستہ کے خلیوں پر قبضہ جما لیتا ہے، خلیوں کے اندر داخل ہو کر یہ وائرس انہیں ری پروگرام کرتے رہتا ہے اور دیگر قدرتی اور مامور کے کام کو روک کر صرف کووڈ ۱۹ وائرس پیدا کرنے پر لگ جاتا ہے، ناک اور گلہ کے خلیوں کی اس تباہی سے آپ کو خشک کھانسی آنے لگتی ہے اور گلہ دکھنے لگتا ہے، یہ تکلیف اس بات کا اشارہ ہوتا ہے کہ آپ کے خلیے مصیبت میں ہیں اور انہیں تباہ کیا جا رہا ہے، اس وقت تک آپ کی قوت مدافعت کو معلوم ہو جاتا ہے کہ آپ کے جسم میں بیرونی عناصر

داخل ہو چکے ہیں، اس میں وقت اس لیے لگا؛ کیوں کہ جب آپ کے جسم میں بیرونی عناصر داخل ہوتے ہیں تو آپ کی قوت مدافعت کو اسے پہچاننے اور اپنا دفاعی کام شروع کرنے میں وقت لگتا ہے، بہرحال جب وہ کام شروع کرتے ہیں تو میموری سیلز بھی پیدا ہونے شروع ہو جاتے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ آئندہ جب کبھی یہ وائرس آپ پر حملہ کرے گا تو آپ کی قوت مدافعت والا نظام (Pyrogens) نام کے کیمیکل بنانا شروع کر دیتا ہے، یہ آپ کے دماغ کو آپ کے جسم کی درجۂ حرارت کو بڑھانے کی ہدایت کرتے ہیں، جس کی وجہ سے آپ کو 37,8 سلیز ایسی اور اس سے بھی زیادہ بخار ہو جاتا ہے، بخار آپ کی قوت مدافعت کے نظام کو دوسرے حصوں کو متحرک کرنے کے ساتھ ساتھ وائرس کے لیے سازگار یا مخالف ماحول بھی پیدا کرتا ہے، میڈیکل سائنس میں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ بخار دراصل انفیکشن کے خلاف لڑنے میں مدد کرتا ہے؛ مگر چوں کہ اس کی وجہ سے ہماری طبیعت خراب محسوس ہوتی ہے تو ہم اسے کم کرنے کی کوشش کرتے ہیں، اس وائرس سے لوگوں کی طبیعت اس لیے زیاہ اور اتنی تیزی کے ساتھ خراب ہو رہی ہے کہ یہ وائرس انتہائی سرعت کے ساتھ خود کو پیدا کرتے رہتا ہے اور جارحانہ انداز میں جسم پر حملہ کرتا ہے، اچھی بات یہ ہے کہ اکثر لوگوں کے لیے بات، بخار، کھانسی اور شاید گلے کے درد تک محسوس ہو جائے گی، پانچ یا سات کے اندر اندر آپ کی قوت مدافعت والے نظام میں وائرس کو ختم کرنے کا خاطر خواہ انجام دے دیا ہو گا اور آپ صحت یاب ہو رہے ہوں گے؛ البتہ کچھ ایسے لوگ بھی ہوں گے جن کی قوت مدافعت اتنی جلدی حرکت میں نہیں آئے گی اور وائرس اس مرحلہ کے بعد بھی پھیلتا رہے گا، ان میں وہ لوگ شامل ہیں جن کی قوت مدافعت یا تو بیماری، کمزوری یا غذائیت کی کمی کی وجہ سے کمزور ہے یا انہیں پہلے سے ہی دیگر بیماریاں لاحق ہیں، جیسے جیسے وائرس اور زیادہ بڑھتا

ہےاوران لوگوں کے اجسام میں مزید خلیوں کومتاثر کرتا ہے، یہ پھیپڑوں تک پہونچنے والے ہوا کے راستہ کومتاثر کرتا ہے، یہاں پر یہ پھیپڑوں کے خلیوں پر حملہ کرتا ہے، جس کی وجہ سے پھیپڑوں کے لیے آکسیجن اندر لینا اور کاربن ڈائی اکسائیڈ کو باہر نکالنا مشکل ہوجاتا ہے اور یوں سانس پھولنا شروع ہوجاتا ہے، جیسے جیسے کووڈ ۱۹ وائرس پھیپڑوں کے حصوں پر حملہ آور ہوتا ہے، ان میں سوجن پیدا ہونا شروع ہوجاتی ہے اوران میں پانی اور پیپ بھر جاتا ہے، اس مرحلہ پرآپ کونمونیا ہوجاتا ہے؛ اگر پھیپڑوں میں مزید سوجن آجاتی ہے اور پانی اور بھرجاتا ہے تو مریض کو وینٹی لیٹر کی ضرورت پڑسکتی ہے اور افسوس اگر پھیپڑے کام کرنا بند کردیں تو موت واقع ہوسکتی ہے، کچھ لوگوں نے اس وائرس کی علامات میں پیچش بھی بیان کی ہے، ایسا اس لیے ہوتا ہے؛ کیوں کہ کووڈ ۱۹ ناک کے راستہ سے آپ کی آنتوں تک پہونچ کر وہاں بھی مسائل پیدا کرسکتا ہے، ہلکی پھلکی کیفیات والے لوگوں کو بھی پیچش ہوسکتی ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ وائرس فضلہ کے ذریعہ پھیلنے کا خطرہ موجود ہے، جس پر میڈیکل پروفیشنلز ہنگامی طور پر تحقیق کا کام کررہے ہیں۔''

کوروناوائرس کیسے شروع ہوا؟

کوروناوائرس کی ابتداء چین کے ووہان شہر سے ہوئی، ابتداء میں چین نے اس وائرس کے ساتھ غیر سنجیدہ رویہ اپنایا، سب سے پہلے ووہان شہر میں اس مہلک مرض کی نشاندہی کرنے والی شخصیت ووہان کے مرکزی ہسپتال کے آنکھوں کے ڈاکٹر لی وینلیانگ ہیں، ڈاکٹر موصوف نے ۳۰/ڈسمبر/ ۲۰۱۹ء کو اس وائرس سے خبردار کیا تھا، اس وقت انہوں نے یہ بھی بتادیا تھا کہ یہ ۲۰۰۳ء کے سارس وائرس سے ملتا جلتا ہے، اس پر مذکورہ ڈاکٹر اور ان کے آٹھ ساتھیوں کو افواہیں پھیلانے کا الزام عائد کرتے ہوئے وارننگ دی گئی تھی، پھر

۱۰رجنوری ر ۲۰۲۰ءکوڈاکٹر لی کھانسی سے متأثر ہوئے اوران کے والدین بھی بیمار ہوئے، ڈاکٹر لی کے تمام ٹسٹ نارمل نکلے اوران میں کوروناوائرس کی تصدیق نہ ہوسکی، ۳۰رجنوری کو ثابت ہوگیا کہ ڈاکٹر لی کوروناوائرس کا شکار ہیں، بالآخر وہ اس وائرس سے فوت ہو گئے، اصل قصہ یہ تھا کہ مذکورہ ڈاکٹر نے ایک ایسی خاتون کا کالے موتیا کا آپریشن کیا تھا، جو کورونا سے متأثر تھی، چنانچہ اس خاتون سے وائرس ڈاکٹر میں منتقل ہوا، ۲۰رجنوری کو چینی سرکار نے کوروناوائرس کی حقیقت کا باقاعدہ اعلان کر دیا۔

وائرس کی حقیقت

بنگلور سے تعلق رکھنے والے ڈاکٹر محمد امین نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں وائرس کی حقیقت اوراس کے ارتقاء پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا ہے: ’’وائرس یہ نام سننے میں کتنا اچھا لگتا ہے، اس کا تلفظ بھی بہت پیارا ہے؛ لیکن اس کے کارنامے بے پناہ تباہ کن ہیں، یہ انسانوں کے لیے جلاد ثابت ہوتا ہے، ۱۸۹۳ءتک دنیا کو وائرس کے تعلق سے کوئی علم ہی نہیں تھا؛ لیکن جب تمباکو کی پتیوں کو بیماری آنے لگی تو اس وقت لوگوں کے ہوش اڑ گئے، ۱۸۹۳ء سے ۱۹۳۱ءتک تقریباً ۳۸ سال تک سائنس دانوں کو علم ہی نہیں ہوا کہ پتیوں میں بیماریاں کیوں آتی ہیں؟ لیکن جب ۱۹۳۱ء میں الکٹرانک میکرواسکوپ کی ایجاد ہوئی تو معلوم ہوا کہ ایک ایسی مخلوق بھی ہے، جو مائیکرواسکوپ کے بغیر دکھائی نہیں دیتی، اس کے بعد سے وائرسوں پر کھوج کی گئی تو اس دن سے آج تک صرف ۵۰۰۰ وائرس کا ہی پتہ چل سکا ہے، جب کہ اس دوران میں کروڑوں وائرس موجود ہوئے، جن کے تعلق سے سائنس دانوں کو کچھ بھی علم نہیں، وائرس صرف انسانوں پر ہی حملہ نہیں کرتے؛ بلکہ زمین پر موجود جتنی بھی مخلوق زندہ ہے اور پانی کے اندر جتنی مخلوق ہے، ان سب پر حملہ کرتے ہیں، حیرت کی بات تو یہ ہے کہ یہ وائرس

جانداروں میں موجود بیکٹر یا اور فنگس تک پر بھی حملہ کرتے ہیں اور ایک وائرس لاکھوں میں تقسیم ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے''۔(روزنامہ سالار بنگلور:۲۱/مارچ/۲۰۲۰ء)

کورونا وائرس کیا ہے؟

چینی سائنس دانوں نے حالیہ تباہی مچا رہے وائرس کو جس کا نام اب کووڈ:۱۹ پڑ گیا ہے، وائرس کے ایک خاندان کورونا سے جوڑا ہے، گویا کورونا وائرس کا ایک بڑا خاندان ہے، جس کی مختلف شاخیں ہیں، پہلے اسے عارضی طور پر ۲۰۱۹ نوول کورونا یا این کووی کہا جارہا تھا، اب اسے کووڈ ۱۹ کا آفیشل نام دیا گیا ہے، بیماری کے اس نام میں کو کا مطلب کورونا وی کا مطلب وائرس اور ڈی سے مراد (disease) یعنی بیماری ہے، عالمی ادارۂ صحت کے مطابق کورونا ایک سے زائد وائرس کا خاندان ہے، جو عام سردی سے لے کر زیادہ سنگین نوعیت کی بیماریوں جیسے میڈ یلسٹ اسپائریٹیٹی سینڈروم (مرض) اور سوئیرا یکویڈ رسپیریٹری سینڈروم (سارس) جیسے امراض کا سبب بن سکتا ہے، کورونا وائرس کو جرثوموں کی ایک نسل (coronaviripae) کا حصہ قرار دیا جاتا ہے اور مائیکرواسکوپ میں یہ نوک دار ونگس جیسا نظر آتا ہے اور نوک دار ہونے کی وجہ سے اسے کورونا کا نام دیا گیا ہے، جو اس کے وائرل اینولیپ کے اردگرد ایک ہالہ سا بنا دیتے ہیں، کورونا وائرس میں آر این اے کے کی ایک لڑی ہوتی ہے اور اس وقت تک وہ اپنی تعداد نہیں بڑھا سکتے، جب تک زندہ خلیات میں داخل ہو کر اس کے افعال پر کنٹرول نہیں کر لیتے، اس کا نوک دار حصہ خلیات میں داخل ہونے میں مدد دیتا ہے، بالکل ایسے جیسے کسی دھماکہ خیز مواد سے دروازہ کو اڑا کر اندر جانے کا راستہ بنایا جائے، ایک بار داخل ہونے کے بعد یہ خلیہ کو ایک وائرس فیکٹری میں تبدیل کر دیتا ہے اور مالی کولہ زنجیر کو مزید وائرس بنانے کے لیے استعمال کرنے لگتا ہے، اور پھر انہیں دیگر جگہوں پر

بھیجنے لگتا ہے، یعنی یہ وائرس دیگر خلیات کو متاثر کرتا ہے، اور یہی سلسلہ آگے بڑھتے رہتا ہے، عموماً اس طرح کا وائرس جانوروں میں پایا جاتا ہے، جن میں مویشی پالتو جانور، جنگلی حیات، جیسے چمگاڈر میں دریافت ہوتا ہے، اور جب یہ انسانوں میں منتقل ہوتا ہے تو سانس کے نظام کے امراض اور پھیپڑوں میں ورم کا باعث بنتا ہے، ایسے افراد جن کا مدافعتی نظام کمزور ہوتا ہے، یعنی بزرگ یا ایچ آئی وی کے مریض وغیرہ، ان میں یہ وائرس نظام تنفس کے سنگین امراض کا باعث بنتا ہے، سارس یا مرس جیسے کوروناوائرس آسانی سے ایک سے دوسرے فرد میں منتقل ہوجاتے ہیں، سارس وائرس ۲۰۰۰ء کی دہائی کی ابتداء میں سامنے آیا تھا اور اس نے آٹھ ہزار سے زائد افراد کو متاثر کیا تھا، جس کے نتیجہ میں آٹھ سو کے قریب ہلاکتیں ہوئی تھیں، مرس ۲۰۱۰ء کی دہائی کی ابتداء میں ظاہر ہوا اور ڈھائی ہزار کے قریب افراد کو متاثر کیا۔(ڈان نیوز ٹی وی)

کووڈ:۱۹ کہاں سے شروع ہوا؟

بظاہر یہ وائرس چین کے شہر ووہان کی سی فوڈ ہول سیل مارکیٹ سے پھیلنا شروع ہوا، ووہان کی اس مارکیٹ میں مچھلی کے علاوہ چمگاڈر، سانپ اور دیگر جنگلی جانوروں کا گوشت بھی فروخت ہوتا ہے، ماہرین کے مطابق ماضی میں پھیلی وباؤں کا آغاز بھی اکثر مارکٹوں سے ہوا ہے، طبی جریدہ جنرل آف میڈیکل وائرولوجی میں شائع ایک رپورٹ میں چینی محققین نے یہ خیال ظاہر کیا تھا کہ سانپوں میں کوروناوائرس کے پھیلاؤ کا باعث بننے والا ممکنہ جاندار ہے، اس مقصد کے لیے انہوں نے وائرس کے جینیاتی کوڈ کا تجزیہ کرنے کے بعد اس کا موازنہ دو اقسام کے سانپوں میں چینی کوبرا اور کرایت سے کیا گیا، محققین کے مطابق سانپوں کا جینیاتی کوڈ اور اس وائرس میں بہت زیادہ مماثلت پائی جاتی ہے؛ مگر اس تحقیق کے فوری بعد آنے

والی دو دیگر تحقیقی رپورٹس میں اس دعوی کو مسترد کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس وائرس کو پھیلانے والا جاندار چمگاڈر ہے۔(ڈان نیوز ٹی وی)

اس سلسلہ میں بی بی سی اردو نیوز میں شائع ایک تفصیلی رپورٹ میں یونیورسٹی آف نوٹنگھم کے پروفیسر جوناتھن کے حوالہ سے کہا گیا ہے کہ چمگاڈروں کے طرز زندگی کو دیکھا جائے تو اس میں کوئی شک نہیں کہ ان میں وائرس پنپتے ہیں، اور چوں کہ وہ دودھ پلانے والے جانور ہیں، اس لیے وہ براہ راست یا بالواسطہ طور پر یہ وائرس انسانوں میں منتقل کر سکتے ہیں، آگے مزید تحقیق کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ اس معمہ کا دوسرا سوال اس پراسرار جانور کی شناخت ہے، جس کے جسم میں یہ وائرس آیا اور اس سے ووہان کے بازار میں پہونچا، اس سلسلہ میں پینگولین نام کے جانور پر شبہ ظاہر کیا جارہا ہے، چیونٹیوں اور دیگر کیڑے مکوڑوں کو کھانے والا یہ جانور دنیا میں سب سے زیادہ اسمگل ہونے والا جانور کہا جاتا ہے، اور معدومیت کا شکار ہے، چین کی روایتی ادویات میں اس کا استعمال کیا جاتا ہے اور کچھ لوگ اسے نفیس خوراک کے طور پر دیکھتے ہیں، تاہم ماہرین کا کہنا ہے کہ کسی بھی طرح کے نتیجہ پر نہ پہونچا جائے ؛ کیوں کہ پینگولین سے متعلق جائزہ کی مکمل تفصیل ابھی جاری نہیں کی گئی ہے، جس سے تمام اطلاعات کی تصدیق نہیں کی جاسکتی ہے، کہ پینگولین اور دیگر جنگلی حیات جن میں کئی طرح چمگاڈریں بھی شامل ہیں، اکثر گیلے بازاروں میں فروخت کی جاتی ہیں، (ایسے بازار جہاں جانوروں کو پانی میں رکھا جاتا ہے) جس سے ایک سے دوسرے جانور میں وائرس پھیلنے کا خدشہ زیادہ ہوتا ہے، ایسے بازاروں میں ہی جانوروں اور انسانوں میں وائرس پھیلنے کے امکانات ہوتے ہیں۔(بی بی سی اردو نیوز) زولوجیکل سوسائٹی آف لندن کے پروفیسر اینڈر اینڈریو کنگھم کا کہنا ہے کہ سائنس دان کسی جاسوس کی طرح ان واقعات کی

کڑی جوڑنے کی کوشش کررہے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ جنگل میں کئی طرح کے جانوروں میں یہ وائرس ہوسکتا ہے، خاص طور پر چمگاڈریں جن میں کئی طرح کے کورونا وائرس پائے جاتے ہیں، جب سائنس دانوں نے ایک مریض کے جسم سے لئے جانے والے وائرس کا جائزہ لیا تو سیدھا اشارہ چمگاڈروں کی جانب کیا گیا، چمگاڈریں لمبی پرواز کرتی ہیں، اور ہر براعظم میں موجود ہوتی ہیں، یہ خود تو زیادہ بیمار نہیں ہوتیں؛ لیکن دور تک بڑے پیمانہ پر وائرس پھیلانے میں ماہر ہیں۔

کورونا وائرس جانوروں سے انسانوں میں کیسے پہونچا؟ نامہ نگار ہیلن برگ نے جائزہ لیا کہ کس طرح سائنس داں یہ پتہ لگانے کی کوشش کررہے ہیں کہ آخر یہ وبا کہاں سے پھیلنی شروع ہوئی؟ چین کے کسی علاقہ میں ہوامیں اڑتی ہوئی ایک چمگاڈر نے اپنی لید میں کورونا وائرس چھوڑا، یہ وائرس جنگل کی زمین پر گرا، جہاں پینگولین نام کے جانور کو اس فضلہ سے یہ وائرس ملا، یہ وائرس دوسرے جانوروں میں پھیلا، پھر متاثرہ جانور انسانوں کے ہاتھ لگا اور یہ بیماری انسانوں میں پھیلنی شروع ہوئی اور دنیا میں وبا کی شکل اختیار کرلی‘‘۔(بی بی سی اردو نیوز)

ایسٹ ینگلیا یونیورسٹی کی پروفیسر ڈیانا ڈیل کا کہنا ہے کہ شاید یہ ہمیں کبھی معلوم نہ ہوسکے کہ انسانوں کی جان لینے والی یہ بیماری کب، کہاں اور کیسے وجود میں آئی؟ لیکن ہم اگلے طوفان کو آنے سے روک سکتے ہیں۔

چمگاڈر اور وائرس کا تعلق

روز نامہ دنیا کے کالم نگار رضوان عطا اپنے ایک مضمون میں تحریر کرتے ہیں: ’’۱۹۶۷ء سے اب تک دس ایسی وبائیں پھلی ہیں، جن کے جرثومے جانوروں سے

انسانوں میں داخل ہوئے، ان میں سے پانچ وبائیں چمگاڈروں میں پائے جانے والے وائرس سے پھیلیں، ۱۹۶۷ء میں یوگینڈا سے ایک وبا پھیلی، جس نے ۵۹۰ افراد کو متأثر کیا، ان میں سے ۴۷۸ موت کے منہ میں چلے گئے، یہ انتہائی خطرناک تھی؛ کیوں کہ اس میں اموات کی شرح ۸۱ فیصد رہی، اسے ''ماربرگ'' کا نام دیا گیا، جس کا وائرس چمگاڈر سے آیا تھا، ۱۹۷۶ء میں ایبولہ نامی وبا جمہوریہ کانگو سے پھیلی، جس نے ۳۳۶۸۷۱ افراد کو متأثر کیا، جن میں سے ۱۴۶۹۳ مر گئے اس میں ہلاکتوں کی شرح ۴۴ فیصد رہی، اس کا وائرس بھی چمگاڈر سے پھیلا، ۱۹۹۹ء میں میلشیاء سے ایک وبا کا سبب بھی چمگاڈروں کی ایک قسم کو قرار دیا گیا، اسے نیپا کہا جاتا ہے، اس سے ۴۹۶ افراد متأثر ہوئے اور شرح اموات ۵۳ فیصد رہی، ۲۰۰۲ء میں چین میں چمگاڈر اور کسی دوسرے جانور کے وائرس سے ''سارس'' نے جنم لیا، اس سے ۸۰۹۸ افراد انفیکٹ ہوئے اور اموات کا تناسب دس فیصد رہا، کوروناوائرس کے بارے میں بھی یہی خیال کیا جاتا ہے کہ اس کی بنیادی چمگاڈر اور پینگولین میں پیوست ہیں۔

ماہرین کا خیال ہے کہ انسانوں میں پھیلنے والے ۷۵ فیصد متعدی امراض کی اساس جانور ہیں، جن میں چمگاڈر اور دوسرے میملز شامل ہیں، چمگاڈروں سے باؤلے پن کا مرض بھی منتقل ہوسکتا ہے، جو جان لیوا ہوتا ہے، جب چمگاڈر باؤلے پن کا شکار ہوتی ہے تو بالآخر موت کے منہ میں چلی جاتی ہے؛ لیکن مرنے سے قبل وائرس دوسرے جانوروں اور انسانوں میں داخل کرنے کی استعداد کی حامل ہوتی ہے، یہ عمل بلا واسطہ اور بالواسطہ دونوں صورتوں میں ہوسکتا ہے، متأثرہ چمگاڈر اگر پالتو جانور کو کاٹے گی تو یہ اس میں منتقل ہوجائے گا اور پھر انسان میں، اس مرض کے وائرس کی منتقلی متأثرہ جانور کے لعاب کے آنکھ، ناک، منہ یا زخم

میں جانے سے بھی ہوسکتی ہے، چمگاڈروں میں وائرس سنبھالنے کی صلاحیت بہت زیادہ ہے، ایک چمگاڈر بیمار ہوئے بغیر کئی طرح کے وائرس کی پناہ گاہ ہوسکتی ہے، چمگاڈروں میں ایک ہی وائرس کا دوبارہ شکار ہونے کا امکان زیادہ ہوتا ہے، جب کہ انسانوں میں ایک بار حملہ آور ہونے والے وائرس کے خلاف قوت مدافعت پیدا ہوجاتی ہے، چمگاڈروں میں کئی ایسے وائرس پائے جاتے ہیں کہ جن کے مستقبل میں انسانوں میں داخل ہونے کا شبہ ہے۔
(روزنامہ دنیا: ۱۵/اپریل/ ۲۰۲۰ء)

کوروناوائرس اور انسان کی جنگ

ایک سرسری جائزہ

جیسا کہ پچھلی سطور میں لکھا گیا کہ کوروناوائرس ایک پورا خاندان ہے، جس کی مختلف اقسام ہیں، کورونا کی مختلف اقسام کے ساتھ انسانی جنگ کی تاریخ کا سرسری جائزہ معروف کالم نگار حافظ نعیم نے اپنے ایک حالیہ کالم میں بڑے خوبصورت انداز میں پیش کیا ہے، جس کی تلخیص یہ ہے: ''سب سے پہلے کوروناوائرس کی عداوت انسان کے بجائے مرغیوں سے تھی، جو ۱۹۳۰ء میں شروع ہوئی، دس سال مرغیوں پر اپنا تسلط جمائے رکھنے کے بعد جب چوہے ان کی سرحد کے قریب واقع ہوئے اور کورونا کو ٹیکس دینے سے انکار کرڈالا تو ۱۹۴۰ء میں ان پر حملہ کر کے زیر تسلط کر دیا، پھر اس نے آہستہ آہستہ اپنی فوج کو بڑھا دیا، حتی کہ خنزیر کو بھی اپنی صف میں شامل کرلیا، پھر جب حرص بڑھتا ہے تو بڑھتا ہی چلا جاتا ہے، آخر کار اس نے اپنے طاقت ورترین فوجی دستہ ''خنزیر'' کے ذریعہ انسانوں پر حملہ آور ہونے کی ٹھان لی، چنانچہ اس نے ۱۹۶۰ء میں انسانوں پر شدید حملہ کرڈالا، شدید مزاحمت کے بعد انسان نے

کورونا کوشکست دے دی اور اس کوتا حیات اپنا اسیر بنالیا، انسانوں کے خلاف حملہ میں مخالف صف کی قیادت E229/oc43 نے کی تھی، ۱۹۶۰ء کی شکست کے بعد کورونا انسان سے جنگ کرنے کے لیے ایک بار پھر ۲۰۰۳ء میں کمانڈر sars-cov کی کمانڈ ر میں ایک بار پھر انسان سے صف آزما ہوا؛ لیکن بدنصیبی سے ایک بار انسان پھر فتح یاب اور کورونا شکست خوردہ ہوا اور اس کے ہزاروں سپاہی مارے گئے اور اس کی پوری فوج کا شیرازہ بکھر گیا؛ لیکن کورونا کو کہاں شکست ماننا تھی؟ وہ ایک بار پھر ۲۰۰۴ء اور ۲۰۰۵ء میں کمانڈر Havocn163 اور Hkui کی قیادت میں انسانوں پر حملہ آور ہوا؛ لیکن بدقسمتی سے وہ اس جنگ میں بھی شکست خوردہ ہوا، پے در پے شکستوں کے بعد اس نے ایک بار پھر ۲۰۱۲ء میں انسانوں پر حملہ کر ڈالا، جس کی قیادت کمانڈر Mers-covd نے کی، بدقسمتی سے اس جنگ میں بھی انسان نے اسے شکست سے دوچار کیا، یہ سب اپنی تمام تر مساعی کے باوجود انسان کے خلاف ناکام ٹھہرے، اس کے بعد وہ ایک مرتبہ پھر اپنی پوری توانائیوں کے ساتھ ۲۰۱۹ء میں Covid-19 کی کمانڈ ر میں انسان پر چاروں طرف سے حملہ آور ہوا، حال ہی میں چھڑنے والی اس جنگ میں اس کو اپنی پیچیدہ میوٹیشن کی وجہ سے انسان کے دفاعی نظام کو کنفیوز کرنے کی صلاحیت حاصل ہے، یہی وجہ ہے کہ اس کے پھیلنے کی رفتار کو بہت زیادہ بڑھا چکا ہے، اسی لیے اس پر قابو پانے میں پوری انسانیت کو دشواری کا سامنا ہے''۔ (دلیل پی کے: ۴/اپریل/۲۰۲۰ء)

کورونا کا خوف

اس میں شک نہیں کہ کورونا ایک مہلک ترین عالمی وبا ہے، اور تیزی کے ساتھ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لیتی جا رہی ہے، اور یہ بھی بجا ہے کہ اس وبا سے تحفظ کے لیے حتی المقدور

احتیاطی تدابیر اپنائی جانی چاہئیں؛ لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ یہ وائرس جتنا خطرناک ہے، اس سے کہیں زیادہ اس سے پیدا ہونے والا خوف ہے، ایسا نہیں کہ ماضی میں عالم انسانی نے وباؤں کو بالکل ہی نہ دیکھا ہو، بارہا عالمگیر وبائیں اس قبل نمودار ہوچکی ہیں اور بڑے پیمانے پر تباہی مچا چکی ہیں، سیاہ موت کی وجہ سے تاریخ میں پہلی بار دنیا کی مجموعی آبادی کم ہوگئی، اور دوبارہ آبادی کی اس سطح تک پہونچنے کے لیے دنیا کو دوسو سال لگ گئے، حالیہ وائرس پر خوف کا یہ عالم ہے کہ سیکڑوں لوگ شدید نفسیاتی امراض میں مبتلا ہورہے ہیں، اس میں ایک طرف موجودہ میڈیا کا کردار ہے، دوسری جانب اس ڈر کو ان ناولوں اور فلموں نے بھی ہوا دی ہے، جن میں ایسی فرضی وبائیں دکھائی گئیں، جن سے دنیا میں صرف چند لوگ ہی بچ پائے، مثال کے طور پر ایک ڈرامہ سیریز ''لاسٹ مین آن ارتھ'' کے نام ہی سے ظاہر ہوتا ہے کہ بظاہر ایک عالمگیر وبا سے صرف ایک شخص ہی بچ پاتا ہے، جو امریکہ کی تمام ریاستوں میں گھوم پھر کر دیکھتا ہے کہ کوئی اور شخص تو نہیں بچا اور اسے کوئی نہیں ملتا۔

ماضی کی دس بھیانک وبائیں

پاکستان کے ایک تجزیہ نگار ظفر سید نے اپنے ایک حالیہ مضمون میں دس ایسی وباؤں کا ذکر کیا ہے، جنہوں نے دنیا کے بڑے حصوں کو تہس نہس کر کے رکھ دیا، جن کا خلاصہ درج کیا جاتا ہے: (۱) نیند کی وبا: کل ہلاکتیں ۱۵ لاکھ ۱۹۱۵ء سے ۱۹۲۶ء تک بھڑکنے والی اس وبا کا باعث ایک جرثومہ تھا، جو دماغ کے اندر جا کر حملہ کرتا ہے، اس بیماری کو گردن توڑ بخار کی ایک شکل سمجھا جاسکتا ہے اور اس کے مریض پر شدید غنودگی طاری ہوجاتی ہے، مرض کی شدت میں مریض بت کا بت بنا رہتا ہے۔ (۲) ایشائی فلو: کل ہلاکتیں ۲۰ لاکھ، ۱۹۵۷ء تا ۱۹۵۸ء چین ہی سے ایک فلو اٹھا، جس نے دیکھتے ہی دیکھتے دنیا بھر کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، بعض

ماہرین کے مطابق اس کا وائرس بطخوں سے انسانوں میں منتقل ہوا تھا، اس وبا سے ۲۰ لاکھ کے قریب لوگ مارے گئے، جن میں صرف امریکہ میں ۷۰ ہزار ہلاکتیں شامل ہیں۔

(۳) ایرانی طاعون: کل ہلاکتیں: ۲۰ لاکھ سے زائد، ویسے طاعون کی بیماری وقتاً فوقتاً سر اٹھاتی رہی ہے؛ لیکن ۱۷۷۲ء میں ایران میں ایک ہیبت ناک وبا پھوٹی، اس زمانہ اس موذی مرض کا کوئی علاج نہیں تھا، جس کی وجہ سے اس نے پوری ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔

(۴) کوکولزتلی (۲): ہلاکتیں: ۲۰ لاکھ سے ۲۵ لاکھ تک، جب ہسپانوی مہم جوؤں نے براعظم امریکہ پر دھاوا بولا تھا تو اس سے انسانی تاریخ کے ایک ہولناک المیہ نے جنم لیا، مقامی آبادی کے جسموں میں یورپی جراثیم کے خلاف کسی قسم کی مدافعت نہیں تھی، اس لیے ان کی بستیوں کی بستیاں تاراج ہوگئیں۔ (۵) انتونیم کی وبا: ہلاکتیں: ۵۰ لاکھ سے ایک کروڑ تک، یہ وحشت ناک مرض اس وقت پھیلا، جب رومی سلطنت اپنے عروج پر تھی، ۱۶۵ء سے ۱۸۰ء تک جاری رہنے والی اس وبا نے یورپ کے بڑے حصہ کو تہہ وبالا کر کے رکھ دیا، مشہور حکیم جالینوس اسی دور میں گزرا اور اسی نے مرض کی تفصیلات بیان کی ہیں، تاہم یہ واضح نہیں ہوسکا کہ یہ مرض کون سا تھا؟ اور اس سلسلہ میں خسرہ اور چیچک دونوں کا نام لیا جاتا تھا۔

(۶) کوکولزتلی (۱) یہ وبا میکسکو میں آئی تھی؛ لیکن کوکولزتلی (۲) سے تقریباً ۳۰ برس پہلے اور اس کی وجہ بھی وہی تھی؛ لیکن اس وبا نے دوسری کے مقابلہ میں زیادہ قیامت ڈھائی اور پچاس لاکھ سے ڈیڑھ لاکھ لوگوں کو موت کی نیند سلا دیا، یہ اعداد وشمار اس لحاظ سے بے حد لرزہ خیز ہیں کہ اس وقت کی آبادی آج کے مقابلہ میں بہت کم تھی، اور تصور کیا جاسکتا ہے کہ اس نے کیسے پورے ملک کو بنجر بنا کر رکھ دیا ہوگا۔ (۷) جسٹینن طاعون: کل ہلاکتیں: ڈھائی کروڑ، ۵۴۱ء تا ۵۴۲ء میں آنے والی یہ وبا طاعون کی پہلی بڑی مثال ہے، اس وبا نے دوسال کے

اندر بازنطینی سلطنت اور اس سے ملحقہ ساسانی سلطنتوں کو سیلاب کی طرح لپیٹ میں لے لیا، اس وبا کا اثر اس قدر شدید تھا کہ ماہرین کے مطابق اس نے تاریخ کا دھارا ہی بدل کر رکھ دیا، کہا جاتا ہے کہ اس وبا نے ان سلطنتوں کو اتنا کمزور کر دیا تھا کہ چند عشروں بعد عرب بڑی آسانی سے دونوں کو الٹنے میں کامیاب ہو گئے۔(۸) ایڈز (ایچ آئی وی) ہلاکتیں: تین کروڑ، ایڈز بھی ایک نئی بیماری ہے، جس کا وائرس مغربی آفریقہ میں چمپینیز یوں سے انسانوں میں منتقل ہوا اور پھر وہاں سے بقیہ دنیا میں پھیل گیا، اس بیماری نے سب سے زیادہ آفریقہ کو متأثر کیا ہے اور حالیہ برسوں میں دنیا بھر میں ہونے والے چھ فیصد سے زیادہ مریضوں کا تعلق صحارائے آفریقہ سے ہے۔(۹) ہسپانوی فلو: ہلاکتیں: ۱۰ کروڑ، یہ وبا اس وقت پھیلی جب دنیا ابھی ابھی پہلی عالمی جنگ کی تباہی کے ملبہ تلے دبی ہوئی تھی، ۱۹۱۸ء تا ۱۹۲۱ء اس وقت دنیا کی آبادی پونے دو ارب تھی، جب کہ ہسپانوی فلو نے تقریباً ہر چوتھے شخص کو متأثر کیا، اس وقت جنگ کی صورت حال کی وجہ سے یورپ کے بیشتر حصوں میں اس فلو سے ہونے والی ہلاکتوں کو چھپایا گیا، عام طور پر فلو بچوں اور بوڑھوں کے لیے زیادہ مہلک ثابت ہوتا ہے؛ لیکن ہسپانوی فلو نے جوانوں کو خاص طور پر متأثر کیا۔(۱۰) سیاہ موت: ہلاکتیں: ساڑھے سات کروڑ تا ۲۰ کروڑ، انسانی تاریخ کبھی اتنے بڑے سانحہ سے دوچار نہیں ہوئی، ۱۳۴۷ء سے ۱۳۵۱ء تک طاعون کی اس وبا نے دنیا کو اس قدر متأثر کیا کہ کہا جاتا ہے کہ اگر یہ وبا نہ آئی ہوتی تو آج دنیا کا نقشہ کچھ اور ہوتا، ماہرین کے مطابق طاعون کا جرثومہ مشرقی ایشیاء سے ہوتا ہوا تجارتی راستوں کے ذریعہ مشرق وسطی اور پھر یورپ جا پہونچا، جہاں وہ ۳۰ فیصد سے ۶۰ فیصد آبادی کو موت کے منھ میں لے گیا، تباہی اس قدر بھیانک تھی کہ پورے شہر میں مردوں کو دفنانے والا کوئی نہیں بچا، اس وبا کے اثرات کی وجہ

سے تاریخ میں پہلی بار دنیا کی مجموعی آبادی کم ہوگئی، اور دوبارہ آبادی اس سطح تک پہونچنے کے لیے دوسو سال لگ گئے۔(۱۱) بونس: اکیسویں صدی کی سب سے مہلک وبا، ۲۰۱۳ء سے ۲۰۱۶ء مغربی آفریقہ میں پھیلنے والے ایبولا وائرس سے ۱۱۳۰۰ افراد ہو گئے، یہ رواں صدی کی اب تک کی سب سے مہلک وباء تھی۔

ان ساری وباؤں اور ان سے ہوئی لاکھوں ہلاکتوں پر غور کیجیے، پھر ان کا کورونا وائرس سے تقابل کیجیے، اس سے اس خوف میں کمی آئے گی، جو ہمیں مایوسی کی گہری کھائیوں میں ڈھکیل رہا ہے، خوف سے گریز کا مطلب احتیاط سے کنارہ کشی ہرگز نہیں، احتیاط تو ہر حال میں ضروری ہے؛ لیکن ذہن و دماغ کو نفسیاتی مسائل میں گرفتار ہونے سے بچانا چاہیے۔ ویسے ایک مسلمان کا یقین ہے کہ موت کا ایک وقت مقرر ہے، اس سے ایک لمحہ بھی وہ پہلے نہیں آسکتی، علاوہ ازیں یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ کیا اس وقت موت کا بس ایک ہی راستہ کورونا کی شکل میں رہ گیا ہے اور کیا دنیا میں اس وقت جہاں سے کہیں لوگ موت سے دوچار ہو رہے ہیں، سب کورونا ہی سے مر رہے ہیں؟ ظاہر ہے کہ ایسی کوئی بات نہیں تو پھر گھبرانے کی کیا بات ہے؟ کسی نے ۲۰۲۰ء کے پہلے دو مہینوں میں ہوئی اموات کے اعداد و شمار جمع کئے ہیں، جس کے مطابق ان دو مہینوں میں کورونا کی وجہ سے ۲۹۶۰ عام بیماریوں سے ۲۰۶۹۶، ملیریا سے ۱۴۵۸۴، خودکشی ۱۵۳۶۹۶، سڑک حادثات سے ۱۹۳۴۷۹، ایچ آئی وی سے ۲۴۰۹۵۰، کینسر سے ۱۱۷۱۴۱، اور اسموکنگ سے ۱۶۴۹۸ اموات ہوئیں، کورونا کے مقابلہ میں مذکورہ بیماریوں کی ہلاکتیں کافی سے زائد ہیں، کورونا میں احتیاط ضرور کرنا چاہیے؛ مگر لوگوں میں غیر ضروری خوف طاری نہیں کرنا چاہیے، خوف کا یہ عالم ہے کہ بعض علاقوں میں کورونا کے مریض ہسپتالوں کی بلڈنگوں سے چھلانگ لگا کر خودکشی کر رہے ہیں، کینیا میں

لوگوں نے کورونا سے ڈر کر ڈیٹول تک پی لیا، جس کی وجہ سے ۵۹ افراد ہلاک ہوئے، اس کا مطلب یہ ہوا کہ کورونا سے ان کا مرنا تو غیر یقینی تھا؛ مگر خوف کے مارے وہ یقینی طور پر مارے گئے، کورونا کے مقابلہ میں فلو اہل مغرب کے لیے خصوصاً زیادہ ہلاکت خیز رہا۔ ۲۰۱۸ء یورپ اور دیگر مغربی ممالک کے لیے فلو کے لحاظ سے انتہائی ہلاکت خیز رہا، پہلی جنگ عظیم کے بعد ۱۹۸۱ء میں فلو نے ہنگامہ برپا کر رکھا تھا، دو سال تک جاری رہنے والی اس وبا نے تقریباً ۱۵ کروڑ افراد کی جان لی تھی، جو اس وقت کی پوری دنیا کی آبادی کا پانچ فیصد تھی، اس کے ٹھیک ایک سو برس بعد ۲۰۱۸ء فلو دوبارہ مغرب میں نمودار ہوا اور اس نے دنیا بھر میں لاکھوں لوگوں کی جان لی، صرف امریکہ میں ۸۰ ہزار افراد ہلاک ہوئے۔

کوروناوائرس کے گروپ

ماہرین نے کوروناوائرس کے تین گروپ ذکر کئے ہیں: (۱) گروپ نمبر ا کا وائرس انسانوں، بلیوں، کتوں اور خرگوشوں کو متأثر کرتا ہے۔ گروپ (۲) انسانوں چوہوں اور مویشیوں میں داخل ہوتا ہے (۳) یہ انسانی اور پولٹری وائرس ہیں، جو آنتوں کے انفکشن کو بڑھاتے ہیں۔ اب اس وائرس کا مطالعہ تمام ممالک میں کیا جا رہا ہے۔

کوروناوائرس کا پھیلاؤ اور اس کے چار اسٹیج

ڈاکٹر محمد امین اپنے ہفتہ واری کالم (نیا علاج نئی صحت) میں اس وائرس کے پھیلاؤ کی نوعیت کے بارے میں رقم طراز ہیں: ''انتہائی آسانی سے یہ ہوا کے جھونکوں کے ذریعہ پھیلنے والا مرض ہے، ہوا جس جس کو چھو کر گزرے گی، وہ اس سے متأثر ہو کر رہے گا، یہ ایک بہت آسانی سے پھیلنے والا مرض ہے، آخر اس وائرس کے دنیا کے ۱۷۶ ممالک میں پھیلنے کی وجہ

کیا ہے؟ اسے سمجھنے کے لیے اس وائرس کو چار حصوں یا چار اسٹیجوں میں بانٹا جاتا ہے۔

پہلا اسٹیج

جس ملک سے کوروناوائرس کی شروعات ہوئی ہے، وہاں سے اپنے ملک کو آنے والے یاد رکھیے! یہ لوگ کوروناوائرس سے متأثر ہوکر یا انفکٹ ہوکر اپنے ملکوں کو جا رہے ہوتے ہیں؛ لیکن وہ خود اس بات سے ناواقف یا انجان ہیں کہ وہ کوروناوائرس سے متأثر ہو چکے ہیں، یہ پہلا اسٹیج ہے کہ متأثر ہونے کے بعد خود متأثر نہیں جانتا کہ وہ متأثر ہو چکا ہے۔

دوسرا اسٹیج

وائرس سے متأثر ہو چکا فرد جب اپنے گھر پہونچتا ہے تو اپنے ساتھ اس وائرس کو بھی گھر والوں میں پھیلانے کے لیے جا رہا ہوتا ہے، اس وقت ہمارا ملک ہندوستان دوسرے اسٹیج سے گزر رہا ہے، یہاں لحہ لحہ وبا پھیل رہی ہے، اس وقت اگر نہیں سنبھلیں گے تو تیسرے اسٹیج میں ہمارے ملک میں دہشت کی کیا حالت ہوگی؟

تیسرا اسٹیج

باہر کے ملک سے اپنے گھر پہونچنے والا وائرس سے متأثرہ فرد اس وائرس کو اپنے گھر والوں میں پھیلا چکا ہے، اب گھر والے شادی کی تقریبات میں، اسکول، کالج، مالس، بازاروں میں، آفس میں غرض یہ جہاں جہاں جائیں گے؛ بلکہ جن جن راستوں سے یہ گزریں گے، ان گلیوں اور جگہوں میں اس وبا کو پھیلاتے ہوئے گزریں گے، یہی نہیں، ان کے نزدیک اور ان کے اطراف رہنے والے تمام اس وائرس سے ضرور متأثر ہورہے ہوں گے، آپ کو انڈیا کا ایک کیس سناتے ہیں کہ کیرالا کی ایک ٦١ سالہ خاتون کا بیٹا اٹلی سے وائرس

سے متأثر ہوکر گھر آیا، بیٹے سے ماں کو مرض پھیلا، ماں بازاروں میں گئی، چرچ گئی، پتہ نہیں کہاں کہاں گھومی پھری، یہ ایک خاتون جہاں جہاں گئی، وہاں کل ملا کر ۱۲۰۰ لوگوں کو اس مرض کا شکار بنا چکی تھی، یہ ہندوستان کا سب سے بڑا کیس ہے، تیسرے اسٹیج کو انتہائی خطرناک کہا جاتا ہے، اسٹیج میں ہم اس پر جتنی جلد قابو پالیں گے، اتنی ہی جلد اس بیماری سے نجات حاصل کریں گے۔

چوتھا اور آخری اسٹیج

یہ بیماری جسے بھی آگئی ہے، وہ یا تو جیتا ہے یا پھر مر ہی جاتا ہے، اس اسٹیج میں یہ مرض سارے علاقے میں پھیل چکا ہوتا ہے، پھر اس پر قابو پانا ایک طرح سے ناممکنات میں سے ہو جاتا ہے؛ لیکن کچھ تدبیروں کے ذریعہ اس پر ضرور قابو پایا جا سکتا ہے''۔ (روزنامہ سالار بنگلور: مارچ/ ۲۰۲۰ء)

{چوتھا باب}

کوروناوائرس اور وبائی امراض کے ظاہری اسباب

کوروناوائرس کے اسباب

دنیامیں جو کچھ اچھے یا برے حالات رونما ہوتے ہیں، آفات وبلیات، امراض ومصائب، طوفان وزلازل اور وبائیں پھوٹتی ہیں، ان کے کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں اور کچھ باطنی، ظاہری اسباب سے مراد وہ عوامل ہیں، جن کا ہماری ظاہربیں نگاہیں ادارک کرتی ہیں، یا جن کا سائنس پتہ لگاتی ہے، ظاہری اسباب سے زیادہ اہمیت باطنی اسباب کی ہے، باطنی اسباب سے مراد انسانی معاشرہ میں آنے والی وہ تبدیلیاں ہیں، جو غضب الٰہی کو بھڑکاتی ہیں، وہ معاصی اور اعمال سیئہ جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندوں سے ناراض ہوکر نظام قدرت کو درھم برھم کر دیتے ہیں، جب کبھی دنیامیں زلزلے، طوفان یا وبائی امراض ظاہر ہوتے ہیں، تو دانشوروں کا ایک طبقہ ان کے حقیقی اسباب کو بالکلیہ نظرانداز کرتا ہے، اور سارا زور ان کے ظاہری اسباب پر لگاتا ہے، ایسی آفتوں کے بارے میں اس طبقہ کا اصرار ہوتا ہے کہ یہ خدا کی طرف سے آزمائش یا تنبیہ نہیں ہے؛ بلکہ انہیں فطری قوانین اور نیچرل سورسیز کی کاروائی سمجھنا چاہیے، یہ فطری قوانین کی بس ایک معمول کی کاروائی ہے، دانشوروں کا یہ طبقہ اس بات کو صرف نظر کرتا ہے کہ فطری قوانین پر بھی ایک نگراں قوت ہے، جس کا ان پر کنٹرول ہے، فطری قوانین کو اگر کائنات کی قوت محرکہ مانا جائے اور اس کے پیچھے کسی عظیم قدرت رکھنے والی ذات کو تسلیم نہ کیا جائے تو ایمان ہی سے ہاتھ دھونا پڑے گا، جب کہ ہمارا عقیدہ ہے کہ کائنات میں کسی درخت کا پتہ بھی اللہ کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا، دانشور طبقہ کہتا ہے کہ نیچرل سورسیز فیڈ کئے ہوئے پروگرام پر چلتے رہتے ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ فطری

قوانین کو فیڈ کرنی والی ذات فیڈ کر کے بے اختیار نہیں ہوئی ہے؛ بلکہ سب کچھ اس کی مرضی اور قدرت سے ہو رہا ہے۔

ایسے آفات و بلایا کے ظاہری و دنیوی اسباب کچھ بھی ہوں، ہمیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ ان کے حقیقی اسباب کچھ اور ہیں کہ جن کے پیش نظر خالق کائنات ایسی چیزوں کو وجود میں لاتا ہے، جب قرآن مجید کا مطالعہ کیا جاتا ہے تو ہمیں ایسی دسیوں آیات ملتی ہیں، جن میں مذکورہ آفات و بلیات اور وباؤں کو خدا تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بتلایا گیا ہے، قوموں نے جب جب اللہ کی نافرمانی اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا، اللہ تعالیٰ ان پر ایسی آفتوں کو مسلط کرتا رہا ہے، نیز احادیث شریفہ میں مختلف انسانی بداعمالیوں کو اس قسم کی آفتوں کا سبب گردانا گیا ہے، ایسی احادیث کا تذکرہ آنے والی سطور میں کیا جا رہا ہے؛ البتہ یہاں ایک سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر ان آفتوں اور بلاؤں کا سبب انسانی بداعمالیاں ہیں تو پھر یہ آفتیں ان بندوں کو کیوں لپیٹ میں لیتی ہیں، جو ان برائیوں سے محفوظ ہیں اور تقوی کی زندگی گزار رہے ہوتے ہیں؟ اس قسم کا سوال خود صحابہؓ کے ذہنوں میں بھی پیدا ہوا تھا، نبی کریم ﷺ نے جب بدعملیوں کے نتیجہ میں آنے والی آفتوں کا ذکر کیا تو صحابہؓ نے آپ ﷺ سے دریافت کیا کہ کیا عذاب نیک لوگوں پر بھی آئے گا؟ آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا، چنانچہ صحیح بخاری میں حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب کسی قوم پر خدا کا عمومی عذاب آتا ہے تو نیک و بد سب اس کا شکار ہوتے ہیں؛ البتہ قیامت کے دن سب لوگ اپنی اپنی نیتوں کے مطابق اٹھائے جائیں گے، صحیح بخاری میں حضرت زینب بنت جحشؓ سے روایت ہے کہ ایک موقع پر جناب نبی کریم ﷺ نے امت کے کسی حصہ پر آنے والے عمومی عذاب کا ذکر فرمایا تو ام المؤمنین نے سوال کیا: کیا نیک

لوگوں کی موجودگی میں ایسا ہوگا؟ آں حضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا: ہاں جب خباثتوں کی کثرت ہوگی تو ایسا ہی ہوگا۔ (صحیح بخاری) مسلم شریف میں حضرت ام سلمہؓ سے بھی اس قسم کی ایک روایت منقول ہے، انہوں نے نبیٔ رحمت ﷺ سے دریافت کیا کہ جو شخص نافرمانوں کے ساتھ شریک نہیں ہوگا، کیا اس پر بھی عذاب آئے گا؟ آپ ﷺ نے فریایا کہ ہاں! دنیا کے عذاب میں سب ایک ساتھ ہوں گے، پھر قیامت کے دن ہر شخص اپنی نیت پر اٹھایا جائے گا۔ (صحیح مسلم)

کوروناوائرس کے ظاہری اسباب

کوروناوائرس کے حقیقی اور باطنی اسباب پر ہم آئندہ سطروں میں روشنی ڈالیں گے، اس سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ موضوع کی وضاحت کے لیے اس وائرس کے ظاہری اسباب کا بھی جائزہ لیا جائے، اس وائرس کے ظاہری اسباب کے تعلق سے کہ یہ وائرس کہاں سے آیا اور کیسے پھیلایا گیا اور وائرس کو عام کرنے میں کون کون سی طاقتیں سرگرم رہیں یا کیا کیا سازشیں کی گئیں؟ ان تمام پہلوؤں کے سلسلہ میں مختلف گوشوں سے مختلف باتیں کہی جارہی ہیں۔ کچھ لوگوں کا کہنا ہے: یہ اسرائیل اور امریکہ کی ملی بھگت ہے، اس کا مقصد چین کی معیشت کو تباہ کرنا ہے، کچھ کا کہنا ہے کہ یہ قدرتی وبا نہیں؛ بلکہ سائنسی ترقیات کا شاخسانہ ہے، بظاہر یہ واضح ہے کہ یہ وائرس چین کے شہر ووہان کی جانور منڈی اور گوشت مارکیٹ سے پھیلا ہے، بعض دانشوروں کا کہنا ہے کہ دنیا کی آبادی کو تباہ کرنے کے لیے یہ یہودی حملہ اور دجال کے ظہور کی تیاری ہے، جب کہ کچھ دیگر محققین کا کہنا ہے کہ یہ حیاتیاتی ہتھیار اور بیالوجیکل وار کا حصہ ہے، آنے والے صفحات میں ان مختلف خیالات کا جائزہ لیا جارہا ہے۔

کیا کورونا حیاتیاتی ہتھیار کی قبیل سے ہے؟

آیئے سب سے پہلے ہم اس کا جائزہ لیں کہ کیا یہ حیاتیاتی ہتھیار اور بایولوجیکل وار کا حصہ ہے؟ جو لوگ اس رائے کے حامی ہیں، انہوں نے امریکہ اور چین کے درمیان لفظی جنگ کا سہارا لیا ہے، چین کا کہنا ہے کہ یہ امریکہ کا ایک خوف ناک بایولوجیکل حملہ تھا، چین چوں کہ دنیا کے نقشہ پر عظیم معاشی قوت بن کر ابھر رہا ہے، اس لیے اسے دنیا بھر میں اچھوت بنانے کے لیے کورونا وائرس وار کیا گیا، اور چین کے ووہان شہر کا انتخاب اس لیے کیا گیا کہ یہ چائنا کے بالکل سنٹر میں واقع ہے اور یہ مرکزی ٹرانسپورٹیشن حب ہے، چینی حکومت کے ترجمان نے الزام لگایا ہے کہ امریکہ چین میں بننے والی مصنوعات کی دنیا بھر میں ترسیل اور چینی ایجادات پر سخت پریشان ہے اور اسی وجہ سے ایک سوچے سمجھے منصوبہ کے تحت کورونا وائرس کا حملہ کر دیا، چین نے اس معاملہ کو اقوام متحدہ میں لے جانے کا عندیہ دیا ہے۔

بایولوجیکل وار کیا ہے؟

پہلے یہ جاننا ضروری ہے کہ بایولوجیکل وار کیا ہوتی ہے؟ روزنامہ اسلام کے کالم نگار پروفیسر عبدالواحد سجاد اپنے ایک حالیہ کالم میں بایولوجیکل وار کی وضاحت کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس وار میں اپنے دشمن کے خلاف جراثیم اور وائرس کا استعمال کر کے انسانوں کو نشانہ بنانے کے لیے جانوروں، فصلوں اور پھل دار درختوں کو نشانہ بنایا جاتا ہے، کورونا وائرس کی خبریں ابھی کم ہی سامنے آئی تھیں کہ بایولوجیکل وار کے تذکرے زبانوں پر آ گئے تھے، بتایا جاتا ہے کہ اسرائیل سے یہ خبر ۲۴ ر فروری ر ۲۰۲۰ء کو سامنے آئی، جب اسرائیلی پارلیمنٹ کے رکن (جو سیاسی جماعت غیشیر کے سربراہ ہیں) نے اسرائیلی پالیمنٹ میں اپنی تقریر میں

اسے بایولوجیکل وار قرار دیا، امریکہ بایولوجیکل وار کے عالمی معاہدہ کی مخالفت بھی کر چکا ہے، امریکہ ماضی میں ہونے والی جنگوں میں بایولوجیکل ہتھیار استعمال کر چکا ہے، جس کا اعتراف اس نے خود بھی کیا ہے، جنگ عظیم اول (۱۹۱۴ـ۱۹۱۸ء) میں جرمنی، روس، امریکہ اور اٹلی پر بایولوجیکل حملہ کیا گیا، جس میں بھیڑیوں کے ریوڑ میں کینسر، ہیضہ اور جانوروں سے انسانوں میں منتقل ہونے والے وائرس کے زہریلے انجکشن لگا کر مذکورہ بالا ممالک میں بھیجا گیا، جس سے وبائی امراض پھیلے، اور ہزاروں انسان لقمۂ اجل بنے، اس تباہی کے بعد ۱۹۲۵ء میں ان ہتھیاروں کی روک تھام کے لیے جنیوا میں معاہدہ ہوا، جس میں ۲۹ ممالک شریک ہوئے؛ مگر امریکہ نے اس معاہدہ کی مخالفت کرتے ہوئے اس میں شرکت نہیں کی۔

دوسری جنگ عظیم کے آغاز میں جاپان نے یہی راہ اختیار کی، اور بایولوجیکل ہتھیاروں کا تذکرہ ۱۹۳۶ء میں تین ہزار قیدیوں پر کیا گیا، کامیاب تجربہ کے بعد ۱۹۴۰ء میں جاپان نے (پسو کو وائرس زدہ کرکے) چین پر حملہ کیا اور پھر اس وائرس کو تبدیلی کے ساتھ چین کے ساتھ بموں میں استعمال کیا گیا، اس کامیابی کو ناکامی سے دوچار کرنے کے لیے امریکہ نے جاپان پر ایٹم بم گرائے، اور اس کی بایولوجیکل لائبریٹریوں کا خاتمہ کردیا، امریکہ بھی اس میدان میں قدم رکھ چکا تھا، ۱۹۴۳ء میں پہلی بار امریکی ریاست میری لینڈ میں بایولوجیکل لیبارٹری کا انکشاف ہوا، ۱۹۵۲ء میں شمالی کوریا کے خلاف امریکہ نے یہ ہتھیار استعمال کیا، جس کا انکار امریکہ کرتا رہا؛ مگر عالمی ماہرین نے اسے دروغ گوئی سے تعبیر کیا، ۱۹۶۰ء میں امریکہ نے ویتنام میں بایولوجیکل حملہ کا برملا اعتراف کیا، جب سوویت یونین نے اس میدان میں قدم رکھا تو امریکہ نے ان ہتھیاروں کی ۱۹۶۵ء میں مخالفت شروع کردی اور ۱۹۷۲ء میں ۱۰۳ ممالک نے امریکی سرپرستی میں بایولوجیکل ہتھیاروں کی صنعت ذخیرہ

اندوزی اور ڈاؤلپمینٹ کو ممنوع قرار دینے کے معاہدہ پر دستخط کر دیئے، پھر ۲۰۱۳ء میں ۱۷۰ ممالک نے اس معاہدہ کو قبول کیا اور دنیا کی آنکھ میں دھول جھونکنے کے لیے آرکنساس میں ایسی لیبارٹری کو تباہ کیا، ۱۹۸۹ء میں سی آئی اے نے دنیا کے دس ممالک کے پاس خطرناک بایولوجیکل ہتھیاروں کی موجودگی کا دعوی کیا، ظاہر ہے کہ امریکہ بھی اس میں شامل ہوگا، حالیہ کورونا وائرس کو اسی پس منظر میں دیکھا جا رہا ہے کہ امریکہ نے اپنے دشمن چین کی معاشی ترقی کے آگے بندھ باندھنے کے تمام راستوں کی ناکامی کے بعد یہ چال چلی اور اسے نقصان پہونچانے کے لیے یہ وائرس استعمال کیا، بل گیٹس نے پیشین گوئی کی تھی کہ ایک وائرس کے حملہ سے تین کروڑ لوگوں کی ہلاکت ہوگی، اس سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ یہ وائرس ۲۰۱۳ء سے بہت پہلے وجود میں لایا جا چکا تھا، جس کے استعمال کے لیے مناسب وقت کا انتظار کیا گیا، جوں ہی موقع مل گیا، یہ حملہ کر دیا گیا۔ (روزنامہ اسلام کراچی: ۲۷/ مارچ/ ۲۰۲۰ء)

چین پر امریکہ کا الزام

دوسری جانب امریکہ کا الزام ہے کہ کورونا وائرس چین کی کارستانی ہے، چنانچہ متعدد امریکی اہل کار اسے چینی وائرس کہہ چکے ہیں، امریکی وزیر خارجہ اسے کئی بار ووہان وائرس کہہ چکے ہیں، اس سے قبل ایک امریکی سنٹر نے تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا تھا کہ کورونا وائرس پھیلانے کے پیچھے چین کا ہاتھ ہے، وہ اس کے ذمہ داروں کو کٹھیرے میں لائیں گے، جنہوں نے دنیا کو نشانہ بنایا، ایک انکشاف کرنل ڈاکٹر ڈینی شورام نے بھی کیا ہے، جو اسرائیلی ملٹری انٹلیجنس کے سابق افسر ہیں، ان کا الزام ہے کہ چین کی ووہان انسٹی ٹیوٹ آف وائرولوجی سے کورونا وائرس لیک ہوا، اور پورے ملک میں پھیل گیا، امریکی محکمۂ خارجہ کا

الزام ہے کہ چین یہ کام برسوں سے کر رہا ہے، اور ہماری اس پر نظر ہے، چین کا کہنا ہے کہ بعض امریکی شخصیات کورونا وائرس کو چین کے ساتھ جوڑ رہی ہیں، ایسا کرنا چین کو بدنام کرنے کے مترادف ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی: ۲۶/ مارچ / ۲۰۲۰ء)

ہندوستانی لیڈر منیش تیواری نے اپنے حالیہ ٹوئیٹ میں جس بات کا اشارہ دیا ہے، اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ یہ وائرس چین کی کارستانی ہے، منیش تیواری نے ۱۹۸۱ء میں سب سے زیادہ فروخت ہونے والی ناول the exes of oarkaness کو پڑھنے کا مشورہ دیا ہے، مشہور امریکی جاسوسی ناول نگار deankoontz اپنی جاسوسی ناول میں ایک حیاتیاتی ہتھیار کا ذکر کرتا ہے، جس کا نام wuhan-400 ہے، دراصل منیش تیواری مغرب کی چل رہی اس بحث کی طرف اشارہ کر رہے ہیں، جس میں یہ الزام خود چین پر عائد ہوتا ہے کہ وہ اپنے شہر ووہان کے باہر ایک لیاب میں ایک وائرس پر کام رہا تھا، جو ایک حیاتیاتی ہتھیار کے طور پر مستقبل میں دشمن ملک کے خلاف استعمال کیا جا سکے، تجرباتی مرحلہ میں سرزد ہونے والی کسی خطا کے نتیجہ میں یہ ہتھیار چین کے شہر ووہان کی انسانی آبادی میں سرایت کر گیا، جسے آج ہم کورونا کی وبا کے نام سے جانتے ہیں۔

یہ ایک لمبی بحث ہوسکتی ہے کہ کیا امریکی ناول نگار جس نے ۱۹۸۱ء کے ایڈیشن میں روس کا ذکر کیا تھا، بعد میں ۲۰۰۸ء کے ایڈیشن میں چین کے شہر ووہان کی طرف اس ہتھیار کی نسبت کر دی، کیا یہ ایک یہودی سازش تھی، جو پہلے ہی سے اس تھیوری کو پھیلا رہی تھی، جس کا استعمال اسے بعد میں چین یا دنیا کے خلاف کرنا تھا، یا یہ نظریہ صحیح ہے کہ خود چین دیگر ابلیسی طاقتوں کی طرح اس خطرناک ہتھیار پر کام کر رہا تھا، یہ سارے امکانات اس وقت حقیقت کا روپ دھار لیتے ہیں، جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ حیاتیاتی ہتھیاروں پر سبھی کام کرتے ہوئے

نسل انسانی کے خلاف ہم کو تیز کر رہے ہیں۔(کورونا ایک وبا یا قدرت کی تنبیہ، از ابوتراب ندوی)

ایک امریکی فلم میں موجودہ صورت حال کی پیشین گوئی

جو لوگ کورونا وائرس کو امریکہ کا سوچا سمجھا منصوبہ قرار دیتے ہیں، اور اس کے لیے امریکہ کو موردالزام ٹھہراتے ہیں، وہ ۲۰۱۱ء میں بننے والی اس فلم کا ہی سہارا لیتے ہیں، جس میں آج کے حالات کی مکمل تصویر کشی کی گئی ہے۔ ''کورونا وائرس سازش یا اتفاقی حادثہ'' نامی مضمون میں جو سوشیل میڈیا پر گشت کر رہا ہے، اس پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ کالم نگار لکھتا ہے: ''۲۰۱۱ء میں بننے والی معروف امریکہ فلم کونٹیجین کے اندر آج کی دنیا کا حال تقریباً نو سال پہلے بتا دیا گیا تھا، مووی کے اندر واضح طور پر دکھایا گیا ہے کہ ایک عورت امریکہ سے چین کے شہر ہانگ کانگ اپنے دوست کی طرف سفر کرتی ہے، جہاں اس کا دوست اس کے لیے پارٹی کا انتظام کرتا ہے اور وہ رات کا ڈنر اس کے ساتھ کرتی ہے، اگلے دن وہ واپس امریکہ کی طرف سفر کرتی ہے، اپنے گھر پہونچنے کے ایک دن بعد اس کو چکر آتی ہے، تیز بخار ہوتا ہے اور وہ زمین پر گر جاتی ہے، جہاں اسے فوراً ہسپتال منتقل کیا جاتا ہے؛ مگر وہ صحت یاب نہیں ہو پاتی، مر جاتی ہے، ڈاکٹرز کے مطابق اس پر ایک عجیب قسم کا وائرس حملہ آور ہو چکا ہے، جس کا علاج دنیا میں ابھی تک دریافت نہیں ہو پایا، دوسری طرف اس عورت کا چھوٹا بچہ جو تقریباً نو سے دس سال کا دکھایا گیا ہے، وہ زیادہ تر وقت اپنی ماں کے ساتھ گزارتا ہے، ماں کے ساتھ رہنے کی وجہ سے یہ وائرس اس کے بچہ کے اندر بھی منتقل ہوتا ہے، جس سے اس کے بچہ کو بھی تیز بخار، کھانسی اور نزلہ وزکام ہو جاتا ہے، کم وبیش چھ دن بعد اس کا یہ بچہ بھی اس وائرس کی وجہ سے مر جاتا ہے، ڈاکٹرز فوراً اس کے باپ کو گرفتار کر کے قرنطینہ میں منتقل کرتے

ہیں، جہاں اس کے مختلف ٹسٹ لئے جاتے ہیں اور جانچ پڑتال کی جاتی ہے کہ کب کس وقت اس کی بیوی نے کہاں کا سفر کیا؟ اس کا بچہ ماں کے ساتھ کتنے دن رہا؟ دوسری طرف یہ بات who کو پہونچ جاتی ہے کہ چین میں ایک خطرناک وائرس پھیل چکا ہے کہ جس نے پورے چین کو اپنی لپیٹ میں لے چکا ہے اور دیکھتے ہی دیکھتے یہ وائرس پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے اور اندازہ لگایا جاتا ہے کہ اگر اس وائرس کی ویکسین تیار نہ کی گئی تو تقریباً آٹھ ملین لوگ اس وائرس کا شکار ہو جائیں گے، who ہنگامی طور پر لوگوں کو احتیاطی تدابیر اپنانے، گھروں میں رہنے اور لوگوں سے دور رہنے کی ہدایت دینا شروع کر دیتا ہے، جب کہ مووی میں واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ پوری دنیا کے معاشی حالات بگڑ چکے ہیں، پوری دنیا میں کرفیو سا لگ جاتا ہے، لوگ گھروں میں محصور ہو کر رہ جاتے ہیں، تعلیمی ادارے اور یونیورسٹیاں سب بند ہو جاتے ہیں، روڈیں خالی ہو کر ویران قبرستان کا منظر پیش کرتی ہیں، جب کہ یہ بیماری جس کو کوروناوائرس کا نام دیا جاتا ہے، دنیا میں تقریباً ۹۰ دن سے ۱۴۴ دن تک جاری رہتی ہے، اس دوران who چین کے شہر میں اپنے خاص دو لیڈیز ڈاکٹر بھیجتا ہے، جو اس بیماری کے پھیلاؤ کی وجہ معلوم کرتی ہیں؛ مگر دوران تفتیش اس بیماری کا کھوج لگاتے ہوئے ان میں ایک ڈاکٹر بھی اس مہلک کوروناوائرس کا شکار ہو جاتی ہے اور ۱۴ دن کے اندر اندر مر جاتی ہے، جب کہ دنیا میں کفن کی کمی اور لوگوں کو اجتماعی طور پر قبروں میں دفن کیا جاتا ہے، ۱۴۴ ویں دن who کوروناوائرس کے خلاف ایک ویکسین تیار کر لیتا ہے، جو تقریباً نو دن کے اندر پوری یورپین دنیا کے اندر پہونچا دی جاتی ہے، اس کے بعد وہ ایشائی ممالک کی طرف بھیجی جاتی ہے، ویکسین انسان کی ناک کے اندر ڈالی جاتی ہے، جو پھیپھڑوں میں جا کر کوروناوائرس کے جراثیم کو ختم کر دیتی ہے؛ مگر بیماری کس وجہ سے پھیلی اس کا کھوج ڈاکٹرز اور سائنس داں اس

وقت لگا پاتے ہیں، جب انہیں معلوم ہوتا ہے کہ چین میں ایک چمگاڈر نے کیلا کھایا اور آدھا کیلا چمگاڈر کے منھ سے نیچے گرتا ہے، جسے پگ کھالیتا ہے، وہ وائرس چمگاڈر سے اس پگ میں منتقل ہوتا ہے، جسے وہ عورت جو امریکہ سے چین اپنے دوست سے ملنے گئی تھی، وہ اور اس کا دوست اس کو کھا لیتے ہیں، جس سے یہ وائرس اس کے دوست اور اس میں منتقل ہوتا ہے، یوں یہ وائرس پوری دنیا میں پھیل جاتا ہے؛ مگر سوال یہ اٹھتے ہیں کہ آج جو کورونا وائرس دنیا میں پھیلا ہوا ہے، بالکل وہ چیز نو سال پہلے مووی کے اندر کیسے فلمائی گئی؟ مووی کے مصنف کو کیسے معلوم ہو جاتا ہے کہ اس وائرس کا نام کورونا وائرس ہوگا؟ اور کم وبیش یہ وائرس آٹھ ملین لوگوں کو متأثر کرے گا، کورونا وائرس کے خلاف جب دنیا کوئی ویکسین نہیں بنا سکتی تو اچانک امریکہ یہ ویکسین کیسے بنالیتا ہے؟ کیا یہ پورا پلان سوچا سمجھا منصوبہ نہیں ہے؟ کیا یہ وائرس ایک خاص منصوبہ بندی سے نہیں چھوڑا گیا؟ اگر اس کا جواب نفی میں ہے تو پھر کیسے نو سال پہلے بننے والی امریکہ کی مووی دنیا میں سچ ثابت ہو رہی ہے؟ کیسے ایک امریکی خاتون مصنف اپنی کتاب end of days کے اندر یہ انکشاف کرتی ہے کہ ۲۰۲۰ء میں دنیا کے اندر ایک مہلک وبا پھیلے گی، جو اچانک پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لے گی اور اچانک یہ وبا دنیا سے ختم ہو جائے گی اور تقریباً ایک دہائی کے بعد یہ بیماری دنیا پر پھر حملہ کرے گی، یہ سب پہلے سے امریکن مصنفین کو معلوم ہونا، کیا یہ محض ایک اتفاق ہے یا امریکہ کا سوچا سمجھا منصوبہ؟

کیا کورونا وائرس عالمی دجالی نظام کا پیش خیمہ ہے؟

باخبر لوگوں کی ایک جماعت اس بات کی قائل ہے کہ یہ دجال کے ظہور کی تیاری کے لیے آبادی کو کم کرنے کا یہودی حملہ ہے، یہ دراصل پوری دنیا پر عالم گیر شیطانی و دجالی حکومت

قائم کرنے کا ایک منصوبہ ہے، جسے نیوورلڈ آڈر کا نام دیا گیا ہے، نیوورلڈ آڈر کا مطلب فرد پر ریاست کا تسلط ہے، جس کے بعد فرد کی کوئی اپنی مرضی نہیں چلے گی، دنیا میں جو کچھ ہوگا، ریاست کی مرضی سے ہوگا، اشتراکیت کے علم بردار ممالک میں اس کی کچھ جھلک دیکھی جاسکتی ہے، مثلاً چین میں فرد کے بہت سے اختیارات سلب کر لیے گئے ہیں، فی خاندان فی بچہ کی پالیسی پر عرصہ سے عمل جاری رہا، اب بھی صرف دو بچوں کی اجازت ہے، نیوورلڈ آڈر میں سارے معاملات ریاست پر منحصر ہوں گے، بچوں کی پرورش ریاست کرے گی، بچوں کو زندہ رہنے کا حق ہے یا نہیں، ریاست طے کرے گی، کسی فرد کو کہیں جانے کی اجازت دی جائے یا نہیں، یہ بھی ریاست طے کرے گی، حتی کہ کون شخص کیا سوچ رہا ہے اور اسے کیا سوچنا چاہیے اس کا فیصلہ بھی ریاست کرے گی۔

id 2020 منصوبہ

اس معاملہ کی تہہ تک پہونچنے کے لیے یہاں بنیادی طور پر دو باتیں سمجھنے کی ہیں: (۱) ایجنڈا 21 (۲) id 2020، سطور بالا میں آپ نے نیوورلڈ آڈر کے سازش کاروں کے نزدیک فرد پر ریاست کا تسلط اور دنیا کے ایک ایک فرد کو ایک عالمی دجالی نظام میں جکڑنے کے لیے آخری مرحلہ میں ہر فرد کے جسم میں ایک چِپ rfid تنصیب کی جائے گی، اس حوالہ سے مختلف ویب سائٹس اور سوشیل میڈیا پر وائرل ایک مضمون ''نئے عالمی سامراج کی ایک نئی چال'' کی تلخیص پیش کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے، مضمون نگار لکھتا ہے: ''جس دن پوری دنیا میں یہ چِپ لگا دی گئی، اس دن فرد ریاست کا غلام ہوگا، یعنی اس کی ایک ایک دھڑکن اور اس کا ایک ایک خیال ریکارڈ ہو رہا ہوگا اور جب جس علاقہ میں جس نسل اور جس مذہب کے ماننے والوں کی تطہیر درکار ہوگی، یہ چِپ ایک لمحہ میں انسان کی دھڑکن ہی بند کر دے گی، اس

چپ rfid کی تنصیب کا منصوبہ تو عرصہ سے زیرِ غور ہے، اور اس پر کسی پیمانہ پر کام بھی جاری ہے، تاہم پوری دنیا میں اس کی ہر فرد میں تنصیب کے لیے ۲۰۲۰ء کا ٹارگیٹ رکھا گیا اور اس منصوبہ کو id 2020 کا نام دیا گیا، اس منصوبہ کی تکمیل کے لیے ایک تنظیم کا قیام ۲۰۱۷ء میں عمل لایا گیا، جس کا نام id 2020 alliance اس alliance میں کون کون شامل ہیں، ان میں ایک نظر ڈالیں تو بہت کچھ خود بخود ہی واضح ہوجاتا ہے، اس تنظیم کے بانی اراکین میں یہ شامل ہیں: (1)Accenture(2)The orckefeller Foundation
(3)id eo(4)Gavi (5)micro soft-

id 2020 alliance کے بانی اراکین میں شامل یہ ادارے خود ایک کہانی ہیں، مثال کے طور پر gavi خود ایک alliance کا نام ہے، جو مخفف ہے: The global alliance fcr vaccinesand immunizations کا۔ اس کا قیام ۲۰۰۰ء ورلڈ اکنامک فورم کے اجلاس کے موقع پر سوزرلینڈ کے شہر جنیوا میں عمل میں لایا گیا، اس کے قیام کا مقصد پوری دنیا میں ہر فرد کو مطلوبہ ویکسین لگانا، gavi کے ڈھانچہ کو دیکھنے کی کوشش کریں تو کچھ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے اصل اراکین کون کون ہیں، سوائے اس کے کہ عالمی ادارۂ صحت، یونیسیف، عالمی بنک، بل اینڈ ملنڈا گیٹس فاؤنڈیشن کے علاوہ ویکسین بنانے والی ساری کمپنیاں این جی اوز، صحت کے سرکاری ادارے اور ڈونر ممالک شامل ہیں، مزید چھان بین کریں تو پتہ چلتا ہے کہ ۲۰۰۰ء میں قائم کی جانے والی اس تنظیم کے اہداف بھی ۲۰۲۰ء تک ہی متعین کئے گئے ہیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ id 2020 میں مائیکروسافٹ بھی شامل ہے اور بل اینڈ ملنڈا گیٹس فاؤنڈیشن بھی اس میں عالمی بنک بھی شامل ہیں اور ویکسین بنانے والی ساری ہی کمپنیاں بھی، جنہوں نے اپنی شناخت خفیہ

رکھی ہوئی ہے، اس میں عالمی ادارۂ صحت اور یونیسیف اور درجنوں این جی اوز بھی شامل ہیں، جن کی شناخت بھی خفیہ ہے، ان میں راکفیلر فاؤنڈیشن بھی شامل ہے اور امریکہ و یورپی ممالک بھی براہ راست شامل ہیں، ان سب کا ایک ہی ایجنڈا ہے اور وہ ہے نیو ورلڈ آڈر۔

id 2020 کا ہدف کس طرح سے مکمل ہوگا، اس بارے میں اس کے قیام کا وقت بالکل واضح نہیں تھا؛ مگر ۲۰۲۰ء کے آغاز کے ساتھ ہی پوری صورت حال مکمل طور پر واضح ہو چکی ہے، آپ کورونا وائرس کے پھیلاؤ کے بارے میں صورت حال کو پہلے دن سے دیکھیں! کورونا کی ہلاکت خیزی پاسنگ کے برابر بھی نہیں ہے؛ مگر اس سے خوف زدہ کرنے کا عالم تو دیکھیں کہ حرمین شریفین کو تک خالی کرالیا گیا ہے، مطاف میں کسی کو داخلہ کی اجازت نہیں دی جارہی ہے، اب تک دنیا کے ۱۳ ممالک میں اسکولوں کو چھٹی کردی گئی ہے، دنیا میں روز ایک نئے ملک میں کورونا کے مریض کی ہلاکت کی خبر آتی ہے اور پھر اس کی سرحدیں بند کردینے کا عمل شروع کردیا جاتا ہے، ابھی سے خبریں دینا شروع کردی گئی ہیں کہ موسم بہار میں کورونا وائرس دوبارہ پہلے سے زیادہ ہلاکت خیزی کے ساتھ ابھرے گا، کچھ دن کے بعد پتہ چلے گا کہ کورونا کی ویکسین دریافت کرلی گئی ہے اور اس کے پھیلاؤ سے بچاؤ اسی صورت میں ممکن ہے کہ پوری دنیا کو کورونا کی ویکسین لگائی جائے، پھر کہا جائے گا کہ کورونا وائرس سے دنیا کو بچانے کے لیے ہر شخص میں rfid چپ لگائی جائے، جس فرد کے ہاتھ میں rfid چپ نہیں ہوگی، اسے غیر ملکی سفر کی اجازت ہی نہیں ہوگی، کچھ دنوں کے بعد اس میں مزید اس طرح سختی کی جائے گی، جس طرح سے نام نہاد پولیو کے خاتمہ کی مہم چلائی جاتی ہے''۔

ایجنڈا 21 ایلمناتی منصوبہ

کورونا وائرس عالمی دجالی نظام کی راہ ہموار کرنے کا ایک حصہ ہے، اسے سمجھنے کے

لیے ایجنڈا 21 ایلمناتی منصوبہ سمجھنا بھی ضروری ہے، پاکستانی نیوز پورٹل اردو صفحہ کی ۲۸ / مارچ / ۲۰۲۰ء کی اشاعت میں اس تعلق سے ایک چشم کشا مضمون شائع ہوا ہے، جس میں ایجنڈا 21 پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔

مضمون کے مطابق اس ایجنڈے کا مصداق آبادی اور آبادی کے ذرائع کو کم کرنا ہے، مضمون میں مائیکروسافٹ کے بانی بل گیٹس کے حالیہ مختلف ملکوں کے دوروں کا حوالہ دیا گیا ہے، بل گیٹس نے آفریقہ کا دورہ کیا اور وہاں کے بچوں سے ملاقاتیں کیں، اس کے بعد اس کی ملاقات پاکستان اور انڈیا کے وزرائے اعظموں سے بھی ہوئی، ان ملاقاتوں سے پہلے اور بعد میں تینوں ممالک میں ویکسین لازمی قرار دیا گیا، مذکورہ مضمون میں ایجنڈا 21 پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ بل گیٹس ایجنڈا 21 نامی منصوبہ پر کام رہا ہے، جس کے تحت پوری دنیا کی آبادی کو کم کرنے اور ان کے زیر استعمال اشیاء پر ایلیٹ کلاس کا کنٹرول کرنے جیسے منصوبوں پر کام کیا جارہا ہے، ایلومیناتی کے بہت سے خفیہ منصوبوں میں ایک اہم منصوبہ یہ بھی ہے کہ دنیا پر ایلیٹ کلاس کا کنٹرول ہو، اور غریب غرباء لوگوں کی آبادی کو کم کر کے ایک تہائی رہنے دیا جائے، تاکہ ان پر حکومت کرنا آسان ہو سکے، اس کے لیے ادویات سے لوگوں کو ٹھیک کرنے کے بہانے انہیں مزید مہلک بیماریوں میں مبتلا کرنا، بچوں کو اپاہج بنایا، لوگوں میں بانج پن کے مرض کو پیدا کرنا، زرعیاتی کاموں اور اجناس یعنی کھانے پینے کی اشیاء پر کنٹرول حاصل کرنا، چھوٹے کاروباری لوگوں کو ختم کر کے، بڑی سوپر اور ہائپر مارکٹس بنانا، تمام لوگوں کو مالک کے بجائے ملازم بنا کر انہیں سہولیات کے نام پر فلائٹس میں رکھنا اور ان کے گھروں کو ختم کرنا، لوگوں کے ہاتھوں سے کرنسی، معدنیات، دھاتیں یا ہر قیمتی چیز کو لے کر انہیں الکٹرانک کرنسی پر لگا دینا جیسے منصوبے شامل ہیں، کرنسی ختم کر کے لوگوں کو سہولت

کے نام پر الکٹرانک ٹرانگزیکشن مثلاً کریڈٹ کارڈ، ڈیبیٹ کارڈ، موبائیل اپیلیکیشن سے ادائیگی، انٹرنیٹ سے ادائیگی جیسی سہولیات متعارف کروا کر ان کے ہاتھ خالی کروا دینے کا منصوبہ، ان کا سب سے خطرناک منصوبہ ہے، جس کے ذریعہ حکومتیں جب چاہیں عوام سے جتنی مرضی پیسہ ٹیکس کے ذریعہ کاٹ لیں گی، اور جب چاہیں دنیا کو ایک کلک کے ذریعہ کنگال بنا سکیں گی اور اپنی غلامی کرنے پر مجبور کر سکیں گی، ان کا مقصد آبادی کو سات بلین سے تین بلین تک لانا ہے، تا کہ ان پر آسانی سے حکومت کی جاسکے، اور ان کو ایلیٹ کلاس لوگ کنٹرول کر سکیں اور یہی ایلیٹ کلاس لوگ ایجنڈا 21 پر کام کر رہے ہیں، یہ لوگ ایزجی پیدا کرنے کے تمام منصوبوں کو ماحول سے کاربنڈائی ایکسائیڈ کم کرنے کے بہانے لگا کر کنٹرول حاصل کر رہے ہیں، اینوائیرمینٹل کنٹرول کے بہانے سے لوگوں کو واش روم لے جانے کا بہانہ بنا کر لوگوں میں طرح طرح کی بیماریاں پیدا کر کے انہیں مارا جا رہا ہے۔

ایجنڈا 21 کے نو نکات

اس ایجنڈے کے نو نکات ہیں (۱) لوگوں کو ان کے پرائیویٹ گھروں سے نکال کر انہیں چھوٹے چھوٹے فلائٹس دے دیئے جائیں اور ان بلڈنگس کے مالکان ایلیٹ کلاس کے لوگ ہوں، جنہیں ایلومیناتی اور اس جیسی خفیہ تنظیمیں کنٹرول کریں۔ (۲) میدانی علاقوں سے لوگوں کے گھر ختم کر کے یہاں جنگل بنائے جائیں اور وہ جانور پیدا کئے جائیں، جن سے گوشت حاصل کیا جاسکے۔ (۳) لوگوں کی ذاتی گاڑیاں ختم کر کے انہیں پیدل کر دیا جائے، اس کے لیے شاید بہت زیادہ ٹیکس لگا کر گاڑیوں اور ان کی فروخت کو مشکل ترین بنا یا دیا جائے گا، جو عام آدمی کی پہونچ سے باہر ہو جائیں گی، اور بس اسی ایلیٹ کلاس کے زیر استعمال رہیں گی۔ (۴) یہ ایجنڈا 21 ایسی پالیسیاں بنائے گا، جو مخصوص ایلیٹ کلاس لوگوں کو

یعنی انہیں خفیہ یہودی ایجنٹوں کے لیے ہوں۔ (۵) کاربن ڈائی ایکسائیڈ ماحول سے کم کرنے کا بہانہ لگا کر انرجی کو کنٹرول کیا جائے اور لوگوں کی آبادی کو کم کیا جائے تاکہ لوگوں کی کثیر تعداد کنٹرول ڈائی ایکسائیڈ پیدا نہ کرے۔ (۶) بیوروکریٹس وغیرہ لوگوں کی صفائی کا انتظام سنبھالیں اور ماحولیاتی آلودگی سے ڈرا کر لوگوں پر جرمانہ عائد کریں۔ (۷) الکٹرانک ٹرانگزیکشن کو فروغ دے کر ٹیکس اور فیس بڑھادی جائے۔ (۸) ویکسین کے ذریعہ دنیا کی آبادی کو کم کیا جاسکے اور بچے کچے لوگوں پر اوپر والے تمام نکات کو لاگو کر کے ان پر حکومت کی جاسکے۔

اس مسئلہ کی مزید وضاحت کے لیے اسلام آباد کے ایڈوکیٹ قاسم اقبال جلالی کے پیش کردہ حقائق کا ذکر ضروری معلوم ہوتا ہے، جو انہوں نے ''ویلڈن ایلومیناتی'' نامی اپنے مضمون میں پیش کیا ہے، وہ لکھتے ہیں: ''میرے نزدیک وبا کروناوائرس ایک مکمل پلان کے تحت دنیا بھر میں پھیلائی گئی ہے، جس کے پیچھے عالمی خفیہ شیطانی تنظیم ایلومیناتی (۱۷۷۶) کا ہاتھ ہے، یہ عالمی خفیہ شیطانی تنظیم ہے، اس کو چند انتہائی طاقتور خاندان پس پردہ رہ کر چلا رہے ہیں، یہ لوگ کسی مذہب کے پیروکار نہیں؛ بلکہ براہ راست شیطان کے پجاری ہیں اور اسی کی ہدایات پر چلتے ہیں، کچھ لوگ بظاہر یہودی ہیں اور کچھ عیسائی، اس تنظیم کا سب سے اہم مقصد یہودیوں اور یہودنواز مذہب بیزار عیسائیوں کی مدد سے دجال کی آمد اور اس کی مطلق العنان حکمرانی کی راہ ہموار کرنا ہے، اس بنیادی مقصد کو حاصل کرنے کے لیے انہوں نے نیوورلڈ آڈر کے نام سے ایک منصوبہ بنایا ہے، یہ ایک انتہائی شاطرانہ شیطانی منصوبہ ہے، جس کے بہت سے حصے اور بہت سے steps ہیں، اس پورے منصوبے کا لب لباب یہ ہے کہ (۱) دنیا میں ون ورلڈ گورنمنٹ کا قیام (۲) دنیا میں ون ورلڈ ریلیجن کا قیام (۳)

دنیا میں ون ورلڈ کرنسی کا نفاذ (۴) اور اخیر میں ون ورلڈ لیڈر کا اتفاق کا قیام، یعنی دجال کو حاکم اعلیٰ تسلیم کرنا۔

ان مقاصد کو حاصل کرنے کے لیے پلان کو مزید چھوٹے چھوٹے پلانز میں تقسیم کیا گیا ہے، جن میں سب سے خطرناک پلان دنیا کی آبادی کو سات ارب سے کم کر کے ایک ارب یا پچاس کروڑ تک لانا ہے، اور یہی وہ منصوبہ ہے، جس کا براہ راست تعلق کورونا وائرس وبا سے ہے، دنیا کی آبادی کیسے کم کی جائے گی؟ مضمون میں بتایا گیا ہے کہ دنیا کی آبادی کم کرنے کے لیے مختلف طریقے استعمال کئے جائیں گے، جن میں علاقائی اور عالمی جنگیں، fast food اور کیمیکل زدہ (packed) کھانے اور مشروبات استعمال کرنا، ملٹی نیشنل فارماسیوٹیکل کمپنیوں کے ذریعہ شدید؛ مگر خاموش side effecet ادویات کی ترویج، geneti cally engineered virsus اور بیماریوں کا عالمی وعلاقائی پھیلاؤ، گلوبل وارننگ کے ذریعہ قحط سالی، سیلاب پیدا کرنا، پینے کے پانی اور اجناس کی کمی create کرنا وغیرہ، آگے مضمون نگار لکھتا ہے: ''میرے نزدیک اس کورونا وائرس کا وبا کی طرح پوری دنیا میں پھیلاؤ، اسی شیطانی پلان نیو ورلڈ آڈر کا حصہ ہے، اس سے قبل ایبولا وائرس، ایچ آئی وی، روٹا وائرس، سارس وائرس، مرس وائرس کا کامیاب تجربہ کیا جا چکا ہے، وبا کے آغاز ہی پر انٹرنیشنل میڈیا کا اس کو بھرپور کاوریج دینا، شاہ سرخیوں میں لگانا، تمام عالمی لیڈروں کا اس پر بات شروع کر دینا، لوگوں کو ڈرایا اور ہراساں کیا جانا، فوراً لاک ڈاؤن اور کرفیو کی باتیں کرنا، یہ سب وہی طریقہ ہے، جو پروپیگنڈے کے لیے افغانستان اور عراق حملے کے وقت استعمال کیا گیا، کورونا وائرس وبا کا پھیلاؤ محض ایک مشق ہے، اصل وار ابھی آگے ہے، موجودہ وبا کا پھیلایا جانا اور اس کے حوالے سے شدید ترین اور شاطرانہ میڈیا

کمپین ایک اہم تجربہ ہے، جس سے مستقبل کی مزید پلاننگ کیا جانا مقصود ہے، اس وائرس پھیلاؤ سے انتہائی اہم نتائج حاصل کر لیے ہیں، پہلی بات یہ کہ بایالوجیکل وار کے بارے میں لوگ بالکل لاعلم نکلے ہیں، اور ابھی اس کو ایک قدرتی وباہی سمجھ رہے ہیں، جو کہ ان کے لیے ایک positive result دنیا کو لاک ڈاؤن کرنے کا تجربہ کر لیا گیا ہے اور اس لاک ڈاؤن کے نتیجے میں لوگوں، حکومتوں اور آزاد میڈیا اور مذہبی رہنماؤں کے ردعمل کو نوٹ کر لیا گیا اور اب اس لاک ڈاؤن کے اثرات جانچے جائیں گے اور پلان کی خامیوں کو دور کر کے آئندہ مزید بہتر پلان بنایا جائے گا، اس تجربہ کے ذریعہ قرنطینہ ایک ہی جھٹکے میں پوری دنیا کے لوگوں تک پہونچا دیا گیا ہے اور انہیں شدید ذہنی مفلوج کر کے سمجھا دیا گیا ہے، جب کسی کو بیمار قرار دے کر قرنطینہ کرنے کا حکم صادر ہوگا، چاہے وہ شخص جسمانی بیمار ہو یا ذہنی بیمار، یوں عزیز سے عزیز تر رشتہ کو بھی قرنطینہ ہوتے دیکھ کر احتجاج نہ کرنے کی ہمیں تربیت دے دی گئی ہے، چنانچہ کل جب ہمارے مذہبی پیشواؤں کو سیاسی سوجھ بوجھ رکھنے والے رہنماؤں کو ذہنی بیمار قرار دے کر قرنطینہ کیا جائے گا، تو ہم نہ صرف خاموش رہیں گے؛ بلکہ خوش ہوں گے ہمارے کسی عزیز کو شیطانی منصوبوں کی تکمیل میں رکاوٹ سمجھ کر جب اسے خود ساختہ وائرس کا شکار بنا کر ہم سے دور کرنے یا وائرس کے بہانے قتل کئے جانے کی بات ہوگی تو ہم مطلقاً احتجاج نہیں کر پائیں گے، سب سے اہم نتیجہ یہ ہے کہ دنیا اب انہیں چند فارماسیوٹیکل کمپنیوں کی جانب دیکھ رہی ہے، جو ان شیطانی تنظیموں کے کنٹرول میں ہیں، دنیا بے بسی کے عالم میں ہے، حکمراں بھی بے بس ہو کر بلبلا رہے ہیں، اور گھٹنے ٹیک چکے ہیں، آج پوری دنیا کے عوام اور حکمران ان مغربی دوا ساز کمپنیوں کی طرف حسرت، امید اور آس بھری نگاہوں سے دیکھ رہے ہیں کہ کب اعلان ہوگا کہ وبا کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے، شاید آپ اندازہ نہیں

لگا سکتے کہ اس بات پر شیطان کے پجاری کس قدر خوش ہورہے ہوں گے، وہ سوچ رہے ہوں گے مستقبل کے اس منظر کے بارے میں جب وہ پوری دنیا میں مصنوعی قحط برپا کریں گے، اور سارا غلہ اور اجناس ان عالمی سرمایہ داروں کے پاس ہوگا اور ان کا سربراہ دجال کہے گا کہ مجھے اپنا رہنما مانو، تب غذا دوں گا، پھر کہے گا: مجھے خدا مانو، تب مصنوعی بارش برساؤں گا اور اجناس دوں گا، نبیٔ کریم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ دجال تب ظاہر ہوگا، جب اس کے بارے میں بات کرنا کم کردی جائے گی، یہی صورت حال آج ہے، دجال کی بات کی جائے تو لوگ اسے ہنسی مذاق میں اڑا دیتے ہیں''۔ (تلخیص مضمون: ایلومیناتی ایجنڈا اور بے بس انسانیت)

اسرائیل کا خفیہ پلان

کوروناوائرس کے تعلق سے ایک نظریہ یہ بھی پایا جاتا ہے کہ یہ اسرائیل کا ایک خفیہ پلان ہے، اس نظریہ کے حامی قلم کاروں نے اسرائیلی وزیر دفاع کے حالیہ بیان کو بطور ثبوت پیش کیا ہے، اسرائیلی وزیر دفاع نے اپنے حالیہ بیان میں کہا کہ وائرس ایک خفیہ پلان ہے؛ اگر ۷۰ فیصد اسرائیلی شہری بھی اس وائرس سے متأثر ہوجائیں، جب بھی ہمیں کوئی پریشانی نہیں ہے، کیوں کہ جب یہ وبا انتہاء کو پہونچے گی تو از خود ختم کرادی جائے گی؛ لیکن اس نظریہ کے قائلین بھی اس کا سرا نئے عالمی دجالی نظام سے جوڑتے ہیں، ان کا کہنا ہے کہ کعبہ اور ویکٹیکن کلیسا کو بند کردیا گیا، معاشی بدحالی سے پوری دنیا کی کمر توڑ دی گئی، اب آگے کا ایجنڈا ون ورلڈ آڈر کو تمام مذاہب کو ختم کرکے ایک دجال کا مذہب متعارف کرانا، یا اسرائیل کو تسلیم کروانے کے بدلہ میں ویکسین دینا۔

مالیگاؤں سے تعلق رکھنے والے شیخ محمد علقمہ لکھتے ہیں:: ''کوروناوائرس انوپٹیڈ وائرس

نہیں ہے، یہ پہلے سے ہے، جب سے دنیا بنی ہے، اس وقت سے ہے، پہلے کبھی آپ کو فلو ہوا ہو گا تو ہوسکتا ہے کہ اس وائرس کی وجہ سے بھی ہوا ہو؟ بچپن میں کبھی آپ کو فلو ہوا ہو تو ممکن ہے کہ آپ کی باڈی میں کوئی وائرس گیا ہو گا، تو وہ فلو جتنا مضبوط اور اسٹرانگ ہے، اتنا ہی یہ وائرس بھی، یعنی زیادہ پاورفل نہیں ہے؛ بلکہ تمام سا معمولی وائرس ہے، اب صرف کرنا یہ ہے کہ کوروناوائرس کو پہچاننے والا بکٹشن کٹ Betection Kit دریافت کیا گیا ہے، جس کو ڈائنوسٹک کٹ Diagnostic Kit کہتے ہیں، اس کٹ کو دنیا میں عام کرنا ہے، جب یہ کٹ نہیں تھا، تب بھی ہم زندہ تھے اور آئندہ بھی زندہ رہیں گے؛ مگر خوف وہراس اور دہشت کا ماحول اس لیے بنایا جارہا ہے اور اس لیے اس وائرس کو بڑھا چڑھا کر پیش کیا جارہا ہے، تاکہ یہ انٹرنیشنل مدعا بن سکے اور ڈائنوسکٹ کٹ کو بیچنا اور دنیا بھر کے ملکوں سے ہر سال کے لیے کروڑوں روپیے کا بجٹ نکلوانا ہے، ہر ملک اس کی دواکٹس اور ویکسین کے لیے بجٹ مختص کرے گا، جسے ایچ آئی ڈی، ای وی ڈی، پولیو، ٹی بی اور نیپاہ وغیرہ کے لیے ہر ملک کی طرف سے بڑی رقم سالانہ طے ہے، جو قوم کی خون پسینہ کی کمائی سے ٹیکس لے کر دیا جاتا ہے، اس طرح کوروناوائرس کٹس اور دوائیاں بڑی مہنگی ہوں گی، اور ہر ملک سالانہ طور پر کروڑوں روپیوں کا اس کے لیے بجٹ پاس کرے گا، اس طرح ملینوں کا پرافیٹ نظام بنایا جائے گا، تو یہ بایالوجیکل اٹیک ہے۔

عالمی ادارۂ صحت who کے مطابق موسمی فلو سے مرنے والوں کی تعداد ساڑھے پانچ لاکھ ہے، ٹی بی سے ہر سال ایک کروڑ لوگ بیمار ہوتے ہیں، جن میں سے ۱۵ لاکھ افراد جان سے ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں، وائریا کے سبب ہر برس ایک ارب ۷۰ کروڑ افراد بیمار ہوتے ہیں، جس میں سے ساڑھے پانچ لاکھ مرجاتے ہیں، نمونیا سے ہر برس ۸۰ لاکھ سے زائد اموات

ہوتی ہیں، ملیریا سے ہر برس ۲۳ کروڑ افراد بیمار ہوتے ہیں، جس میں سے پانچ لاکھ کے قریب افراد موت کا شکار ہوتے ہیں، خسرہ سے سالانہ مرنے والوں کی تعداد تقریبا ڈیڑھ لاکھ ہے، ہیضہ سے ہر برس ۴۰ لاکھ لوگ متأثر ہوتے ہیں، جن میں سے ڈیڑھ لاکھ افراد موت کا شکار ہوتے ہیں، ایڈز سے اب تک چار کروڑ افراد متأثر ہو چکے ہیں، جن میں سے ساڑھے تین کروڑ مر چکے ہیں، ڈینگی سے سالانہ متأثر ہونے والوں کی تعداد ۴۰ کروڑ ہے، عالمی ادارۂ صحت کے مطابق: دنیا کی نصف آبادی کو ڈینگی سے خطرہ لاحق ہے۔

چین کی خفیہ ایجنسی کی رپورٹ

کوروناوائرس کی حالیہ وبا کے سلسلہ میں چین کی خفیہ ایجنسی کی ایک رپورٹ بھی میڈیا پر خوب گشت کر رہی ہے کہ جس میں بتایا گیا ہے کہ کوروناوائرس دراصل چین کے خلاف امریکہ، برطانیہ اور کیناڈا کی مشترکہ سازش ہے، رپورٹ کے مطابق یہ وائرس برطانیہ کی لیبارٹی میں تیار کیا گیا، اسے امریکہ میں رجسٹر کیا گیا اور پھر کیناڈا کی لیبارٹی سے کیناڈا کی پرواز کے ذریعہ باقاعدہ طور پر ووہان کی لیبارٹی پہونچا دیا گیا، تحقیق کے مطابق: کورونا وائرس کو ایک حیاتیاتی ہتھیار کے طور استعمال کرنے کا کام انگلینڈ کے برٹس انسٹیٹیوٹ نے شروع کیا، برٹس انسٹیٹیوٹ کے مالی مددگار بل اینڈ ملنڈا گٹس فاؤنڈیشن اور Johns hopkins bloombreg school qfe poblic health ہیں، کورونا وائرس کو باقاعدہ امریکہ میں Pirbright institute نے پیٹنٹھی کرایا، اس کا پیٹنٹ نمبر: 10,701,10 ہے، جنوری میں امریکہ میں پہلے کیس کی دریافت ہوتے ہی یہ پیٹینٹ ختم کر دیا گیا، کوروناوائرس جسے امریکہ کے ادارہ cdc نے ncov:2019 کا نام دیا ہے، سے بچاؤ کے لیے ۱۸/اکٹوبر/ ۲۰۱۹ء ہی میں نیویارک میں کمپوٹر پر مشق کر لی گئی تھی، مذکورہ

مشق کا انتظام بل اینڈ ملنڈا گیٹس فاؤنڈیشن جان ہوپکنز سینٹر فار ہیلتھ سیکورٹی نے ورلڈ اکنامک فورم کے اشتراک سے کیا تھا، اس مشق میں جس میں پارلیمنٹ بزنس لیڈروں اور شعبۂ صحت سے تعلق رکھنے والے افراد نے حصہ لیا تھا، اس امر کی مشق کی گئی کہ کوروناوائرس کی وبا کی صورت میں اس سے بچاؤ کس طرح سے کیا جائے، اس مشق کو event:20 کا نام دیا گیا، یہ ایک فل اسکیل ایکسرسائز تھی، جو چین کے وسطی علاقہ ووہان میں پہلا کیس رپورٹ ہونے سے چھ ہفتہ قبل کی گئی تھی، یہ بات بھی نوٹ کرنے کی ہے کہ کوروناوائرس سے بچاؤ کی کمپوٹر مشق کا اہتمام کرنے والی تنظیمیں وہی تھیں، جو اس وائرس کے پیٹنٹ کے مالک کے ادارہ کو فنڈز فراہم کر رہی تھی اور اب یہی ادارے اور تنظیمیں کوروناوائرس ویکسین پر کام رہی ہیں، ۱۸/اکٹوبر کو ہونے والی مشق کے شرکاء میں دنیا کے بڑے بنکوں، بل اینڈ ملنڈا فاؤنڈیشن، جاؤنسن اینڈ جاؤنسن، لاؤجیکل پاور ہاؤس میڈیا کے نمائندے کے علاوہ چینی اور امریکی ادارے cdc کے نمائندے بھی شریک تھے، مشق میں باقاعدہ ماحول بنایا گیا کہ میڈیا میں کوروناوائرس کے پھیلنے سے تباہی کی بریکنگ رپورٹ آرہی ہیں، شہری خوف زدہ ہیں اور حکومت سے اس کے تدارک کے لیے اقدامات کا مطالبہ کررہے ہیں۔

ووہان کے لیبارٹری میں کوروناوائرس پہونچانے میں دو چینی سائنسدانوں کا نام لیا جاتا ہے، dr xiangguo qiu جو ماہر وائرس تھی اور ۱۹۹۶ء میں کیناڈا میں مزید تعلیم کے لیے آئیں، ڈاکٹر چیں کا شوہر اس وقت کیناڈا کے ایک شہر کی لیبارٹری میں بطور بایولوجسٹ کام کرتا ہے، یہ دونوں میاں بیوی ایبولا اور سارس وائرس پر تحقیقی کام کرتے تھے، گزشتہ جولائی میں cnbc news نے رپورٹ کیا تھا کہ ونی پیگ (کیناڈا) کی لیبارٹری سے ایک چینی خاتون سائنس داں، اس کے شوہر اور ان کے چند پوسٹ گریجویٹ طلبہ کو

حراست میں لیا گیا ہے، اس خبر کے ایک ماہ بعد cnbc نے مزید خبر دی کہ مذکورہ بالا سائنس داں جوڑے نے ایبولا اور نیپاہ کے وائرس ائیر کینا ڈا کی پرواز کے ذریعہ ۳۱/ مارچ کو چین بھیجے تھے، خبر کے مطابق وائرس کی شپ مینٹ کے لیے تمام قواعد وضوابط پر عمل کیا گیا تھا، کہا جاتا ہے کہ اسی شپ مینٹ کے ذریعہ کورونا وائرس بھی ووہان کی لیبارٹری بھجوا دیا گیا''۔
(ڈیلی اوصاف ڈاٹ کام: ۲۸/ مارچ: ۲۰۲۰ء)

چینی سائنس دانوں کی غلطی کا نتیجہ

کورونا وائرس کی حالیہ وبا کے تعلق سے ایک رائے یہ بھی آ رہی ہے کہ یہ دراصل بعض چینی سائنس دانوں کی غلطی کا نتیجہ ہے، اس کا امکان اس لیے بھی ہے کہ ۲۰۰۳ء میں بیجنگ میں ایک ایسا واقعہ پیش آ چکا ہے، بیجنگ میں چائنیز سینٹر فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پروٹیکشن کے پانچ سائنس دانوں کی سنگین غلطی کی وجہ سے سارس وائرس چائنا سے نکل کر دنیا بھر کے ۲۶ ملکوں میں پھیل گیا، کم وبیش آٹھ ہزار افراد اس کی لپیٹ میں آ گئے تھے، تجرباتی عمل کے دوران مذکورہ سائنس دانوں سے کوئی سنگین غلطی سرزد ہوئی، جب یہ واقعہ پیش آیا تو ابتداء میں چینی حکومت نے اس پر پردہ ڈالنے کی کوشش کی، یہاں تک کہ عالمی ادارہ صحت کے اہل کاروں کو بھی سچ تک رسائی دینے سے دور رکھا گیا؛ لیکن آخر کار معاملہ دنیا والوں پر آشکار ہو ہی گیا، اور پانچ سائنس دانوں کو سخت سزائیں بھی دی گئیں، 92 news کی ۳۱/ جنوری ۲۰۲۰ء کی اشاعت میں شامل ایک مضمون میں حقیقت سے پردہ اٹھاتے ہوئے بتایا گیا ہے کہ ''چوں کہ اس وائرس کے پھیلاؤ کا مرکز چین کا وسطی شہر ووہان ہے، آغاز تو کہا گیا کہ ووہان کی مچھلی مارکیٹ جہاں سی فوڈ بیچا جاتا ہے، وہاں سے یہ وائرس پھیلا؛ لیکن بہت جلد ہی اس کی نفی کر دی گئی؛ کیوں کہ اس وائرس کے ابتدائی ۴۱ کیسوں میں سے ۱۳ کیس ایسے

تھے، جن کا مچھلی مارکیٹ سے کوئی ربط ثابت نہیں ہوا۔

چین کے خلاف امریکہ و برطانیہ کی مشترکہ سازش

ایک خیال یہ بھی سامنے آ رہا ہے کہ کورونا وائرس چین کی معیشت کو تباہ کرنے کے لیے بنایا گیا امریکہ اور برطانیہ کا مشترکہ منصوبہ ہے، اس خیال کے حامی حضرات کہتے ہیں کہ چوں کہ چینی معیشت آسمان کو چھو رہی تھی، اور اسے کمزور کرنے کی تمام تدبیریں ناکامی سے دوچار ہو رہی تھیں، بالآخران دونوں بڑی طاقتوں نے دنیا بھر میں چین کو اچھوت بنانے اور اس سے رشتے ناطے تڑوانے کے لیے یہ سازش رچی، اس خیال کے حامی ایک کالم نگار کا یہ اقتباس ملاحظہ کیجیے: ''چین اس وقت دنیا کا معاشی ریچھ بنتا جا رہا تھا اور امریکہ نے متعدد بار چین کو روکنے کی کوشش کی؛ مگر ناکام رہا، امریکہ اس پوزیشن میں بھی نہیں تھا کہ وہ چین سے جنگ کر سکے؛ لہٰذا اس نے افغانستان سے نکلتے ہی دنیا کی توجہ کورونا وائرس کی طرف کروادی، طالبان سے امن معاہدہ ہونے کی دیر تھی کہ چین میں کورونا وائرس کی خبر دنیا بھر میں پھیل گئی، چین کو معاشی سوپر پاور بننے سے روکنا تھا، اور اس کام کے لیے امریکہ اکیلے کافی نہیں تھا، امریکہ نے چین کی معیشت کو کنگال کرنے کے لیے اپنے ساتھ برطانیہ اور اسرائیل کی مدد لیا، طے شدہ پلان کے مطابق کورونا وائرس کو چین کے شہر ووہان میں دو ماہ قبل ملٹری مشقوں کے دوران چھوڑا گیا، امریکی فوج کے واپس جاتے ہی ووہان شہر میں کورونا وائرس کی وبا نے سر اٹھا لیا، شروع میں چینی حکام کو اس بات کی سمجھ نہ آئی کہ وائرس آخر پھیلا کہاں سے؟ ابتداء میں چین نے خبروں کو روکنے کی کوشش کی؛ مگر بات وقت تک اس کی پہونچ سے بہت دور نکل چکی تھی، اور یہ معاملہ امریکہ کے زیر اثر میڈیا نے دنیا بھر میں اچھال دیا، امریکہ کا پہلا نشانہ کامیاب ہوا، اور وائرس نے چین اور چینیوں کو دنیا بھر میں مشکوک اور

اچھوت بناڈالا، وائرس چین سے نکل کر اٹلی، اسپین، فرانس، جرمنی اور ایران تک جا پہونچا، جب ان ممالک میں ہلاکتوں کی خبریں آنا شروع ہوئیں تو امریکہ نے اے آئی ایم ایف ورلڈ بینک اور عالمی ادارۂ صحت کے سربراہان کو خفیہ پیغامات کے ذریعہ ان ممالک کو امداد دینے کے اعلانات کرنے کو کہا، برطانیہ نے بھی امداد کا اعلان کر دیا اور امداد کا اعلان سنتے ہی وہ ممالک بھی متأثر ہونا شروع ہوئے جہاں ایک بھی کیس رجسٹرڈ نہ تھا اور نہ ہی وائرس نام کی بلا تھی۔

برطانیہ کییورپی یونین سے نکلتے ہی امریکہ نے اس کی طرف ہاتھ بڑھایا اور کہا کہ دفع کر ویورپ اور اس کی یونین کو، آ مل کر دنیا پر حکومت کرتے ہیں۔ امریکہ جب کسی بھی ملک پر حملہ کرنے لگتا تو برطانیہ سے کہتا کہ اپنی فوج بھی ساتھ بھیجو اور برطانیہ یورپی یونین کا رونا رونے لگتا، امریکہ نے برطانیہ کو ادھر سے نکالا اور اپنے ساتھ لا کھڑا کیا، برطانیہ سے تعلقات کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ امریکہ نے یورپی یونین کے افراد پر بھی پابندی عائد کر دی، جب کہ برطانیہ سے کہا کہ اس کے شہری امریکہ آ سکتے ہیں۔

۲۰۱۹ء کے آخر تک اعداد وشمار کے مطابق چین دنیا کے ۱۲۴ ممالک کے ساتھ تجارتی طور پر منسلک ہو چکا تھا اور اس کی بنائی ہوئی چیزیں ۱۲۴ ممالک تک پہونچ چکی تھیں، جب کہ ۲۰۱۹ء کے آخر میں امریکہ کا تجارتی رابطہ صرف ۵۶ ممالک تک محدود تھا، امریکہ بلیک فرائے ڈے اور سائبر منڈے کے نام پر شاپنگ کی مدد میں ۵، ۸ بلین ڈالر کما رہا تھا، جب کہ چین صرف ایک دن میں ۳، ۱۴ بلین ڈالر کما رہا تھا، بلین ڈالر مالیت کی اشیاء فروخت کر دیتا تھا اور چین کی یہی ترقی امریکہ کے پیٹ میں مسلسل مروڑ پیدا کر رہی تھی۔ چین کی راہ روکنے کے لیے امریکہ، برطانیہ اور اسرائیل دنیا کا معاشی سوپر پاور بننے کا منصوبہ شروع کر

چکے ہیں، اور اس منصوبہ کے مطابق پہلے انہوں نے چین کو نشانہ بنایا اور پھر ان ممالک کو ٹارگیٹ کیا، جن کے چین کے ساتھ بڑے پیمانے پر معاشی تعلقات تھے، یورپ کے بڑے ممالک میں چینی مصنوعات نے اپنا اڈہ قائم کرلیا تھا، اب حالات یہ ہیں کہ امریکہ نے ساری دنیا کو امداد کا لالچ دے کر وائرس زدہ بنا ڈالا، امریکہ نے چین کو ننگا کرنے کے لیے میڈیا کا سہارا لیا، اور دنیا کو بتایا کہ چین سے کچھ بھی نہیں لینا؛ ورنہ وائرس سے مرجاؤ گے، اب دنیا کا ہر ملک اور ہر شہری چین سے ایک پیسہ کی چیز بھی لینے کو تیار نہیں، بھلے وہ مفت ہی کیوں نہ ملے، ایران چوں کہ پہلے ہی سے امریکہ اور اسرائیل کے نشانہ پر تھا تو اس کو مزید کمزور کرنے کے لیے اس وائرس کا سہارا لیا گیا، اب آگے پاکستان بچتا تھا، جہاں چین کی کھربوں ڈالر کی سرمایہ کاری چل رہی ہے، حکومت نے پورے پاکستان کو بند کردیا، امریکہ چین سے لڑے بغیر ہی اپنی جنگ جیت گیا، اس منصوبہ کے مطابق آنے والے دنوں میں امریکہ، اسرائیل اور برطانیہ دنیا میں اپنی مصنوعات کو بیچیں گے''۔

مسلمانوں کے دماغ سے خدا پر مٹنے کی قدرتی قوت (Gene) نکالنے کی سازش

کوروناوائرس کے سازش ہونے کے تعلق سے جو مختلف باتیں سامنے آرہی ہیں، ان کو اس وقت تقویت پہونچی، جب گزشتہ دنوں اخبارات میں بل گیٹس کی ایک خفیہ گفتگو کی تفصیلات شائع ہوئیں، بل گیٹس کی ایک اہم میٹینگ کی ویڈیو کے منظر عام پر آنے نے ان لوگوں کے شکوک وشبہات کو مزید پختہ کردیا ہے، جو کوروناوائرس کو ایک عالمی سازش قرار دیتے ہیں، اخباری اطلاعات کے مطابق بل گیٹس اپنے خصوصی حواریوں اور عالمی قوتوں کے اہم نمائندوں وسائنس دانوں پر مشتمل ٹیم کو بریف کرتا ہے کہ انسان میں خدا سے تعلق بنائے رکھنے اور خدا کے نام پر مر مٹنے کی جو قدرتی قوت (Gene) ہوتی ہے، ہم ویکسین کے ذریعہ

آسانی سے ختم کر سکتے ہیں تاکہ انسان ایک عام نارمل جانور بن جائے، اور خدا سے اس کا تعلق کمزور تر ہو کر ختم ہو جائے، اس اہم اجلاس میں بل گیٹس عالمی طاقتوں کے اہم نمائندوں کو مزید تفصیلات بتاتا ہے، جس کا مفہوم کچھ یوں ہے کہ ہر انسان میں مختلف جین (Gene) ایک خدائی جین دوسری نارمل جین، خدائی جین والے لوگ مذہبی صلاحیتوں کے حامل ہوتے ہیں، جذباتی بھی ہوتے ہیں اور جہادی بھی ہوتے ہیں، جب کہ اس کے برعکس عام جین والے لوگ ''جیو اور جینے دو'' یا ''انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے'' کے طریقہ پر یقین رکھتے ہیں یعنی یہ لوگ ''کھاؤ یا انجائے کرو یا محدود بچے پیدا کر کے مر جاؤ'' والے فلسفہ پر چلتے ہیں اور اس ہدف میں ہمیں بڑی حد تک کامیابی ہوئی ہے، یعنی ان کی زندگی کا کوئی خاص ہدف نہیں ہوتا، جب کہ جہاد قسم کے لوگ اسلام کا غلبہ اور دنیا کو فتح کرنا چاہتے ہیں اور اسلام مخالف وجود کو برداشت نہیں کر سکتے، چوں کہ ہمیں کسی صورت قبول نہیں یعنی ہم کفار دنیا پر اپنا اجارہ داری قائم کرنے کے لیے جو بھی سازش کرتے ہیں، عام عقل رکھنے والے انسان اسے نہیں سمجھ سکتے، وہ ہمارا پیدا کردہ ''انسانیت سب سے بڑا مذہب ہے'' کے نعرہ تلے آسانی سے ورغلائے جا سکتے ہیں، انہیں بہکایا جا سکتا ہے، اپنی مرضی کے مطابق چلایا جا سکتا ہے، کٹ پتلی کی طرح نچوایا جا سکتا ہے؛ لیکن جو اسلام کی سمجھ بوجھ رکھنے والے انسان بالخصوص مشرقِ وسطیٰ کے مسلمان ہوتے ہیں، وہ ہمارے لیے بڑا چیلنج ہیں؛ کیوں کہ وہ ہماری سازش کو سمجھتے ہیں اور قرآن پر ایمان لاتے ہیں، ایسے دماغوں سے جیتنا مشکل ترین ہے، جو کہ ہمارے عزائم کو ناکام بھی بناتے ہیں اور ہمیں شکست بھی دیتے ہیں، ہم نے دنیا کی جدید ٹکنالوجی اور کیمیکل ہتھیار کا استعمال بھی کر کے دیکھ لیا؛ لیکن ہمیں شکست کا سامنا ہوا ہے، افغانستان میں ہمیں طالبان کے ہاتھوں شکست اور ترکی میں ارغان کی بڑھتی پذیرائی،

پاکستان میں اسلام پسند قوتوں کا بھرپور سامنا ہے، جس کو ہر صورت ختم کرنا ضروری ہوگا، بل گیٹس عالمی قوتوں کے نمائندوں کے ساتھ سر جوڑ کر بیٹھا اور یہ سوال رکھا گیا کہ ایسے لوگوں کے دماغ سے خدائی جین کیسے نکل باہر کیا جائے؟ تاکہ وہ ہمارے یا دجال کے لیے مستقبل میں کبھی خطرہ نہ بنیں، اس کا حل بھی بل گیٹس نے اپنے سائنس دانوں کے ذریعہ ایک نئی ویکسین کی شکل میں نکالا اور اس ویڈیو میں سب کچھ بخوبی سنا جا سکتا ہے، یاد رہے کہ پولیو ویکسین کے خلاف جو ویڈیو منظر عام پر آئی تھی، اس میں بھی بل گیٹس اپنی گفتگو کے دوران عالمی ڈونز کو یہی کہتا ہے کہ اگر ہم سنجیدگی کے ساتھ نئت ویکسین بنانے پر کام کریں تو دنیا کی آبادی پندرہ فیصد گھٹا سکتے ہیں اور اربوں ڈالرز بھی کما سکیں گے، یاد رہے بل گیٹس یہ بھی بتا رہا ہے کہ یہ کام ہم وائرس پھیلا کر کریں گے، یعنی پہلے وائرس پھیلائیں گے اور اس کے بعد اس کی ویکسین دیں گے تو کیا یہ کورونا وائرس ہی ہے، بل گیٹس کہتا ہے کہ ہم وائرس پھیلانے کے بعد ویکسین دیں گے اور یہ یقینی بنائیں گے کہ یہ ویکسین ہر مذہبی جین والے جنونی انسانوں بالخصوص مشرق وسطیٰ کے لوگوں اور مسلمانوں تک لازمی پہونچے تاکہ ان سب کے اندر موجود مذہبی جنونیت کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جائے اور وہ سب نارمل جین والے انسان نما جانور بن جائیں۔''

کورونا وائرس کا بھانڈا پھوٹ گیا

کورونا وائرس کے پیچھے عالمی سازش ہونے کے ثبوت کے طور پر اس واقعہ کو بھی پیش کیا جا رہا ہے جو حالیہ عرصہ میں طنزانیہ میں پیش آیا، گزشتہ دنوں اخبارات میں طنزانیہ سے ایک خبر آئی ہے، جس سے پتہ چلتا ہے کہ کورونا وائرس کی تشخیص کے لیے استعمال کی جانے والی ٹیسٹنگ کٹس بھی شکوک کے گھیرے میں ہے؛ کیوں کہ ان مشینوں سے انسانوں سمیت

جانوروں کے لعاب کی جانچ کی گئی اور جانوروں اور مویشیوں کے لعاب کی رپورٹ بھی مثبت پائی گئی، معروف ٹی وی چینل الجزیرہ کے مطابق جنوبی آفریقہ کے ملک تنزانیہ میں کوروناوائرس کا بھانڈا پھوڑ دیا ہے، اطلاع کے مطابق تنزانیہ میں کوروناوائرس کے ۲۲ مریض تھے، تاہم اچانک مریضوں کے تعداد ۴۸۰ تک پہونچنے پر تنزانیہ کے صدر جان مغوفولی (جو کیمسیٹری ڈگری یافتہ ہیں) کو شبہ ہوا، جس پر انہوں نے اپنے شکوک کا ازالہ کرنے کے لیے ایک عجیب وغریب تجربہ کیا، انہوں نے ایک بھیڑ بکری کے لعاب سمیت، ایک پھل (پپیتا) کے نمونے لے کر ملک کی مرکزی لیبارٹری روانہ کی، لیبارٹری بھجوائے گئے ان نمونوں کو مختلف انسانوں کے نام اور عمریں دی گئیں، حیران کن طور پر دونوں جانوروں اور ایک پھل کی رپورٹ مثبت آئی، جس کے بعد صدر مغوفولی نے بیرون ملک درآمد کردہ تمام ٹیسٹنگ کٹس فوج کی تحویل میں بھجوادیئے اور اس کی جانچ کرنے کے احکامات جاری کرائے، تنزانی صدر کے مطابق اس معاملہ میں ضرور کوئی گڑبڑ ہے، حالاں کہ اس واقعہ کے بعد تنزانیہ کی صدر ہر طرف سے مذمت کی جارہی ہے، تاہم تنزانیائی صدر کے اس عجیب وغریب تجربہ نے کورونا سے متعلق شکوک وشبہات کو مزید گہرا کردیا ہے۔ (روزنامہ ایشیاء ایکسپریس اورنگ آباد: ۸رمئی ر۲۰۲۰ء)

لیکن یہ سب باتیں امکانات کے درجہ کی ہیں، قطعی طور پر ان میں سے کسی ایک امکان کو آخری نہیں کہا جاسکتا۔

{پانچواں باب}

کورونا وائرس اور وبائی امراض کے حقیقی اسباب

مصائب وآفات-ایمانی نقطۂ نظر

مصائب وآلام، قدرتی آفات اور وبائی امراض کا سلسلہ اس کائنات کے لیے کوئی نیا نہیں ہے، انسانی تاریخ شاہد ہے کہ زمانۂ قدیم سے قدرتی آفات ومصائب انسانی آبادی سے ٹکراتے رہے ہیں، کبھی زلزلے تو کبھی طوفان کبھی وبائی امراض تو کہیں سیلاب۔ ان قدرتی آفات کے سلسلہ میں ایک نقطۂ نظر وہ ہے جو سائنس پیش کرتی ہے، کائنات میں رونما ہونے والی ہر تبدیلی کو سائنس اس کے طبعی اسباب سے جوڑتی ہے، سائنسی نقطۂ نظر سے کسی کو اختلاف نہیں، جو لوگ وحیٔ الٰہی سے اور ایمان وہدایت سے تہی دست ہیں، وہ سائنس ہی کو حرف آخر سمجھتے ہیں، اس سے آگے سوچنے کی زحمت نہیں کرتے؛ لیکن وحیٔ الٰہی کی حامل قوم اور خدا پر ایمان رکھنے والے اہل ایمان کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بھی قدرتی آفات کے ظاہری اسباب ہی کو سب کچھ قرار دیں، سائنس ان قدرتی آفات اور وبائی امراض کے جن طبعی اسباب کی نشاندہی کرتی ہے، دین اسلام بھی ان کا انکار نہیں کرتا؛ البتہ قرآن وسنت کے مطالعہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ انسانوں پر آنے والے قدرتی آفات اور تمام تر مصائب وآلام دراصل اللہ کی طرف سے آتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: مَا أَصَابَ مِن مُصِيبَةٍ فِي الْأَرْضِ وَلَا فِي أَنفُسِكُمْ إِلَّا فِي كِتَابٍ مِن قَبْلِ أَن نَبْرَأَهَا إِنَّ ذَٰلِكَ عَلَى اللَّهِ يَسِيرٌ (الحدید: ۲۲) علامہ آلوسیؒ کی وضاحت کے مطابق آیت شریفہ تمام آفات ومصائب (چاہیں وہ عام ہوں یا خاص) کو شامل ہے، چاہے ان کا تعلق باہر کی دنیا آفاق سے ہو یا انفس سے۔ (روح المعانی: ۱۴/۱۸۶) آیت مبارکہ سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں: ایک یہ کہ انسانوں کو اجتماعی یا انفرادی زندگی میں جو کچھ مصائب یا قدرتی آفات

پیش آتے ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے پیش آتے ہیں، دوسری یہ کہ یہ سارے مصائب پہلے سے لوح محفوظ میں لکھ دیئے جا چکے ہیں، سوال یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں پر ایسے آفات کیوں لاتے ہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی جانب سے بندوں پر مصائب وآفات لائے جانے کے جہاں اور اسباب ومقاصد ہیں، وہیں ایک چیز یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے اعمال پر اظہار ناراضگی کرنا چاہتے ہیں، قرآن مجید میں رب ذوالجلال نے بندوں سے اپنی خفگی کے اظہار کے لیے سخط، غضب، غیض اور لعنت جیسی تعبیرات استعمال فرمائی ہیں، خدا تعالیٰ ایسی مصیبتوں کے ذریعہ اپنے قہر وجلال کا اظہار کرتا ہے، خدائی شان قہاری کا اظہار کبھی عذاب اصغر کے ذریعہ ہوتا ہے، کبھی عذاب دنیوی کے ذریعہ، اور آخر کار عذاب اخروی کی صورت میں ہوتا ہے۔

مصائب وآفات کی تین بنیادیں

قرآن وسنت میں مصائب وآفات لانے کے تین بنیادی مقاصد ذکر کئے گئے ہیں، (۱) آزمائش (۲) تنبیہ (۳) عذاب اور سزا۔ اللہ تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندے مصائب کا شکار ہوں تو یہ ان کے لیے آزمائش ہوتی ہے، قرآن مجید میں ایک سے زائد مقامات پر آزمائش کی خاطر عذاب لانے کا ذکر کیا گیا ہے، سورۂ بقرہ میں ارشاد خداوندی ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِنَ الْخَوْفِ وَالْجُوعِ وَنَقْصٍ مِنَ الْأَمْوَالِ وَالْأَنْفُسِ وَالثَّمَرَاتِ وَبَشِّرِ الصَّابِرِين۔ (البقرۃ: ۱۵۵) اور البتہ ہم تمھیں ضرور آزمائیں گے، کچھ خوف، بھوک سے اور مالوں، جانوں اور پھلوں میں کمی کر کے اور خوش خبری دے دیں صبر کرنے والوں کو۔ اس قسم کی آزمائش عام مؤمنوں کے ساتھ بھی ہوتی ہے اور حضرات انبیاء کرامؑ کے ساتھ بھی، پھر یہ آزمائش جس طرح مصائب وآفات کے ذریعہ ہوتی ہے، اسی

طرح فراخی اور خوش حالی کے ذریعہ بھی ہوتی ہے، ارشاد ربانی ہے: وَنَبْلُوكُمْ بِالشَّرِّ وَالْخَيْرِ فِتْنَةً وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ۔ (الأنبیاء: ۳۵) ہم بطور آزمائش کے تم میں سے ہر ایک کو برائی بھلائی میں مبتلا کرتے ہیں، اور ہماری ہی طرف تم لوٹائے جاؤ گے۔ آیت بالا کی تفسیر میں حافظ ابن کثیرؒ نے عبداللہ بن عباسؓ کا یہ قول نقل فرمایا ہے: ''ہم تمہیں برائی اور بھلائی میں مبتلا کر کے آزماتے ہیں، سختی اور آسانی، صحت و مرض، تونگری و افلاس، حلال و حرام، طاعت و معصیت کاری اور ہدایت و گمراہی کے ذریعہ آزماتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر) اسی طرح سورۂ محمد میں ارشاد ہے: وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ حَتَّى نَعْلَمَ الْمُجَاهِدِينَ مِنْكُمْ وَالصَّابِرِينَ وَنَبْلُوَ أَخْبَارَكُمْ۔ (محمد: ۳۱) یقینا ہم تمہارا امتحان کریں گے، تاکہ تم میں جہاد کرنے والوں اور صبر کرنے والوں کو ظاہر کر دیں، اور ہم تمہاری حالتوں کی جانچ کر لیں، نیز سورۂ عنکبوت کا آغاز اسی مضمون سے کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: أَحَسِبَ النَّاسُ أَنْ يُتْرَكُوا أَنْ يَقُولُوا آمَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ۔ (العنکبوت: ۲) کیا لوگوں نے یہ گمان کر رکھا ہے کہ ان کے صرف اس دعوی پر کہ ہم ایمان لائے ہیں، ہم انہیں بغیر آزمائے ہوئے چھوڑ دیں گے؟ اور یہ اللہ کا دستور ہے کہ جو بندہ دین و ایمان میں جتنا پختہ ہوتا ہے، اسے اتنا ہی آزمایا جاتا ہے اور یہ امتحان اس کے لیے رفع درجات کا ذریعہ بنتا ہے، حضرت سعدؓ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! لوگوں میں سب سے سخت آزمائش کس کو ہوتی ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انبیاء کرام کی، پھر درجہ بہ درجہ جوان سے زیادہ قریب ہوتا ہے۔ چنانچہ آدمی کو اس کی دینی حالت کے مطابق آزمایا جاتا ہے؛ اگر اس کا ایمان مضبوط ہو تو اس کی آزمائش بھی سخت ہوتی ہے، اور اس اگر اس کے دین میں کمزوری ہو تو وہ اپنی دینی حالت کے بقدر آزمایا جاتا ہے، بہرحال آزمائش

بندۂ مؤمن کے ساتھ لگی رہتی ہے، یہاں تک کہ اسے اس حال میں لاکر چھوڑتی ہے کہ وہ زمین پر چلتا ہے اور اس پر کوئی گناہ باقی نہیں رہتا۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۴۹۴) اس طرح کی آزمائش دراصل بندہ سے رب کی محبت کی نشانی ہوتی ہے، چنانچہ حدیث میں آیا ہے کہ بڑا بدلہ دراصل بڑی آزمائش کے ساتھ ہوتا ہے، اور اللہ تعالیٰ جب کبھی کسی گروہ سے محبت کرتا ہے تو انہیں آزمائش میں ڈالتا ہے، جو آزمائش پر خوش رہا تو اس کے لیے اللہ کی رضا ہے اور جو ناراض رہا، اس کے لیے اللہ کی ناراضگی ملتی ہے۔ (ترمذی شریف، حدیث نمبر: ۱۹۰۴)

حضرات انبیاء کرام اور صحابہ کرامؓ کی زندگیوں کا جائزہ لیا جائے تو ہمیں ان کی زندگیاں آزمائشوں سے پُرنظر آتی ہیں، بہت سے انبیاء کرام نے تکالیف ومشکلات برداشت کیا، حضرت نوحؑ ساڑھے نوسو برس تک قوم کی طرف سے پیش آنے والی تکلیفوں کو برداشت کیا، ان کی قوم ان کے ساتھ طنع وتشنیع اور سب وشتم کرتی رہی اور بہت سے بدنصیب آپ علیہ السلام پر سنگ باری بھی کرتے تھے، حضرت ابراہیمؑ کی پوری زندگی راہ خدا میں آزمائشوں سے عبارت ہے، انہیں نمرود نے جلتی ہوئی آگ میں ڈالا، قوم ان کی دشمن ہوگئی، ان کے والد نے انہیں بے گھر کردیا، حضرت موسیٰؑ کو فرعون کے ساتھ سخت آزمائش کے حالات سے گزرنا پڑا، انہیں خود ان کی قوم بنی اسرائیل نے ستایا، حضرت ایوبؑ سخت بیماریوں میں مبتلا کردیئے گئے، حضرت عیسیٰؑ کو بھی شدید مخالفت کا سامنا کرنا پڑا، بنی اسرائیل ان کے قتل کے درپے ہوگئے، خود نبی آخر الزماں ﷺ پر کیسے سخت حالات آئے، آپ پر مصائب کے پہاڑ توڑے گئے، شعب ابی طالب کی گھاٹی میں آپ کو محصور کیا گیا، طائف کے میدان میں جسم اطہر کو لہولہان کردیا گیا، احد میں دندان مبارک شہید کئے گئے، سجدے کی

حالت میں سر پر اوجھڑی ڈالی گئی، صحابہ کرامؓ پر اس قدر سخت حالات آئے کہ وہ کسی سے مخفی نہیں۔

دوسرا مقصد تنبیہ

مصائب و آلام اگر عام گنہگار بندوں پر آئیں تو اس کا مقصد تنبیہ ہوتا ہے، اس پر قرآن پاک کی مختلف آیات شاہد ہیں، ایک جگہ ارشاد ہے: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (الروم: ۵۰) خشکی اور سمندر میں فساد ظاہر ہوگیا لوگوں کے ہاتھ کی کمائی کی وجہ سے، تاکہ اللہ مزہ چکھائے انہیں بعض ان اعمال کا جو انہوں نے کیا، تاکہ وہ رجوع کریں۔ تفسیر روح المعانی میں ہے کہ فساد سے مراد قحط، وبائی امراض، آگ لگنے، پانی میں ڈوبنے کے واقعات کی کثرت، ہر چیز کی برکت کا مٹ جانا، نفع بخش چیزوں کا نفع کم اور نقصان زیادہ ہوجانا وغیرہ آفات ہیں، آیت بالا سے دو باتیں واضح ہوتی ہیں، ایک یہ کہ قدرتی آفات، وبائیں اور تمام فساد کا سبب انسانی اعمال بد ہیں، دوسری یہ کہ اللہ ان واقعات کو اس لیے لاتے ہیں تاکہ لوگوں کو تنبیہ ہوجائے اور وہ اپنے برے اعمال سے باز آکر اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کریں۔

اسی طرح دوسری جگہ ارشاد خداوندی ہے: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ۔ (الشوریٰ: ۳۰) اور تم کو جو کچھ مصیبت پہونچتی ہے، وہ تمہارے ہی ہاتھوں کے کئے ہوئے کاموں سے (پہونچتی ہے) اور بہت سی باتوں سے وہ درگزر ہی کر دیتا ہے۔ حضرت حسنؓ سے روایت ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے، جس کسی

شخص کو کسی لکڑی سے کوئی خراش لگتی ہے یا کوئی رگ ڈھڑکتی ہے یا قدم کو لغزش ہوتی ہے، یہ سب اس کے گناہوں کی وجہ سے ہوتا ہے اور ہر گناہ کی سزا اللہ تعالیٰ نہیں دیتے؛ بلکہ جو گناہ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتے ہیں وہ ان سے بہت زیادہ ہیں، جن پر کوئی سزا دی جاتی ہے۔ علامہ بیضاویؒ نے فرمایا ہے کہ یہ آیت ان لوگوں کے لیے مخصوص ہے کہ جن سے گناہ سرزد ہو سکتے ہیں، انبیاء علیہم السلام جو گناہوں سے معصوم ہیں یا نابالغ بچے اور مجنون جن سے کوئی گناہ نہیں ہوتا، ان کو جو تکلیف اور مصیبت پہونچتی ہے، وہ اس کے حکم میں داخل نہیں، اس کے دوسرے اسباب اور حکمتیں ہوتی ہیں، مثلاً رفع درجات اور درحقیقت ان کی حکمتوں کا احاطہ انسان نہیں کرسکتا۔ (مستفاد از معارف القرآن)

ایک اور جگہ ارشاد ربانی ہے: وَمَآ أَصَابَكَ مِن سَيِّئَةٍ فَمِن نَّفْسِكَ ۔ (النساء:۷۹) تفسیر معارف القرآن میں اس کی وضاحت یوں کی گئی ہے: "مصیبت کی تخلیق اگر چہ اللہ ہی کرتا ہے؛ لیکن اس کا سبب خود انسان کے اعمال بد ہوتے ہیں، اب اگر یہ انسان کافر ہے تو اس کے لیے دنیا میں جو مصیبت پیش آتی ہے، یہ اس کے لیے اس عذاب کا ایک معمولی سا نمونہ ہوتا ہے اور آخرت کا عذاب اس سے کہیں زیادہ ہے اور اگر وہ مؤمن ہے تو اس کے لیے مصائب و تکالیف اس کے گناہوں کا کفارہ ہو کر نجات آخرت کا سبب ہو جاتی ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کوئی مصیبت ایسی نہیں ہے جو کسی مسلمان کو پہونچے؛ مگر وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہے، یہاں تک کہ کانٹا جو اس کے پاؤں میں چبھتا ہے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بندہ کو کوئی ہلکی یا سخت مصیبت پیش آتی ہے تو وہ اس کے گناہوں کا نتیجہ ہوتی ہے اور بہت سے گناہوں کو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتے ہیں۔ (معارف القرآن) اسی طرح ایک اور جگہ ارشاد

ہے: وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (الم سجدہ:۲۱) اور بلاشبہ ہم ضرور چکھائیں گے انہیں قریب ترین عذاب سب سے بڑے عذاب سے پہلے تاکہ وہ پلٹ آئیں۔ بعض گناہ گاران تکالیف ومصائب کے آنے پر اپنی اصلاح کر کے صراط مستقیم پر گامزن ہو جاتے ہیں، جب کہ بہت سے دوسرے گناہ گار گناہوں پر اصرار کر کے غضب الٰہی کے مستحق ٹھہرتے ہیں، اللہ تعالیٰ نے اسی مضمون کو سورۃ النحل میں ایک مثال کے ذریعہ یوں سمجھایا ہے: ''اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال دی ہے، جس کے پاس امن تھا، اوران کا رزق اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہر سمت سے بکثرت آرہا تھا، انہوں نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی، تو اللہ نے انہیں بھوک اور خوف کا شکار بنا دیا۔ (النحل:۱۱۲)

مصائب وآفات کا تیسرا مقصد

مصائب وآفات کا تیسرا مقصد عذاب ہوتا ہے، جو اللہ تعالیٰ مجرموں اور سرکشوں پر نازل کرتے ہیں، قرآن مجید میں قوم عاد، قوم ثمود، قوم لوط، قوم صالح اور فرعون پر عذاب نازل کرنے کا ذکر بار بار کیا گیا ہے، قوم عاد کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے فَأَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوا فِي الْأَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوا مَنْ أَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّ اللَّهَ الَّذِي خَلَقَهُمْ هُوَ أَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً وَكَانُوا بِآيَاتِنَا يَجْحَدُونَ۔ فَأَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيحًا صَرْصَرًا فِي أَيَّامٍ نَحِسَاتٍ لِنُذِيقَهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَلَعَذَابُ الْآخِرَةِ أَخْزَىٰ وَهُمْ لَا يُنْصَرُونَ۔ (فصلت:۱۵،۱۶) رہے عاد کے لوگ تو انہوں نے زمین میں تکبر کیا اور کہا کہ ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ کیا انہوں نے نہیں دیکھا کہ جس خدا نے انہیں پیدا کیا ہے، وہ ان سے زیادہ طاقتور ہے اور وہ ہماری

آیتوں کا انکار کرتے تھے، ہم نے ان پر منحوس دنوں میں تیز آندھی بھیجا تا کہ ہم انہیں دنیا میں رسوائی کے عذاب کا مزہ چکھائیں اور آخرت کا عذاب بہت رسوا کن ہے اور ان کی مدد نہیں کی جائے گی۔سورۃ الحاقہ میں فرمایا گیا کہ: وَأَمَّا عَادٌ فَأُهْلِكُوا بِرِيحٍ صَرْصَرٍ عَاتِيَةٍ سَخَّرَهَا عَلَيْهِمْ سَبْعَ لَيَالٍ وَثَمَانِيَةَ أَيَّامٍ حُسُومًا فَتَرَى الْقَوْمَ فِيهَا صَرْعَى كَأَنَّهُمْ أَعْجَازُ نَخْلٍ خَاوِيَةٍ۔ (الحاقۃ: ۶،۷) قوم ثمود اور اصحاب مدین پر چنگھاڑ مسلط کردیا گیا، جس سے سارے کے سارے تباہ ہوگئے، قوم ثمود نے اللہ کی طرف سے آنے والی اونٹنی کو قتل کردیا، مدین کے لوگ کاروبار میں بے اعتدالی کا شکار تھے، قوم لوط کو جو ہم جنس پرستی کی لعنت میں گرفتار تھے، آسمان اور زمین کے درمیان اٹھا کر پٹخ دیا گیا اور ان پر پتھروں کی بارش برسائی۔قرآن مجید میں فرعون کا ذکر کرتے ہوئے کہا وَفِرْعَوْنَ ذِي الْأَوْتَادِ، الَّذِينَ طَغَوْا فِي الْبِلَادِ، فَأَكْثَرُوا فِيهَا الْفَسَادَ، فَصَبَّ عَلَيْهِمْ رَبُّكَ سَوْطَ عَذَابٍ۔ (الفجر: ۱۰۔۱۳) اور میخوں والے فرعون کے لوگ جنہوں نے ملک میں سرکشی کر رکھی تھی، انہوں نے زمین میں خوب فساد برپا کر دیا تھا، تمہارے رب نے ان پر عذاب کے کوڑے برسائے، پہلے مختلف تنبیہات کے ذریعہ انہیں ڈرایا گیا، ٹڈیوں، چوہوں، مینڈکوں، خون اور طوفان کو ان پر مسلط کر دیا گیا، آخر کار انہیں پانی میں غرق کر دیا گیا۔

عذاب کی اقسام

قرآن وسنت کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ عذاب کی مختلف اقسام ہیں، خدائی عذابوں کی ایک تقسیم عموم وخصوص کے لحاظ سے ہے، بعضے عذاب عام ہوتے ہیں اور بعضے خاص، اس کا ثبوت سورۂ انفال کی اس آیت سے ملتا ہے، جس میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَاتَّقُوا فِتْنَةً لَا تُصِيبَنَّ الَّذِينَ ظَلَمُوا مِنْكُمْ خَاصَّةً وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ

شَدِيدُ الْعِقَابِ۔ (الانفال:۲۵) اور بچتے رہو اس فساد سے کہ نہیں پڑے گا تم میں سے خاص ظالموں ہی پر اور جان لو کہ اللہ کا عذاب سخت ہے، اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو ایک ایسے عذاب سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، جو صرف مجرموں ہی کو نہیں پہونچے گا؛ بلکہ مجرم اور غیر مجرم دونوں اس کا شکار ہوں گے، اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ عذاب دو طرح کے ہیں، ایک خاص عذاب جو صرف مجرموں کو پہونچتا ہے، دوسرا عام: جس میں مجرم اور غیر مجرم دونوں شامل ہوں گے اور جس طرح اللہ کے انعامات بے شمار ہیں، اسی طرح اس کے عذاب کی بھی متعدد شکلیں ہیں، اللہ تعالیٰ بہت سی ان نعمتوں کو جو انسانوں کی زندگی کے لیے ناگزیر ہیں، عذاب میں تبدیل کر دیتے ہیں، ہوا جو نظام تنفس کے لیے نہایت ضروری چیز ہے؛ مگر اسی ہوا کو اللہ نے قوم عاد کے لیے عذاب بنا دیا، اسی طرح بقائے حیات کے لیے پانی کس درجہ ضروری ہے؛ مگر اسی پانی کو قوم نوح کے لیے عذاب بنا دیا، اظہار مطالب کے لیے آواز ضروری ہے؛ مگر اسی آواز کو اللہ نے بعض قوموں کے لیے عذاب بنا دیا، زمین حیات انسانی کے لیے کس قدر ضروری ہے کہ اسی پر انسان جیتا ہے اور اپنی ضروریات پوری کرتا ہے؛ مگر یہی زمین قارون کے لیے عذاب بنادی گئی۔

عذاب عام کی کچھ اقسام

جس عذاب عام میں مجرم اور غیر مجرم سب ہلاک ہوتے ہیں، اس کی بھی مختلف شکلیں ہیں، سورۂ عنکبوت میں اللہ تعالیٰ نے اس کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا: فَكُلًّا أَخَذْنَا بِذَنْبِهِ فَمِنْهُمْ مَنْ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِ حَاصِبًا وَمِنْهُمْ مَنْ أَخَذَتْهُ الصَّيْحَةُ وَمِنْهُمْ مَنْ خَسَفْنَا بِهِ الْأَرْضَ وَمِنْهُمْ مَنْ أَغْرَقْنَا وَمَا كَانَ اللَّهُ لِيَظْلِمَهُمْ وَلَكِنْ كَانُوا أَنْفُسَهُمْ يَظْلِمُونَ۔ (العنکبوت:۴۰) پھر سب کو پکڑا ہم نے اپنے اپنے گناہ پر، کوئی

تھا کہ ہم نے اس پر بھیجا پتھراؤ ہوا سے، اور کوئی تھا کہ اس کو پکڑا چنگھاڑ سے، پھر کوئی تھا اس کو دھنسایا ہم نے زمین میں، اور کوئی تھا کہ اس کو ڈبو دیا ہم نے، اور ایسا نہ تھا کہ اللہ ان پر ظلم کرے؛ پر تھے وہ ہی اپنے آپ پر ظلم کرنے والے۔ اس آیت شریفہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے عذاب عام کی متعدد شکلیں ذکر فرمائی ہیں، عذاب عام کی کچھ اور قسموں کا تذکرہ سورۂ انعام میں یوں کیا گیا: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَىٰ أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔ (الانعام: ٦٥) آپ فرما دیجیے بے شک وہ قدرت رکھتا ہے اس بات پر کہ تم پر عذاب بھیجے، تمہارے اوپر سے یا تمہارے پیروں کے نیچے سے، یا تمہیں خلط ملط کرے گروہوں میں اور بعض کو بعض کا مزہ چکھائے۔ قرآن کریم میں عذاب کی ایک اور تقسیم عذاب ادنی اور عذاب اکبر کے ذریعہ کی گئی ہے، چنانچہ ارشادِ ربانی ہے: وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (السجدۃ: ۲۱) اللہ تعالیٰ جس طرح آخرت کے رب ہیں، اسی طرح دنیا کے بھی رب ہیں، جس طرح آخرت میں جہنم کا عذاب رکھا ہے، اسی طرح دنیا میں عذاب رکھا ہے، پھر جن قوموں نے انبیاء کا انکار کیا، انہیں عمومی عذاب کے ذریعہ سب کو ہلاک کر دیا گیا، جیسا کہ قوم عاد وقوم ثمود کے نمونے ذکر کئے جا چکے ہیں۔ اس عمومی عذاب کے علاوہ اللہ تعالیٰ خصوصی عذاب بھی نازل فرماتے ہیں۔

امت محمدیہ کے لیے عمومی عذاب نہ ہوگا

امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والتسلیم کو اللہ تعالیٰ نے پچھلی قوموں کی طرح ایسے عمومی عذاب سے مستثنیٰ رکھا ہے، جس میں سب کے سب ہلاک کر دیئے جائیں، یہ دراصل امت کے حق میں نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعا کا نتیجہ ہے، جسے اللہ نے قبول فرمالیا ہے، حدیث شریف

میں آیا ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی امت کے لیے تین دعائیں فرمائی تھیں، جن میں سے دو قبول ہوئیں اور ایک منظور نہیں ہوئی، قبول ہونے والی ایک دعا یہ تھی کہ اے اللہ! میری امت پر کوئی ایسا عذاب نازل نہ فرما، جس سے سارے کے سارے ہلاک ہو جائیں۔ (ترمذی شریف) اس امت پر ایسا عمومی عذاب نہیں نازل ہوگا کہ جس میں سب کے سب ہلاک ہو جائیں؛ البتہ خصوصی نوعیت کے عذاب جو خاص علاقوں یا گروہوں کو نشانہ بنائیں گے آتے رہیں گے، قدرتی آفات، زلزلے، طوفان اور وبائیں اسی نوعیت کے عذاب خداوندی ہیں۔

قدرتی آفات اور دانشور طبقہ

عذاب الٰہی کی مذکورہ اقسام اور ان کی تفصیلات اس لیے پیش کی گئیں کہ جب بھی قدرتی آفات اور وباؤں کا سلسلہ چل پڑتا ہے تو دانشوروں کا ایک طبقہ آستین چڑھا کر میدان میں کود پڑتا ہے اور پوری قوت کے ساتھ ان وباؤں کے عذاب الٰہی ہونے کی نفی کرتا ہے اور انہیں نیچر کا ردعمل یا طبی بحران قرار دیتا ہے، اس کی مثال موجودہ کورونا وبا ہے، جسے یہ طبقہ عذاب یا آزمائش یا تنبیہ کہنے کے بجائے مطلق طبی بحران قرار دیتا ہے، دانشوروں کا یہ طبقہ ایسی آفات کو عذاب الٰہی یا خدائی تنبیہ قرار دینے کے لیے آمادہ نہیں، اس طبقہ کو دراصل عذاب الٰہی کی مختلف اقسام اور شکلوں کا یا تو علم نہیں یا وہ اس سے تجاہل عارفانہ برتتا ہے، اس طبقہ کے یہاں عذاب سے مراد وہی عذاب ہیں جو قوم عاد و قوم ثمود پر آئے اور وہ ہمیشہ کے لیے ہلاک کر دی گئیں، اس طبقہ کے نزدیک کسی بھی قسم کے عذاب کے لیے انبیاء کا انکار ضروری ہے، جن قدرتی آفات میں دنیا کے سارے لوگ ہلاک نہ ہوں، وہ ان کے نزدیک عذاب نہیں ہو سکتا، اسی طرح موجودہ حالات میں چوں کہ انبیاء کا انکار نہیں پایا جاتا، اس

لیےاس وقت آنے والی قدرتی آفتوں کو عذاب نہیں ٹھہرایا جا سکتا۔اس دانشور طبقہ کو اللہ تعالیٰ کے اس ضابطہ کا بھی علم نہیں کہ جب عمومی عذاب آتا ہے تو مسلم وغیر مسلم اور صالح و فاسق میں فرق نہیں کرتا نیز ایسے دانشور لوگ اس حقیقت سے بھی ناواقف ہوتے ہیں کہ امت محمدیہ کو پچھلی قوموں جیسے عمومی عذاب سے مستثنیٰ رکھا گیا ہے، ان حضرات کو کورونا کو عذاب تسلیم کرنے میں اس لیے دشواری ہے کہ اگر یہ عذاب ہوتا تو اس سے صحت یاب وہی لوگ ہوتے ،جنہوں نے توبہ واستغفار کیا ہے، یہ طبقہ کورونا جیسی وباؤں کو اس لیے بھی عذاب نہیں مانتا کہ ایسی صورت میں طبی واحتیاطی تدابیر سے لاپرواہی کریں گے اور وظائف پر ہی اکتفاء کریں گے،اس طبقہ کے یہاں آنے والے قدرتی آفات کا انسانی بدعملیوں سے کوئی لینا دینا نہیں ہے؛ اگر ایسا ہوتا تو پھر دنیا میں مشرک اور سرکش قومیں خوش حال نہ ہوتیں، جیسا کہ بالعموم دیکھا جا رہا ہے، اس طبقہ کو یہ پتہ نہیں کہ قرآن مجید میں قدرتی آفات کو لوگوں کی بدعملی کی سزا کہا گیا ہے، نیز یہ بھی کہا گیا ہے کہ ایسی قدرتی آفات ساری بدعملیوں کی سزا نہیں ہے؛ بلکہ کچھ اعمال بد کی سزا ہے، ارشاد ربانی ہے: ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ۔ (الروم: ۴۱) اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ایسے آفات کے ذریعہ لوگوں کو صرف ان کے بعض اعمال کی سزا دینا چاہتا ہے تاکہ ایسی آفات اور وبائیں انہیں شرک اور گناہ کے راستہ سے ہٹا کر توحید اور اطاعت کی راہ پر لا سکیں، اگر اللہ تعالیٰ دنیا میں انسانوں کو ان کے سارے اعمال کی سزا دیتا تو انسان تو دور کی بات روئے زمین پر کسی جاندار کو بھی باقی نہ چھوڑتا، جیسا کہ سورۂ فاطر میں فرمایا گیا: وَلَوْ يُؤَاخِذُ اللَّهُ النَّاسَ بِمَا كَسَبُوا مَا تَرَكَ عَلَىٰ ظَهْرِهَا مِنْ دَابَّةٍ وَلَٰكِنْ يُؤَخِّرُهُمْ إِلَىٰ أَجَلٍ مُسَمًّى۔ (فاطر: ۴۵) اور اگر اللہ

تعالیٰ تمام انسانوں سے ان کے اعمال کا مؤاخذہ کرلیتا تو روئے زمین پر ایک رینگنے والے کو بھی نہ چھوڑتا۔

نزول عذاب کے سلسلہ میں خدائی ضابطے

قدرتی آفات میں تمام مشرک وسرکش قومیں اس لیے بھی ہلاک نہیں ہوتیں کہ اللہ نے اپنے کچھ ضابطے مقرر کر رکھے ہیں، مثلاً اللہ کا ایک ضابطہ املاء واستدراج کا ہے، یعنی ڈھیل دینا، اللہ تعالیٰ شرک وسرکشی کے باوجود بعض قوموں کو ڈھیل دیتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: وَمَا أَرْسَلْنَا فِي قَرْيَةٍ مِنْ نَبِيٍّ إِلَّا أَخَذْنَا أَهْلَهَا بِالْبَأْسَاءِ وَالضَّرَّاءِ لَعَلَّهُمْ يَضَّرَّعُونَ ثُمَّ بَدَّلْنَا مَكَانَ السَّيِّئَةِ الْحَسَنَةَ حَتَّى عَفَوْا وَقَالُوا قَدْ مَسَّ آبَاءَنَا الضَّرَّاءُ وَالسَّرَّاءُ فَأَخَذْنَاهُمْ بَغْتَةً وَهُمْ لَا يَشْعُرُونَ وَلَوْ أَنَّ أَهْلَ الْقُرَى آمَنُوا وَاتَّقَوْا لَفَتَحْنَا عَلَيْهِمْ بَرَكَاتٍ مِنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ وَلَكِنْ كَذَّبُوا فَأَخَذْنَاهُمْ بِمَا كَانُوا يَكْسِبُونَ۔ (الاعراف: ۹۴۔۹۶) اور ہم نے جس بستی میں بھی نبی بھیجا، وہاں کے رہنے والوں کو تنگی اور سختی میں مبتلا کیا کہ شاید وہ تبرع کریں، پھر ہم نے تکلیف کو آسودگی میں بدل دیا یہاں تک کہ وہ خوش حال ہو گئے اور کہنے لگے ہمارے باپ دادا پر بھی برے اور اچھے دن آتے رہے ہیں، پھر ہم نے اچانک انہیں گرفت میں لے لیا اور انہیں خبر تک نہ ہوئی اور اگر ان بستیوں کے لوگ ایمان لے آتے اور تقوی اختیار کرتے تو ہم ان پر آسمان اور زمین کی برکتوں کے دروازے کھول دیتے؛ لیکن انہوں نے تکذیب کی تو ہم نے ان کے اعمال کے سبب جو وہ کیا کرتے تھے انہیں گرفت میں لے لیا۔ ان آیات میں نافرمان اور سرکش قوموں کے سلسلہ میں خدائی ضابطے ذکر کئے گئے ہیں، اللہ تعالیٰ پہلے انہیں سخت اور مشکل حالات میں مبتلا کرتا ہے تا کہ وہ خدا کی طرف پلٹیں، جب خدا کی یہ سنت کارگر

نہ ثابت نہ ہوتو ان پر دوسری سنت جاری ہوتی ہے یعنی ان کے دلوں پر مہر لگادی جاتی ہے، جس سے وہ مادی لذتوں میں غرق ہو کر حق سے منھ پھیر لیتے ہیں، اس کے بعد ان پر تیسری خدائی سنت لاگو ہوتی ہے، جسے استدراج کہتے ہیں، یعنی اللہ تعالیٰ انہیں مزید غفلت کی نیند سلانے کے لیے ان کے دکھ اور غم کو خوشی اور ناکامیوں کو کامیابی میں تبدیل کرتے ہیں، جب وہ غفلت کی نیند سو جاتے ہیں تو اچانک اللہ تعالیٰ ان کی پکڑ کرتا ہے۔

آفات اور وبائیں......سزا یا آزمائش؟

اب رہا یہ سوال یہ کہ قدرتی وبائیں عذاب ہیں یا آزمائش تو اس میں علماء کے دو قول ہیں: ایک یہ کہ ایسی وبائیں اللہ کی طرف سے سزا ہیں، ان کی دلیل آیت شریفہ: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (الشوریٰ:۳۰) ہے، جس میں صاف طور پر کہا گیا ہے کہ تمھیں آنے والی مصیبتیں تمہارے ہاتھوں کے کرتوت ہیں، جب کہ دوسرا گروہ کہتا ہے کہ انسانوں پر آنے والے مصائب اور حالات اللہ کی آزمائش ہوتے ہیں۔

امام قرطبیؒ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے، اور آیت مذکورہ بالا اور ان جیسی آیتوں کے ظاہر سے استدلال کیا ہے، امام طبریؒ فرماتے ہیں: وما يصيبكم أيها الناس من مصيبة في الدنيا في أنفسكم وأهليكم وأموالكم (فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ) يقول: فإنما يصيبكم ذلك عقوبة من الله لكم بما اجترمتم من الآثام فيما بينكم وبين ربكم ويعفو لكم ربكم عن كثير من إجرامكم، فلا يعاقبكم بها. (تفسیر الطبری:۲۱/۵۳۸) اے لوگو! تم لوگوں کو دنیا میں جان ومال اور اہل وعیال میں جو کچھ مصیبتیں آتی ہیں، وہ سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے جرموں کی وجہ سے تمہیں سزا ہے، جو کچھ تم نے اپنے رب کے حق میں یا اپنے آپس میں گناہ کئے

ہیں اور تمہارا رب تمہارے بہت سے جرموں کو معاف کرتا ہے، اس پر تمہیں سزا نہیں دیتا، دوسری دلیل یہ ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضرت قتادہؓ کہتے ہیں کہ ہم سے ذکر کیا گیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ابن آدم کو جو کچھ تکلیف پہونچتی ہے، لکڑی یا کسی چیز کی خراش ہو یا قدم کی لغزش ہو یا کسی رگ کا پھڑکنا ہو، جو بھی تکلیف پہونچتی ہے، وہ دراصل کسی نہ کسی گناہ کی وجہ سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ بہت سے گناہ کو معاف کرتا ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۱۲/ ۲۵۳) حضرت علیؓ نے فرمایا: کیا میں تمہیں قرآن کی افضل ترین آیت نہ بتلاؤں؟ جو اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بتایا، وہ آیت یہ ہے وَمَآ أَصَابَكُم مِّن مُّصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُوا عَن كَثِيرٍ۔ (الشوریٰ: ۳۰) پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے علی! میں تمہارے لیے اس کی تفسیر کروں گا، سنو! تمہیں جو کچھ بیماری، سزا یا دنیوی بلا کی شکل میں مصیبت پہونچتی ہے، وہ دراصل تمہارے ہاتھوں کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، اور اللہ تعالیٰ کریم ہیں، کہ آخرت میں دوبارہ سزا نہیں دیتے اور اللہ نے دنیا میں جن گناہوں کو معاف کر دیا ہے تو معافی کے بعد اللہ ان کی دوبارہ سزا نہیں دیں گے، اس لیے کہ اللہ حلیم ہیں۔ (مسند احمد: ۲/ ۸۸) اس قسم کی مزید روایات سے ثابت ہوتا ہے کہ مصائب وآفات گناہوں کا کفارہ بنتے ہیں، اس قول کے قائلین آیت کریمہ: أَوْ يُوبِقْهُنَّ بِمَا كَسَبُوا۔ (الشوریٰ: ۳۴) سے بھی استدلال کرتے ہیں، یا اللہ تعالیٰ انہیں ہلاک کرتے ہیں، ان کے ہاتھوں کے کرتوتوں کی وجہ سے، اس میں وضاحت ہے کہ اہلاک کا سبب ان کے کرتوت ہیں، دوسرے قول کے قائلین کی دلیل آیت کریمہ: الْيَوْمَ تُجْزَىٰ كُلُّ نَفْسٍ بِمَا كَسَبَتْ۔ (غافر: ۱۷) ہے، آج یعنی روز قیامت ہر نفس کو اس کے کرتوتوں کا بدلہ دیا جائے گا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اعمال کی جزا وسزا قیامت کے دن

ہوگی، دوسری بات یہ کہ دنیوی مصائب نیک اور بد، صدیق اور ضندیق سب پر آتے ہیں، ایسی صورت میں صدیق اور صالح لوگوں کے لیے سزا کیوں کر ہوسکتی ہے؟ جب کہ حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق سب سے زیادہ بلا اور آزمائش انبیاء کو آتی ہے، حالاں کہ انبیاء معصوم عن الخطاء ہوتے ہیں، علاوہ ازیں دنیا دار التکلیف ہے، نہ کہ دار الجزاء، دار الجزاء آخرت ہے، اگر دنیا میں آنے والے مصائب اعمال کی سزا قرار دیئے جائیں تو دنیا کا دار التکلیف والجزاء ہونا لازم آئے گا۔ (اللباب فی علوم الکتاب: ۱۷/۲۰۱) صاحب تفسیر ''التحریر والتنویر'' نے متعدد دلائل کے ذریعہ ثابت کیا ہے کہ دنیا میں بھی بعض اعمال کی جزا ہوسکتی ہے، مثلاً ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ۔ (الروم: ۴۱) میں قاعدۂ کلیہ ذکر کیا گیا ہے کہ بحر و بر میں فساد دراصل لوگوں کے اعمال بد کا نتیجہ ہے، اسی طرح اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: فَأَمَّا الْإِنْسَانُ إِذَا مَا ابْتَلَاهُ رَبُّهُ فَأَكْرَمَهُ وَنَعَّمَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَكْرَمَنِ۔ وَأَمَّا إِذَا مَا ابْتَلَاهُ فَقَدَرَ عَلَيْهِ رِزْقَهُ فَيَقُولُ رَبِّي أَهَانَنِ۔ كَلَّا بَلْ لَا تُكْرِمُونَ الْيَتِيمَ ۔ وَلَا تَحَاضُّونَ عَلَى طَعَامِ الْمِسْكِينِ۔ (الفجر: ۱۵۔۱۸) ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی جانب سے انسان کے لیے اکرام و توہین کے معاملہ کا سبب یتیم کا اکرام نہ کرنا اور مسکین کو کھلانے پر نہ ابھارنا بتلایا گیا ہے، اسی طرح درج ذیل آیات سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ دنیا میں بھی کچھ اعمال کی جزا ہے: (۱) فَقُلْتُ اسْتَغْفِرُوا رَبَّكُمْ إِنَّهُ كَانَ غَفَّارًا يُرْسِلِ السَّمَاءَ عَلَيْكُمْ مِدْرَارًا وَيُمْدِدْكُمْ بِأَمْوَالٍ وَبَنِينَ وَيَجْعَلْ لَكُمْ جَنَّاتٍ وَيَجْعَلْ لَكُمْ أَنْهَارًا۔ (نوح: ۱۰۔۱۲) حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو استغفار کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا کہ اگر تم توبہ واستغفار کروگے تو اس کا اثر یہ ہوگا کہ دنیوی زندگی میں اللہ تعالیٰ پانی برسائیں گے اور مال و اولاد کے ذریعہ مدد کریں گے،

باغات اور نہریں جاری کریں گے۔(۲)فَمَا جَزَاءُ مَنْ يَفْعَلُ ذَٰلِكَ مِنْكُمْ إِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ الْقِيَامَةِ يُرَدُّونَ إِلَىٰ أَشَدِّ الْعَذَابِ۔ (البقرۃ:۸۵)تم میں سے جوایسا کرے گا، اس کا بدلہ اس کے سوا کیا ہوسکتا ہے کہ دنیوی زندگی میں رسوائی ہو، اور قیامت کے دن وہ سخت عذاب کی طرف لے جائے جائیں گے۔اس آیت میں بھی دنیوی سزا ذکر کی جارہی ہے اور وہ رسوائی ہے۔(۳)إِنَّ الَّذِينَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَيَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِنْ رَبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا۔ (الاعراف:۱۵۲)جن لوگوں نے گوسالہ پرستی اختیار کی، ان کو ان کے رب کا غضب آ پکڑے گا، اور دنیوی زندگی میں ذلت ہوگی۔اس آیت شریفہ میں بھی اعمال کی دنیوی سزا ''وذلة فی الحیوة الدنیا'' کے ذریعہ ذکر کی گئی ہے۔(۴)أَوَلَا يَرَوْنَ أَنَّهُمْ يُفْتَنُونَ فِي كُلِّ عَامٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ لَا يَتُوبُونَ وَلَا هُمْ يَذَّكَّرُونَ۔ (التوبہ:۱۲۶) کیا وہ نہیں دیکھتے کہ انہیں ہر سال ایک یا دومرتبہ آزمائش میں ڈالا جاتا ہے، پھر بھی وہ توبہ نہیں کرتے اور نصیحت حاصل نہیں کرتے۔جن آیات میں دنیا میں آنے والے مصائب کو اعمال کے کرتوت کہا گیا ہے، ان آیات کو بعض علماء نے کفار کے ساتھ مختص کردیا ہے، یہ دراصل کفار کے اس قول کے جواب میں جس میں وہ ہر آنے والی مصیبت کو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نحوست کی طرف منسوب کرتے تھے، اور کہتے تھے کہ اے محمد! ہم پر یہ مصیبت تمہاری نحوست کی وجہ سے آئی ہے۔ امام قرطبیؒ نے اس مضمون کو شرح وبسط کے ساتھ ذکر کیا ہے۔

اس سلسلہ میں علماء کا ایک قول یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ آیت: وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ (الشوریٰ:۳۰) مؤمنوں کے ساتھ خاص ہے اور یہاں مصیبت سے مراد وہ شرعی حدود ہیں، جو مجرموں پر نافذ کئے جاتے ہیں، جیسے چوری کی سزا قطع

ید ہے وغیرہ۔علامہ اندلسیؒ نے اس قول کو حضرت حسن بصریؒ کی طرف منسوب کیا ہے، چنانچہ وہ لکھتے ہیں: قال الحسن: من مصيبة: أي حد من حدود الله، وتلك مصائب تنزل بشخص الإنسان ونفسه، فإنما هي بكسب أيديكم. ويعفوا الله عن كثير، فيستره على العباد حتى لا يحد عليه. (البحر المحيط فی التفسیر: ۹/ ۳۳۹) حضرت حسن بصریؒ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ کے قول ''من مصيبة'' یعنی اللہ کے حدود میں سے کوئی حد یہ بھی انسان پر آنے والی مصیبتیں ہیں، جو آدمی پر آتی ہیں، یہ سب تمہارے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، اللہ بہت سے گناہوں کو معاف کر دیتا ہے، چنانچہ ان کے ان جرائم کو بندوں سے چھپاتا ہے تاکہ ان پر حد جاری نہ کی جائے۔اس سلسلہ میں ابن عاشور کا قول فیصل یہ ہے کہ اعمال کی پوری جزا تو آخرت میں ملے گی، جہاں تک دنیا میں آنے والی مصیبتوں کا تعلق ہے تو ان کا تعلق دنیوی اسباب سے ہے جو ان اسباب کے پیش آنے سے آتی ہیں، کبھی اللہ تعالیٰ بے ادبی کی وجہ سے آخرت کے عذاب میں تخفیف کرنے کے لیے دنیا میں آنے والی مصیبت کے سبب کو بندے کے لیے دنیا میں سزا بنا دیتے ہیں، کبھی یہ مصائب رفع درجات کا سبب بنتے ہیں۔

قدرتی آفات کے حقیقی اسباب

جیسا کہ گزشتہ سطور میں گزرا کہ کورونا اور اس جیسی وباؤں کے جہاں کچھ ظاہری اسباب ہوتے ہیں، جو طب اور قوانین طبعیہ کے ذریعہ سمجھے جاتے ہیں، وہیں ان کے حقیقی اور باطنی اسباب بھی ہوتے ہیں، جن کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ایسی وبائیں لاتے ہیں، اس سلسلہ کی بنیادی بات یہ ہے کہ جب بندے خدا کے غضب کو دعوت دینے والی حرکات اور اعمال کرتے ہیں تو اللہ کا غضب بھڑک اٹھتا ہے اور اللہ تعالیٰ انسانوں کو مختلف قسم کی وباؤں اور آفتوں میں

مبتلا کر دیتے ہیں، آنے والے صفحات میں ان برائیوں اور اعمال قبیحہ کا ذکر کیا جاتا ہے، جو غضب الٰہی کا باعث بنتے ہیں اور انہیں کے نتیجہ میں وبائیں پھوٹ پڑتی ہیں، عذاب الٰہی اور خدائی تنبیہات کو اتفاق قرار دینا ان لوگوں کا شیوہ ہوسکتا ہے، جن کے مزاج پر بہیمیت کا غلبہ ہوتا ہے اور شیطان ان کے دلوں میں طرح طرح کے وسوسے ڈالتا ہے اور انہیں باور کراتا ہے کہ وباؤں اور قدرتی آفات کو عذاب کہنا بے وقوفوں کا کام ہے، ہم دانشور لوگوں کو ایسے توہمات کا شکار نہیں ہونا چاہیے وغیرہ وغیرہ۔

گناہوں کی کثرت

قدرتی آفات کا ایک انتہائی اور عمومی سبب گناہوں کی کثرت ہے، قرآن وسنت کے سرسری جائزہ سے جو چیز ثابت ہوتی ہے، وہ یہ ہے کہ سب سے زیادہ غضب الٰہی کو بھڑکانے والے عمل معاصی کا شیوع ہے، قرآن مجید میں پچھلی قوموں کی ہلاکت اور ان پر آنے والے عذابوں کا ذکر تفصیل سے کیا گیا ہے، ان پر آنے والے عذاب کے اسباب میں شرک کے ساتھ مختلف معاصی کا ذکر ملتا ہے، حضرت نوحؑ سے لے کر حضرت موسیٰؑ تک جتنی قومیں آئیں، سبھوں میں قدر مشترک خدا اور رسول کا انکار اور شرک و معاصی کا ارتکاب تھا، واقعہ یہ ہے کہ معاصی خدا کے غضب کو بھڑکانے میں مؤثر کردار ادا کرتے ہیں، جس سے اللہ تعالیٰ انتقام پر اتر آتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: **فلما أسفونا انتقمنا منهم فأغرقناهم اجمعين۔** (الزخرف: ۵۵) پھر جب انہوں نے ہمیں غصہ دلایا تو ہم نے ان سے انتقام لیا اور سب کو ڈبو دیا۔

شرک ومعاصی

شرک بدترین گناہ

گناہوں میں سب سے بدترین گناہ شرک ہے، شرک اور معاصی سے خدا کو بے انتہاء غیرت آتی ہے، حضرت سعد بن عبادہؓ نے ایک موقع پر ارشاد فرمایا: اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی غیر مرد کو دیکھوں تو میں اپنی تلوار کو ادھر ادھر موڑے بغیر سیدھی تلوار کے ساتھ اس کو ماردوں گا، حضرت سعدؓ کی اس بات کا جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہؓ کو مخاطب کر کے فرمایا: تم سعد کی غیرت پر تعجب کرتے ہو، اللہ کی قسم! میں اس سے زیادہ غیرت مند ہوں اور اللہ تعالیٰ مجھ سے زیادہ غیور ہیں، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے ظاہری وباطنی تمام منکرات کو حرام قرار دیا ہے۔ (صحیح مسلم: حدیث نمبر: ۱۴۹۹)

شرک اجتماعی عذاب کو دعوت دیتا ہے

شرک کے نتیجہ میں پوری قوم اجتماعی عذاب کا شکار ہو کر تباہ وبرباد ہو جاتی ہے، ارشاد ربانی ہے: **وَلَقَدْ أَهْلَكْنَا مَا حَوْلَكُمْ مِنَ الْقُرَى وَصَرَّفْنَا الْآيَاتِ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ ۔ فَلَوْلَا نَصَرَهُمُ الَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ قُرْبَانًا آلِهَةً بَلْ ضَلُّوا عَنْهُمْ وَذَلِكَ إِفْكُهُمْ وَمَا كَانُوا يَفْتَرُونَ** ۔ (الاحقاف: ۲۷، ۲۸) اور یقیناً ہم نے تمہارے آس پاس کی بستیاں ہلاک کر دیں اور طرح طرح کی ہم نے اپنی نشانیاں بیان کر دیں تا کہ وہ رجوع کر لیں، پس قرب الٰہی حاصل کرنے کے لیے انہوں نے اللہ کے سوا جن جن کو اپنا معبود بنا رکھا تھا انہوں نے ان کی مدد کیوں نہ کی؛ بلکہ وہ تو ان سے کھو گئے؛ بلکہ

دراصل یہ محض جھوٹ اور بالکل بہتان تھا۔ جیسا کہ گزشتہ سطور میں بتایا گیا کہ قرآن میں دنیا میں پھیلے سارے فساد کی جڑ لوگوں کی بداعمالیاں ہیں۔

کورونا اعمال بد کا نتیجہ

غور کرنے کی بات ہے کہ حالیہ کورونا وبا کی ابتداء کب ہوئی؟ اس وقت ہوئی جب دنیا نیو ایئر نائٹ کا جشن منانے کی تیاریوں میں مصروف تھی، وہ جشن کس قدر حیا سوز اور گناہوں سے بھرپور ہوتا ہے؟ اس کی وضاحت کی ضرورت نہیں ہے، رات کے ۱۲ بجے ٹائمز اسکوائر نیو یارک، بگ بین لندن اور ایفل ٹاور پیرس جیسے مقامات پر رنگ ونور اور رقص وسرور اور عریانیت و بے حیائی کا سیلاب امنڈنے والا تھا، اس وقت یعنی ۳۱ ڈسمبر ۲۰۱۹ء کو چین کے ماہر ڈاکٹروں نے اطلاع دی کہ ہمارے شہر ووہان میں بہت سے مریض ایک عجیب وغریب نمونیا کا شکار ہوئے ہیں، جس کے مرض کا اندازہ نہیں ہو رہا ہے، اقوام متحدہ کے عالمی ادارہ صحت میں سب سے پہلے اسی تاریخ کو یہ درخواست دی گئی، یکم جنوری ۲۰۲۰ء کو وہ مارکیٹ مکمل طور پر بند کر دی گئی جہاں سمندری حیات کے گوشت فروخت ہو رہے تھے، دنیا سو رہی تھی؛ لیکن چینی ڈاکٹر ایک نئے وائرس سے لڑ رہے تھے۔

تاریخ انسانی کا پہلا طاعون

انسانی تاریخ میں اولین طاعون کا ظہور بنی اسرائیل میں ہوا تھا، اس کا سبب بھی خدا ورسول کی نافرمانی تھی، ان سے کہا گیا تھا کہ وہ مقدس شہر میں خدا سے مغفرت طلب کرتے ہوئے عاجزی کے ساتھ داخل ہوں؛ لیکن انہوں نے نہ صرف خدا کے حکم کو خاطر میں لایا؛ بلکہ اس کا مذاق بھی اڑایا، ارشاد ربانی ہے: ''اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے کہا کہ داخل

ہو جاؤ اس بستی اور یہاں سے فراوانی کے ساتھ جیسے چاہے کھاؤ؛ لیکن کہتے رہو کہ اے اللہ ہمارے گناہ معاف فرما، تو تم میں سے جو گناہ گار ہیں، ہم ان کے گناہ معاف کر دیں گے، اور جو نیک ہیں ان کے اجر میں اضافہ کریں گے؛ لیکن ظالموں نے وہ بات اس بات سے بدل ڈالی، جو ان سے کہی گئی تھی، تو ہم نے ظالموں پر آسمان سے عذاب (وبائی بیماری، طاعون) نازل کیا، ان کی نافرمانی کی وجہ سے۔ (البقرۃ:۵۸،۵۹)

طاعون سے آنے والی تباہی

ابن کثیرؒ روایت کرتے ہیں کہ جب شام، عراق اور حجاز کے علاقوں میں طاعون کی وبا پھیلی جس میں لوگوں کو سخت بخار ہو جاتا تھا اور بے شمار چوپائے اور یہاں تک کہ جنگلی جانور بھی ہلاک ہو گئے اور دودھ اور گوشت کی شدید قلت ہو گئی، اس وبا کے ساتھ تیز گرم ہوائیں اور طوفان بھی آیا اور بے شمار درخت جڑوں سے اکھڑ گئے، لوگوں کو ایسا محسوس ہوا کہ جیسے قیامت آ گئی ہو۔

طاعون کیسے ختم ہوا؟

اس وبائی بیماری کا مقابلہ کرنے کے لیے خلیفہ المقتدی باللہ نے حکم جاری کیا کہ سب لوگ ایک دوسرے کو نیکی کا حکم کریں اور گناہ سے روکیں، پھر میوزک کے تمام آلات توڑ دیئے گئے، شراب کی بوتلیں پھینک دی گئیں، ریاست میں موجود تمام بدکاروں کو جلاوطن کر دیا گیا، اور تھوڑے ہی عرصہ کے بعد بیماری از خود ختم ہو گئی۔ (البدایہ والنہایہ: ۱۳/۲۱۶)

قدرتی آفات اور وبائی امراض کا سبب بننے والے چند مخصوص گناہ

ویسے ہر گناہ غضب الٰہی کا محرک اور رب کی ناراضگی کا باعث بنتا ہے، جس سے اللہ

تعالیٰ آفتیں نازل فرماتے ہیں؛ لیکن قدرتی آفات اور وباؤں میں بعض گناہوں کو بڑا دخل ہے، جن کا احادیث شریفہ میں ذکر کیا گیا ہے، یہاں اس سلسلہ کی چند احادیث درج کی جاتی ہیں، جن میں ان مخصوص گناہوں کا ذکر آیا ہے، جو بلاؤں اور وباؤں کا سبب بنتے ہیں:

پانچ ہلاکت خیز چیزیں

(۱) حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اے جماعت مہاجرین! پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور میں پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں میں مبتلا ہو، اول یہ کہ جس قوم میں فحاشی اور بے حیائی کے کام کھلے عام ہونے لگتے ہیں تو اس میں طاعون اور ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں، جو ان سے پہلے لوگوں میں نہ تھی اور جو قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط اور مصائب اور حکمرانوں کے ظلم وستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے اور جب کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو بارش روک دی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوتے تو ان پر بارش ہی نہ برستی، اور جو قوم اللہ اور اس کے رسول کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ تعالیٰ غیروں کو ان پر مسلط کر دیتا ہے، جو اس قوم سے عداوت رکھتے ہیں، پھر وہ ان کے اموال چھین لیتے ہیں اور جب مسلم حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے؛ بلکہ اللہ کے نازل کردہ نظام میں (مرضی کے کچھ احکام) اختیار کر لیتے ہیں (اور باقی چھوڑ دیتے ہیں) تو اللہ تعالیٰ اس قوم کو باہمی اختلافات میں مبتلا کر دیتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر: ۴۰۱۹) یہی حدیث مستدرک حاکم میں قدرے اختلاف کے ساتھ اس طرح مروی ہے کہ اے مہاجرین کی جماعت! پانچ چیزوں میں جب تم مبتلا ہو جاؤ اور وہ تم میں آ جائیں، میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ تم ان چیزوں کو پاؤ، پہلی یہ کہ جس قوم میں بھی فحاشی پھیل جاتی ہے تو اس میں طاعون اور ایسا فقر و فاقہ پھیل جاتا ہے جو

ان سے پہلے لوگوں میں نہیں پھیلا، دوسرے جو قوم بھی ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو وہ قحط، مصائب اور بادشاہوں کے ظلم وستم میں مبتلا کر دی جاتی ہے، تیسرے جب بھی کوئی قوم اپنے اموال کی زکوۃ نہیں دیتی تو آسمان سے بارش روک دی جاتی ہے اور اگر چوپائے نہ ہوں تو ان پر کبھی بھی بارش نہ برسے، چوتھے جو قوم بھی اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہد کو توڑتی ہے تو اللہ ان پر ان کے علاوہ دشمنوں کو مسلط فرما دیتا ہے اور وہ دشمن ان کی کئی چیزوں کو لے لیتے ہیں، جو ان کے قبضہ میں ہیں، پانچویں یہ کہ جب بھی مسلمانوں کے حکمران کتاب اللہ کے مطابق فیصلے نہیں کرتے تو اللہ تعالیٰ ان کے درمیان باہمی پھوٹ ڈال دیتا ہے۔ (مستدرک حاکم: حدیث نمبر: ۸۶۲۳)

پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلہ میں آتی ہیں

(۲) حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: پانچ چیزیں پانچ چیزوں کے بدلے میں آتی ہیں، صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ وہ کونسی پانچ چیزیں ہیں جو پانچ چیزوں کے بدلے میں آتی ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایک تو یہ کہ جو لوگ بھی عہد ومعاہدہ کو توڑتے ہیں تو اس کے بدلہ میں ان پر ان کے دشمنوں کو مسلط کر دیا جاتا ہے، دوسرے یہ کہ جو لوگ بھی اللہ کے نازل کردہ حکموں کو توڑتے ہیں تو اس کے بدلہ میں ان میں فقر وافلاس پھیل جاتا ہے اور تیسرے یہ کہ جب بھی کسی قوم میں فحاشی و بے حیائی عام ہو جاتی ہے تو اس کے بدلہ میں ان میں موت عام ہو جاتی ہے اور چوتھے یہ کہ جو لوگ بھی ناپ تول میں کمی کرتے ہیں تو اس کے بدلہ میں یہ لوگ پیداوار کی کمی اور قحط سالی میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور پانچویں یہ کہ جو لوگ بھی زکوۃ روکتے ہیں (ٹھیک ٹھیک ادا نہیں کرتے) تو اس کے بدلہ میں ان سے بارش روک لی جاتی ہے۔ (المعجم الکبیر للطبرانی، حدیث نمبر: ۱۰۹۹۲)

فحاشی وعریانیت

مذکورہ احادیث میں مصائب وآفات کا سبب بننے والے جن پانچ گناہوں کا ذکر آیا ہے، ان میں ایک فحاشی، بے حیائی اور عریانیت ہے، اس گناہ کا طاعون اور وبائی امراض کے مسلط کئے جانے میں بڑا دخل ہے، حدیث میں صاف وضاحت ہے کہ جس قوم میں فحاشی اور بے حیائی کے کام علانیہ ہونے لگتے ہیں تو اس میں طاعون اور ایسی ایسی بیماریاں پھیل جاتی ہیں، جو ان سے پہلے لوگوں میں نہیں تھی۔

اسلام ایک پاکیزہ مذہب

اسلام انتہائی پاکیزہ معاشرہ کا علم بردار ہے، جس میں دور دور تک فحاشی کا گزر نہیں، اسلام میں شرم وحیاء اور عفت وپاکدامنی کو کلیدی حیثیت حاصل ہے، شریعت اسلامی ہر اس راستہ پر روک لگاتی ہے، جو انسانی معاشرہ میں بے حیائی کو پنپنے کا موقع دیتا ہو، خواتین پر پردہ فرض کر دیا گیا ہے، اور انہیں بلاضرورت گھر سے باہر نکلنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے، لباس کے تعلق سے پابند کیا گیا ہے کہ مرد وخواتین مکمل ساتر لباس پہنیں، اسی طرح نگاہوں کو نیچی رکھنی کی تاکید کی گئی ہے، خدا تعالیٰ کا دستور ہے کہ جو معاشرہ عریانی وفحاشی کا خوگر ہوتا ہے، وہ نیست ونابود کر دیا جاتا ہے، قرآن مجید میں صاف اعلان کر دیا گیا: **وَيَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَاءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْيِ** ۔(النحل:۹۰) اور اللہ تعالیٰ فحاشی، برائی اور ظلم سے روکتا ہے۔

فحاشی کے طلب گاروں کے لیے دردناک عذاب

نیز ان لوگوں کو جو معاشرہ میں فحاشی پھیلنا پسند کرتے ہیں دردناک عذاب کی دھمکی

دی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: ان الذین یحبون أن تشیع الفاحشة فی الذین آمنوا لهم عذاب ألیم فی الدنیا والآخرة۔ (النور:۱۹) جولوگ مسلمانوں میں بے حیائی پھیلانے کے آرزومند رہتے ہیں ان کے لیے دنیا وآخرت میں دردناک عذاب ہے۔

دنیا فحاشی کی لپیٹ میں

اس وقت پوری دنیا عریانیت کے لپیٹ میں ہے ہر طرف فحاشی دندنا رہی ہے، مغرب سے لے کر مشرق تک، یورپ سے لے کر عرب ممالک تک، فحاشی کا سیلاب ہے، اقوام متحدہ کی پانچ مستقل عالمی طاقتوں میں سے تین ممالک امریکہ، برطانیہ اور فرانس ہیں، یہ وہ ممالک ہیں: جو گزشتہ ۱۰۰ سالوں سے فحاشی وعریانی، پورنوگرافی، فیشن انڈسٹری کے ذریعہ نسوانی استحصال، ہم جنس پرستی، مساج پارلز اور اس اسکیورٹس (Escorts) کے نام سے جسم فروشی اور برہنہ ساحل کے مراکز اہم کردار ادا رہے ہیں، فیشن انڈسٹری جس کی آڑ میں فحاشی کو عروج ملتا ہے، وہ بقول اور یا مقبول جان: فرانس میں پیدا ہوئی اور پھر اٹلی نے اسے بام عروج پر پہونچا دیا، اس وقت یہی چار یا پانچ ممالک سب سے زیادہ طاعون کی زد میں ہیں، جب تک دنیا میں فحاشی پر روک نہیں لگائی جاتی، وبائی امراض سے ہمیشہ کے لیے تحفظ ممکن نہیں، خود مسلم معاشرہ بھی دن بہ دن فحاشی کے دلدل میں پھنستا جا رہا ہے، ذرائع ابلاغ اور سوشیل میڈیا فحاشی کے مرکز بن چکے ہیں، نوجوان نسل بے حیائی کی گندگی میں غرق ہوتی جا رہی ہے، کورونا وائرس کی روک تھام کے لیے جہاں احتیاطی تدابیر اختیار کی جا رہی ہیں، اس کی زیادہ ضرورت ہے کہ ہم اپنے معاشروں سے فحاشی کا خاتمہ کریں، پچھلی سطروں میں البدایہ والنہایہ کے حوالہ سے عباسی خلیفہ المقتدی باللہ کا طرز عمل گزر چکا ہے کہ اس نے طاعون

کے پھیلنے پر سارے ملک سے فحاشی اور میوزک کے آلات کا خاتمہ کر دیا۔

ظلم و بربریت

خدا کے غضب کو دعوت دینے والا ایک بدترین گناہ ظلم و جبر ہے، جو قدرتی آفات کا سبب بنتا ہے، اللہ تعالیٰ کبھی بندوں پر ظلم کو پسند نہیں فرماتے، دنیا میں بڑے بڑے ظالم گزرے، جنہیں اپنی طاقت پر بے حد ناز تھا، لیکن انہیں عذاب کا شکار بنا دیا گیا۔

ظلم کا انجام

فرعون کو اپنی فرعونیت پر ناز تھا، وہ لوگوں پر بے تحاشہ ظلم ڈھاتا تھا، اللہ نے ٹڈیوں اور جوؤں اور مینڈکوں کے ذریعہ اس کے غرور کو خاک میں ملا دیا، فرعون کے غرور کا کیا حشر ہوا؟ سب کو معلوم ہے حضرت سیدنا ابوبکر صدیقؓ نے اپنے ایک خطبہ میں فرمایا: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب لوگ کسی ظالم کو دیکھیں اور ظلم سے اس کا ہاتھ نہ روکیں تو قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سب پر اپنا عذاب عام کریں۔ (ترمذی، ابوداؤد)

مظلوم کی بددعا سے بچنے کی تاکید

ظلم خواہ کسی بھی نوعیت کا ہو، غضب الٰہی کا موجب ہوتا ہے، نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اتق دعوة المظلوم، فانه ليس بينه و بين الله حجاب ۔ (صحیح ابن حبان، حدیث نمبر: ۵۰۸۱) مظلوم کی بددعا سے بچو، اس لیے کہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی حجاب نہیں ہوتا۔

ظلم کی حرمت

حدیث قدسی میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: اے میرے بندو! میں نے اپنے آپ پر بھی ظلم کو حرام کر لیا ہے، اور اسے تمہارے لیے بھی حرام کر دیا ہے، اس لیے تم آپس میں ایک دوسرے پر ظلم نہ کرو۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۵۷۷)

ظلم کی سزا سات گنا ہوگی

حدیث میں آیا ہے کہ جو کوئی ایک بالشت بھر زمین بھی ظلم کر کے حاصل کر لیتا ہے، کل قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق اسے پہنا دیا جائے گا۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۵۳)

ظلم کرنا مسلمان کی شان نہیں

اسی طرح ایک اور حدیث میں اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا: **المسلم أخو المسلم، لا يظلمه ولا يخذله، ولا يحقره**۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۲۵۶۴) مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے، نہ اسے بے یار و مددگار چھوڑتا ہے، نہ اس کی تحقیر کرتا ہے۔

ظالموں کے لیے وعید

قرآن مجید میں ظلم کی بار بار مذمت کی گئی ہے، اور ظالموں کے لیے سخت وعیدیں بیان کی گئی ہیں، ارشاد ربانی ہے: **وَتِلْكَ الْقُرَىٰ أَهْلَكْنَاهُمْ لَمَّا ظَلَمُوا**۔ (الکہف: ۵۹) اور ان بستیوں کو ہم نے بہ سبب ان کے ظلم کے ہلاک کر دیا۔ دوسری جگہ ارشاد ہے: **وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ**۔ (آل عمران: ۵۷) اور اللہ تعالیٰ ظالموں کو پسند نہیں

کرتا۔اورایک مقام پرارشاد ہے:أَلَا إِنَّ الظَّالِمِينَ فِي عَذَابٍ مُقِيمٍ ۔ (الشوریٰ:۴۵)سن لو!ظالم ہمیشہ کے عذاب میں ہوں گے۔

ظلم کی اقسام

قرآن وسنت کے مطابق ظلم تین طرح کا ہوتا ہے:ایک یہ کہ بندے اللہ کے ساتھ ظلم کریں،یعنی اس کی نافرمانی کریں۔سارے گناہ ظلم ہیں اورسب سے بڑا گناہ شرک ہے، جس کے بارے میں فرمایا گیا:إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ ۔(لقمان:۱۳)نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے ساتھ شرک کرنے والے ظالموں پرلعنت بھیجی ہے،ارشادربانی ہے أَلَا لَعْنَةُ اللَّهِ عَلَى الظَّالِمِينَ ۔(ھود:۱۸)

ظلم کی دوسری قسم

ظلم کی دوسری قسم یہ ہے کہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ زیادتی اورحق تلفی کریں،ارشادربانی ہے وَجَزَاءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِثْلُهَا فَمَنْ عَفَا وَأَصْلَحَ فَأَجْرُهُ عَلَى اللَّهِ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ۔(الشوریٰ:۴۰)اور برائی کا بدلہ اسی کے بقدر برائی ہے،پھر جو کوئی معاف کرے اورعمل درست کرلے تو اللہ پر اس کا اجر ہے،بے شک وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

ظلم کی تیسری قسم

ظلم کی تیسری قسم یہ ہے کہ آدمی اپنے آپ پرظلم کرے،خود پر ظلم کرنے کا مطلب یہ ہے کہ آدمی کسی بھی قسم کی معصیت کا ارتکاب کر بیٹھے،ہر گناہ دراصل اپنے آپ پر ظلم ہے، آیت شریفہ:رَبَّنَا ظَلَمْنَا أَنْفُسَنَا وَإِنْ لَمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُونَنَّ مِنَ

الْخَاسِرِينَ۔(الاعراف: ۲۳) میں ظلم کی یہی قسم مراد ہے۔

چہار سو گرم بازارِ ظلم ہے

موجودہ دور میں قدرتی آفات اور وبائی امراض کی کثرت کا ایک بنیادی سبب ظلم کا عام ہونا ہے، اس وقت انفرادی سطح سے لے کر معاشرتی اور حکومتی سطح تک ہر طرف ظلم کا دور دورہ ہے، افراد بھی ایک دوسرے پر ظلم کر رہے ہیں اور معاشرے، جماعتیں اور مختلف گروہ بھی باہم ظلم کا بازار گرم کئے ہوئے ہیں، اور حکومتوں کا حال تو سب پر عیاں ہے، انفرادی زندگی میں شوہر بیوی پر، پڑوسی پڑوسی پر، رشتہ دار دوسرے رشتہ داروں پر ظلم کو روا رکھے ہوئے ہیں، زمینوں پر ناجائز قبضے عام ہیں، بہنوں کو میراث سے محروم رکھنے کا عمومی رواج ہے، ذمہ دار اپنے ماتحتوں کو مشق ستم بنائے ہوئے، مزدوروں پر مظالم ڈھائے جا رہے ہیں۔

حکومتوں کے مظالم کا عبرتناک انجام

جہاں تک حکومتوں کے مظالم کا سوال ہے، تو اس کی تفصیلات کے لیے سیکڑوں دفاتر بھی ناکافی ہیں، امریکہ، روس اور دیگر طاقتور ممالک کمزوروں اور بالخصوص مسلم ممالک پر جو ظلم کے پہاڑ توڑے جا رہے ہیں، وہ انسانی تاریخ کا نہایت سیاہ باب ہے، جس امریکہ نے افغانستان پر بمباری کر کے لاکھوں بے قصور مسلمانوں کو شہید کر دیا، عراق پر حملہ کر کے لاکھوں بے قصوروں کو موت کی نیند سلا دیا، اور جس نے شام و لیبیا پر مظالم ڈھائے تھے، آج وہاں کورونا کی وجہ سے یومیہ دو دو تین تین ہزار لوگ بے گور و کفن اجتماعی قبروں میں دفن کئے جا رہے ہیں، میانمار نے روہنگیاؤں پر کیسے مظالم ڈھائے اور اس پر ساری دنیا خاموش رہی، چین میں جہاں سے کورونا وبا شروع ہوئی، ایغور مسلمانوں پر کیا کیا ستم نہ توڑے گئے

اور توڑے جارہے ہیں، کشمیر میں کس طرح مہینوں تک لوگوں کو گھروں میں بے یار و مدد گار رکھا گیا، بقول مولانا ضیاء اللہ ندوی: ''اس وقت عرب و عجم سب ایک صف میں کھڑے ہیں، جنہوں نے چین کے ایغور مسلمانوں کو تڑپایا، ملک شام میں اپنے اسلحوں سے معصوموں کا قتل عام کیا، یمن، لیبیا اور افغانستان میں قتل و خون کا ننگا ناچ کیا اور کوئی ان کے خلاف نہیں بولا، آج ان کی صدائیں اللہ بھی نہیں سن رہا ہے، چین میں مساجد توڑی گئیں، انہیں نذر آتش کیا گیا، ایغور مسلمانوں کو حراستی کیمپوں میں ٹھوسا گیا، انہیں خنزیر کھانے پر مجبور کیا گیا، قرآن کی تلاوت، نماز اور روزے پر پابندی عائد کردی گئی، بالآخر کیا ہوا؟ غضب الٰہی کا شکار ہوئے، ہزاروں لوگ کورونا کی لپیٹ میں آ گئے۔

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے غفلت

قدرتی آفات اور وبائی امراض کا ایک سبب امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے فریضہ سے غفلت ہے، جب معاشرہ میں کھلے عام برائیوں کا ارتکاب ہونے لگے اور لوگ اف تک نہ کہیں تو پھر اللہ کا غضب جوش میں آتا ہے، قرآن مجید میں بنی اسرائیل کے متعلق ارشاد ہے: ''ہم نے ان کو نجات دی، جو برائی سے روکتے تھے اور ان کو برے عذاب میں مبتلا کیا، جنہوں نے ظلم کیا، اس لیے کہ وہ نافرمان تھے۔ (الاعراف:۱۶۵)

برائی سے نہ روکنے پر عذاب

ایک دوسرے مقام پر ارشاد خداوندی ہے: ہفتہ والوں کو اس لیے مصائب میں مبتلا کیا گیا؛ کیوں کہ وہ برائی سے روکتے نہ تھے۔ (المائدۃ:۷۹) ایک حدیث میں آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جبرئیلؑ کو حکم فرمایا کہ فلاں بستی کو الٹ دو، انہوں نے عرض کیا کہ اے

اللہ! اس میں ایک نیک آدمی بھی رہتا ہے، اللہ نے فرمایا: اس کو بھی الٹ دو، اس لیے کہ میرا حکم توڑا جاتا ہے اور اس کے ماتھے پر بل بھی نہیں آتا تھا۔ (مشکوۃ شریف)

طاقت کے باوجود برائی سے نہ روکنے پر وعید

حضرت جریرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس قوم کے اندر ایسا شخص موجود ہو، جو خود اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کر رہا ہو اور وہ قوم اس کو منع کرنے کی طاقت رکھنے کے باوجود منع نہ کرے، تو اللہ تعالیٰ سب کو اپنے عذاب میں گرفتار کرے گا۔ (سنن ابی داؤد حدیث نمبر: ۴۳۳۹)

پھر دعائیں بھی قبول نہ ہوں گی

حضرت حذیفہؓ سے روایت ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس ذات کی قسم! جس کے قبضہ میں میری جان ہے، تم ضرور نیکی کا حکم کروگے اور برائی سے روکوگے یا قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر اپنا عذاب مسلط کرے، پھر تم دعا مانگو گے اور وہ قبول نہ ہوگی۔ (مشکوۃ شریف)

علمائے بنی اسرائیل کو تنبیہ

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان علماء بنی اسرائیل کو خوب ڈانٹ پلائی ہے، جو لوگوں کو برائیوں سے نہیں روکتے تھے، ارشاد ربانی ہے: لَوْلَا يَنْهٰهُمُ الرَّبّٰنِيُّوْنَ وَالْأَحْبَارُ عَنْ قَوْلِهِمُ الْإِثْمَ وَأَكْلِهِمُ السُّحْتَ لَبِئْسَ مَا كَانُوا يَصْنَعُوْنَ۔ (المائدۃ: ۶۳) ان کو مشائخ اور علماء گناہوں کی بابت کہنے سے (جھوٹ بولنے سے) اور حرام مال کھانے سے کیوں منع نہیں کرتے؟ واقعی ان کی یہ عادت بری ہے۔

برائی سے نہ روکنے والے سب سے بڑے مجرم

علامہ ابن کثیرؒ نے اس آیت کی تفسیر میں تحریر فرمایا ہے: ''اس آیت کا حاصل یہ ہوا

کہ جو قوم کے لوگ جرائم اور گناہوں میں مبتلا ہوں گے اور ان کے علماء اور مشائخ کو یہ بھی اندازہ ہو کہ ہم روکیں گے تو یہ باز آ جائیں گے، ایسے حالات میں اگر کسی لالچ یا خوف کی وجہ سے ان جرائم اور گناہ سے نہیں روکتے تو ان کا جرم اصل مجرموں اور بدکاروں سے بھی زیادہ سخت ہے، حضرت عبداللہ ابن عباسؓ نے فرمایا: مشائخ اور علماء کے لیے پوری قرآن میں اس آیت سے زیادہ سخت تنبیہ کہیں نہیں۔ اور امام تفسیر حضرت ضحاکؒ نے فرمایا کہ برے علماء اور مشائخ کے لیے یہ آیت سب سے زیادہ خوف ناک ہے۔ (تفسیر ابن کثیر)

ترک دعوت سے فواحش و منکرات کا رواج عام

امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا ترک قدرتی آفات کا باعث اس لیے ہے کہ جب یہ فریضہ بالکلیہ متروک ہو جائے گا تو لامحالہ فواحش و منکرات کا سیلاب امنڈ آئے گا، جو غضب الٰہی کا باعث بنے گا، آج کے معاشرہ میں اس عظیم فریضہ سے غفلت کے اثرات صاف طور پر دیکھے جا سکتے ہیں، اس وقت کھلے عام برائیوں کا ارتکاب ہو رہا ہے، بدکاری اور فحاش کا جادو سر چڑھ کر بول رہا ہے، لوگوں کے قلوب سے فواحش کی قباحت مٹتی جا رہی ہے، حقوق اللہ اور حقوق العباد ڈنکے کی چوٹ پامال کئے جا رہے ہیں۔

خدا کی للکار

اللہ تعالیٰ کورونا کی وبا لا کر ہم سے یوں کہہ رہا ہے: ''تم ذخیرہ اندوزی، ملاوٹ اور ناپ تول میں کمی کیا کرتے تھے نا؟ لو تمہاری دکانیں، تمہارے بازار، تمہاری فیکٹریاں سب بند ہو گئیں، اے بنت حوا! تم اپنے جسموں کی نمائش کرتی تھیں نا؟ لو اب گھر میں بیٹھ جاؤ، نہ تم کسی کو اپنا جسم دکھا سکو گے اور نہ کوئی دیکھ سکے گا، میرا جسم میری مرضی کہا کرتی تھی نا؟ لو اب

مرضی کر کے دکھاؤ، گھر میں کیوں دبک کر بیٹھ گئی ہو؟ اے ابن آدم! تم بازاروں میں بدنگاہی کرتے تھے نا؟ لو وہ بازار ہی بند کر دیئے گئے، شکر ہے کہ تمہاری آنکھیں نہیں نوچ دی گئیں، ظاہر میں دوستی اور دلوں میں کینہ رکھا کرتے تھے نا؟ لو دیکھ لو! اب ایک دوسرے سے گلے ملنا تو درکنار، ہاتھ تک نہیں ملا سکتے، چھو نہیں سکتے، جو اندر خبث رکھتے تھے، اس کا اب اثر دیکھو، اپنے خونی رشتہ داروں سے حسد رکھا کرتے تھے نا؟ دیکھو خدا نے وہ ذریعے، وہ راستے ہی بند کروا دیئے، جس سے تم اپنوں کے ہاں جا کر زہر اگلا کرتے تھے، خدا بلاتا تھا تمہیں پانچ وقت کہ آؤ میرے بندے میرے گھر، مجھ سے ملاقات کرو، تم نے ہمیشہ سنی ان سنی کر دی، آج تمہارے لیے اس نے اپنے گھر کا دروازہ بند کر دیا، اپنے جیسوں کے ساتھ مل کر رب کی نافرمانیاں کرتے تھے نا؟ اب اس نے تمہارا گھر ہی تمہارے لیے جیل بنا کر رکھ دیا، تمہارا عہدہ، تمہاری دولت، تمہاری طاقت، تمہاری سوپر پاورز کہاں ہیں؟ خدا کی بنائی ہوئی ایک حقیر سی نظر نہ آنے والی مخلوق نے تمہیں ناکوں چنے چبوا دیئے ہیں، اس نے ڈھیل دے رکھی تھی اور تم نے سمجھا کہ کوئی پوچھنے والا نہیں ہے، لو دیکھو! اب جب رسی کھینچی تو کیسی کیسی طاقتیں گھٹنوں کے بل گر پڑی''۔ (دلیل پی کے، رفاقت حیات: ۲۴/مارچ/۲۰۲۰ء)

جھوٹ کا رواج

جھوٹ بدترین گناہ ہے، اور جھوٹوں پر خدا کی لعنت ہے، جھوٹا شخص اللہ کی نگاہ سے گر جاتا ہے، جھوٹ انسان کو ہلاکت کے گڑھے میں پھینک دیتا ہے۔

اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنا

جھوٹ کی سنگینی اس وقت اور بڑھ جاتی ہے، جب اس کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف کی

جائے اور خدا تعالیٰ پر جھوٹ باندھا جائے، جن قوموں نے اللہ پر جھوٹ باندھا، وہ عذاب الٰہی کی مستحق ٹھہریں، موجودہ معاشرہ میں آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ جھوٹ کا رواج عام ہے، کچھ بد بخت ایسے بھی ہیں، جو خدا کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرتے ہیں، جو رسول نے نہیں فرمایا، سوشیل میڈیا پر رسول کی طرف نسبت کر کے ذکر کرتے ہیں، بعض لوگ ان سے بھی دو قدم آگے نکل گئے، جنہوں نے خدا کی طرف جھوٹی باتیں منسوب کیں، بہت سی باتیں قرآن وحدیث کی نہیں ہوتیں؛ مگر انہیں خدا اور رسول کی جانب منسوب کر کے پھیلایا جاتا ہے، اپنی طرف سے کوئی پوسٹ تیار کر کے اس کے نیچے قرآن کی کسی سورت یا حدیث کی کسی کتاب کا حوالہ دیا جاتا ہے، جب کہ وہ بات نہ کسی حدیث میں ہوتی ہے اور نہ قرآن میں، تلاش کرنے پر کہیں نہیں ملتی، یہ بدترین گناہ ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ باندھنے کا انجام

نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: من كذب علي فليتبوأ مقعده من النار۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۷) جو جان بوجھ کر میری طرف جھوٹ کی نسبت کرے، اسے چاہیے کہ وہ اپنا ٹھکانہ جہنم میں بنالے۔

جھوٹ کافروں کا شیوہ

کفار مکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تعلق سے کہتے تھے کہ آپ جو کچھ پیش کرتے ہیں، یہ اللہ کا کلام نہیں ہے؛ بلکہ آپ نے خود گھڑ لیا ہے، اللہ تعالیٰ نے اس الزام کی تردید کرتے ہوئے فرمایا: وَلَوْ تَقَوَّلَ عَلَيْنَا بَعْضَ الْأَقَاوِيلِ۔ لَأَخَذْنَا مِنْهُ بِالْيَمِينِ۔ ثُمَّ لَقَطَعْنَا مِنْهُ الْوَتِينَ۔ (الحاقۃ: ۴۴-۴۶) اور اگر یہ ہم پر کوئی بات بنا لیتے تو ہم یقینا

پکڑ لیتے ان کو داہنے ہاتھ سے، پھر ان کی شہ رگ کاٹ دیتے، یہ دھمکی اللہ تبارک وتعالی کسی عام شخص کو نہیں؛ بلکہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دے رہے ہیں۔

حرام خوری

قدرتی آفات اور وباؤں کا ایک سبب حرام خوری کا گناہ ہے، حرام خوری میں دو باتیں شامل ہیں:

حرام خوری کی پہلی قسم

ایک یہ کہ اللہ نے جن جانوروں اور چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے، آدمی انہیں استعمال کرے، مثلاً خنزیر، تمام درندے اور ہر قسم کے موذی وزہریلے جانور، سانپ، بچھو اور حشرات الارض کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، انہیں استعمال کرنا، خدا کی حرام کردہ چیزوں کو کھانا ہے، اسی طرح حلال جانور ہو؛ لیکن مردار ہو تو اللہ نے اسے بھی حرام ٹھہرایا ہے، اس کا کھانا بھی حرام ہے۔

حرام خوری کی دوسری قسم

حرام خوری کی دوسری شکل یہ ہے کہ حرام کمائی استعمال کرے، مثلاً سود لے، دوسروں کا مال غصب کرے، دوسروں کی زمین جائیداد ہڑپ لے، رشوت کھائے، اور چوری کرے وغیرہ، حرام خوری میں یہ دونوں صورتیں شامل ہیں،

کھانوں میں احتیاط لازم

جہاں تک پہلی صورت کا تعلق ہے، تو اکثر بلکہ تمام ہی مسلمان اس سے بچتے ہیں کہ

کوئی خنزیر یا کسی مردار جانور کا گوشت استعمال نہیں کرتا؛ البتہ مغربی اور یورپی ملکوں میں اگر شدید احتیاط نہ برتی جائے تو حرام ذبیحہ یا حرام جانور کے اجزاء شامل ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، بڑے شہروں میں اس بات کا اندیشہ رہتا ہے کہ حلال جانوروں کو کوئی غیر مسلم ذبح کرے، اسی شادی کی دعوتوں میں چکن میں بے احتیاطی کا امکان رہتا ہے کہ کہیں کوئی مردار مرغی شامل نہ ہو جائے، یا ذبح کرنے والے ملازموں سے ذبح کے وقت بے احتیاطی نہ ہو جائے؛ البتہ شراب نوشی بعض نادان مسلمانوں میں عام ہے، شراب نوشی پر بھی بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، چائنا کے جس ووہان شہر سے کورونا وبا پھیلی، وہاں ہر قسم کے حرام جانورں کا گوشت استعمال عام تھا، چائنا کے لوگ سانپ، چمگادڑ، بلی اور ہر قسم کے جانور کھاتے ہیں، انسان کا خالق بہتر جانتا ہے کہ اس کے لیے کیا چیز مفید ہے اور کیا مضر؟ اس سلسلہ میں قرآن مجید میں ایک اصول ذکر کیا گیا ہے: وَيُحِلُّ لَهُمُ الطَّيِّبَاتِ وَيُحَرِّمُ عَلَيْهِمُ الْخَبَائِثَ۔ کہ اللہ تعالیٰ بندوں کے لیے پاکیزہ چیزوں کو حلال کرتے ہیں اور ناپاک چیزوں کو حرام ٹھہراتے ہیں۔ (الاعراف: ۱۵۷)

ہر چیز کے مصالح اللہ ہی بہتر جانتا ہے

جن چیزوں کو اللہ نے حلال کیا ہے، وہ انسانوں کے لیے مضر نہیں ہیں؛ بشرطیکہ ان کا استعمال اعتدال کے ساتھ ہو، اور جن چیزوں کو حرام ٹھہرایا ہے، وہ انسانوں کے لیے نقصاندہ ہیں، کورونا وائرس کے بارے میں ماہرین کی جانب سے ایک بات یہ کہی گئی ہے کہ اس کا وائرس چمگادڑ یا سانپ سے انسانوں میں منتقل ہوا ہے، جب انسان خالق کائنات کی ہدایات کو نظر انداز کرے گا تو لامحالہ وبائی امراض عام ہوں گے۔

حرام کمائی بھی حرام خوری ہے

حرام خوری کی دوسری شکل حرام کمائی ہے، ہر وہ مال جو ناجائز طریقوں سے حاصل کیا گیا ہو، وہ مال حرام ہے اور حرام خوری میں شامل ہے، مثلاً سود، چوری، رشوت، خیانت، غصب، دھوکہ، ظلم اور حرام پیشے سب حرام ہیں۔ حرام خوری کے سلسلہ میں بڑی سخت وعیدیں آئی ہیں، حرام خوری آخرت میں رسوائی کا سبب ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: تم سے ایک شخص مانگتا رہتا ہے، یہاں تک کہ اللہ سے اس حال میں جا ملتا ہے کہ اس کے چہرہ پر گوشت کا کوئی ٹکڑا نہ ہوگا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۱۴۷۴) جب بھیک مانگنے کی یہ رسوائی ہے تو آخرت میں حرام خوری کس قدر ذلت کا باعث ہوگی۔

حرام خور جنت سے محروم

حرام خور جنت سے محروم رہتا ہے، حدیث میں آیا ہے کہ وہ گوشت جنت میں نہ جا سکے گا جس کی نشوونما حرام مال سے ہوئی ہو۔ (المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر: ۵۹۶۱)

جائیداد پر ناجائز قبضے کا انجام

زمین و جائیداد پر ناجائز قبضے کے تعلق سے اس قدر سخت وعید آئی ہے کہ ایسے شخص کو قیامت کے دن سات زمینوں کا طوق پہنا دیا جائے گا، یعنی سات طبقوں میں اسے دھنسا دیا جائے گا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۲۴۵۲)

حرام غذا دعا کی قبولیت میں رکاوٹ

حرام غذا قبولیت دعا میں رکاوٹ بنتی ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ پاک ہیں اور پاکیزہ اشیاء ہی قبول کرتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے متقی لوگوں کو بھی

وہی حکم دیا ہے جو رسولوں کو دیا ہے، فرمایا: اے رسولو! پاکیزہ چیزیں کھاؤ اور نیک عمل کرو، بے شک تم جو بھی کرتے ہو، میں اس کو بخوبی جانتا ہوں۔ (المؤمنون: ۵۱) اور مؤمنین کو فرمایا: اے ایمان والو! ہم نے جو تم کو پاکیزہ چیزیں عطا کی ہیں، ان میں سے کھاؤ ۔ (البقرۃ: ۱۷۲) پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک آدمی کا ذکر فرمایا، جس کے لمبے سفر کی وجہ سے پراگندہ اور گرد و غبار سے اٹے ہوئے بال ہیں، اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی جانب اٹھا کر کہتا ہے: یارب یارب! اس کا کھانا بھی حرام کا اس کا پینا بھی حرام کا، اسے غذا بھی حرام کی دی گئی، اس کی دعا کیسے قبول ہوگی۔ (مسلم شریف)

حرام خوری کی وجہ سے صدقات بھی قبول نہیں

حرام خوری کی وجہ سے اللہ تعالیٰ بندہ کے صدقات بھی قبول نہیں فرماتا، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: کوئی نماز بغیر طہارت کے قبول نہ کی جائے گی، اور نہ ہی حرام مال کا کوئی صدقہ قبول کیا جائے گا۔ (مسلم شریف)

حرام خوری سے عبادت بھی قبول نہیں ہوتی

حرام مال کا اثر عبادات پر بھی پڑتا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: اللہ تعالیٰ اس آدمی کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام داخل ہو۔ (جامع العلوم والحکم لابن رجب)

حرام خور رحمت الٰہی سے دور

نیز حرام مال عذاب قبر کا بھی موجب ہے، جیسا کہ بخاری شریف میں سود خور کے متعلق تفصیلی حدیث وارد ہوئی ہے، سب سے بڑی بات یہ ہے کہ حرام خوری کرنے والا خدا کی رحمت سے دور ہوتا ہے، چنانچہ رشوت لینے اور دینے والے کے بارے میں حدیث میں

آیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان دونوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (سنن ابی داؤد) لعنت کا معنیٰ خدا کی رحمت سے دوری ہے، جو رحمت الٰہی سے دور ہوگا، وہ کہیں کا نہیں رہے گا۔

حرام خوری سے برکت کا خاتمہ

حرام خوری کی ایک نحوست یہ ہے کہ اس کا عادی انسان مال میں برکت سے محروم ہوجاتا ہے، چنانچہ بیع وشراء کے سلسلہ میں ایک مرتبہ نبیٔ کریم ﷺ نے فرمایا: بائع اور مشتری کو اختیار ہے (بیع کو توڑنے اور رکھنے کا) جب تک کہ وہ جدا نہ ہوجائیں، پس اگر ان دونوں نے بیع وشراء کرتے ہوئے صحیح بیان کیا تو ان دونوں کو بیع وشراء میں برکت دی جائے گی، اور اگر ان دونوں نے جھوٹ بولا اور چھپایا تو ان کی اس بیع وشراء میں برکت ختم کردی جائے گی۔ (بخاری شریف) الغرض حرام خوری ایک بدترین لعنت ہے، ہر مؤمن کو اس سے بچنا چاہیے۔

ناپ تول میں کمی

قدرتی آفات اور اللہ کے عذاب کو دعوت دینے والا ایک گناہ ناپ تول میں کمی ہے۔

ناپ تول میں کمی پر وعید

قرآن مجید میں ناپ تول میں کمی کرنے والوں کے لیے ہلاکت اور خرابی کی وعید سنائی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِينَ۔ الَّذِينَ إِذَا اكْتَالُوا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُونَ۔ وَإِذَا كَالُوهُمْ أَوْ وَزَنُوهُمْ يُخْسِرُونَ۔ (التطفیف: ۱-۳) بڑی خرابی ہے ناپ تول میں کمی کرنے والوں کی، جب لوگوں سے ناپ کر لیتے ہیں تو پورا پورا لیتے ہیں،

جب انہیں ناپ کر یا تول کر دیتے ہیں تو کم دیتے ہیں، یہ وہ لوگ ہیں کہ جن کا لینے کا پیمانہ الگ اور دینے کا الگ، لوگوں کا حق دیتے ہوئے اس میں ڈنڈی مارنا نہایت سنگین اخلاقی بیماری ہے۔

حضرت شعیبؑ کی قوم کو حکم الٰہی

سورۂ اعراف میں قوم شعیب کے سلسلہ میں ارشاد ربانی ہے: اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو بھیجا، انہوں نے کہا کہ اے میری قوم کے لوگو! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں، تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے ایک روشن دلیل آ چکی ہے، لہٰذا ناپ تول پورا پورا کیا کرو۔ (الاعراف: ۸۵) سورۂ ہود میں ارشاد ہے: اور مدین کی طرف ہم نے ان کے بھائی شعیب کو نبی بنا کر بھیجا، انہوں نے کہا: اے میری قوم! اللہ کی عبادت کرو، اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں اور ناپ تول میں کمی مت کیا کرو، میں دیکھ رہا ہوں کہ تم خوش حال ہو اور مجھے تم پر ایک ایسے دن کے عذاب کا خوف ہے، جو تمہیں چاروں طرف سے گھیر لے گا اور اے میری قوم کے لوگو! ناپ تول پورا پورا کیا کرو، لوگوں کو ان کی چیزیں گھٹا کر مت دیا کرو، اور زمین میں فساد پھیلاتے مت پھرا کرو۔ (ھود: ۸۴۔۸۵)

حضرت شعیبؑ کی قوم ہلاک ہوگئی

یہ بیماری حضرت شعیبؑ کی قوم میں عام تھی، حضرت شعیبؑ نے انہیں بہت سمجھایا؛ لیکن وہ باز نہ آئے، اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک دردناک عذاب نازل کیا، ایک ہفتہ تک سخت گرمی پڑنے کے بعد ان پر بادلوں کا سایہ لایا گیا، جب لوگ بادلوں کے سایہ میں

جمع ہو گئے تو ان پر پانی کے بجائے آگ کے شعلوں کی بارش برسائی گئی۔

ناپ تول میں کمی پر قہر خداوندی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی قوم ناپ تول میں کمی کرتی ہے تو اس کو قحط سالی، روزگار میں تنگی اور بادشاہ کے ظلم کے ذریعہ سزا دی جاتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ: حدیث نمبر: ۴۰۱۹)

درست ترازو کے استعمال کا حکم

سورۂ بنی اسرائیل میں مسلمانوں کو تاکید کی گئی ہے: وَأَوۡفُوا الۡكَيۡلَ إِذَا كِلۡتُمۡ وَزِنُوا بِالۡقِسۡطَاسِ الۡمُسۡتَقِيمِ۔ (بنی اسرائیل: ۳۵) اور جب کسی کو کوئی چیز پیمانے سے ناپ کر دو تو پورا ناپو اور تولنے کے لیے صحیح ترازو استعمال کرو۔

ناپ تول میں کمی کی وجہ سے ہلاکت اور قحط کا نزول

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ناپ تول میں کمی بیشی کرنے والوں کے بارے میں فرمایا: تم ایسا کام کر رہے ہو، جس سے پہلی امتیں ہلاک ہو چکی ہیں۔ (ترمذی شریف) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ناپ تول میں کمی بیشی کرنے سے قحط اس طرح پڑ جاتا ہے، جس طرح زنا کی کثرت سے طاعون مسلط ہو جاتا ہے۔ (سنن ابن ماجہ) ناپ تول میں کمی سے روزی کی برکت چھین لی جاتی ہے، آدمی ہزاروں روپیے کماتا ہے؛ لیکن اس کے اخرجات پورے نہیں ہوتے، ناپ تول میں کمی دراصل دوسروں کی حق تلفی کرنا ہے، جو شخص ناپ تول میں کمی کرتا ہے، وہ دوسرں کے حق پر ناحق قبضہ جماتا ہے

ناپ تول میں کمی کرنے سے کیسے بچا جائے؟

اس بدترین سماجی برائی سے محفوظ رہنے کے لیے خوف خدا دل میں ہونا ضروری ہے، نیز دنیا کی محبت سے کنارہ کشی ضروری ہے، اس کے علاوہ اس حقیقت کو ذہن میں رکھنا بھی ضروری ہے کہ حقوق العباد میں تھوڑی بہت کوتاہی بھی آخرت میں مؤاخذہ کا سبب بنے گی۔

زکوۃ ادا نہ کرنا

قدرتی آفات اور عذاب الٰہی کا سبب بننے والے اعمال میں ایک عمل زکوۃ کی ادائیگی میں کوتاہی ہے، زکوۃ ارکان اسلام میں ایک مہتم بالشان رکن ہے، جس طرح ہر عاقل بالغ مسلمان پر نماز فرض ہے، اسی طرح ہر صاحب نصاب مسلمان پر اپنی شرائط وتفصیلات کے ساتھ زکوۃ بھی فرض ہے۔

زکوۃ ادا نہ کرنے کا اخروی عذاب

قرآن مجید میں دسیوں مقامات پر نماز اور زکوۃ ایک ساتھ ذکر کئے گئے ہیں اور استطاعت کے باوجود زکوۃ نہ دینے والوں کے لیے آخرت میں سخت ترین وعید سنائی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: وَالَّذِينَ يَكْنِزُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يُنْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ ۔ يَوْمَ يُحْمَى عَلَيْهَا فِي نَارِ جَهَنَّمَ فَتُكْوَى بِهَا جِبَاهُهُمْ وَجُنُوبُهُمْ وَظُهُورُهُمْ هَذَا مَا كَنَزْتُمْ لِأَنْفُسِكُمْ فَذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْنِزُونَ (التوبہ: ۳۴، ۳۵) جو لوگ سونا اور چاندی جمع کر کے رکھتے ہیں اور

انہیں اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے (ان کی زکوۃ نہیں نکالتے) پس آپ انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری دیجیے، جس دن (سوناچاندی) کو جہنم کی آگ میں تپایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیوں، پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (اور کہا جائے گا) یہ وہ مال ہے جسے تم نے اپنے لیے ذخیرہ کر کے رکھا تھا، تو چکھو اس کا مزہ جسے تم جمع کر کے رکھتے تھے۔

زکوۃ ادا نہ کرنے کا دنیوی عذاب

زکوۃ نہ دینے کا وبال جو آخرت میں ہوگا، وہ تو ہو کر رہے گا؛ لیکن اس گناہ کی نحوست لوگوں کو دنیا بھی گھیر لے گی۔ دنیا میں عذاب کی صورت یہ ہوگی کہ جو لوگ زکوۃ ادا نہیں کرتے، ان کے لیے آسمان سے بارش روک دی جائے گی، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو قوم اپنے مال میں زکوۃ نہیں ادا کرتی، ان پر آسمان سے بارش روک دی جاتی ہے، اگر زمین پر چرند پرند نہ ہوتے تو ان کو کبھی بارش نہ دی جاتی۔ (سنن ابن ماجہ: ۴۰۱۹)

زکوۃ میں کوتاہی آفات کا سبب

آج کے موجودہ معاشرہ میں وجوب زکوۃ کے باوجود زکوۃ نہ دینے والوں کی تعداد سیکڑوں میں نہیں ہزاروں میں ہے، لوگ زکوۃ واجب ہونے کے باوجود مختلف بہانوں سے زکوۃ ادا نہیں کرتے، وہ نہیں سوچتے کہ ان کا یہ عمل کتنی بڑی آفت کو دعوت دے رہا ہے، قحط سالی اور وقت پر بارش کا نہ ہونا یا ضرورت سے زیادہ بارش، یہ سب خدا تعالیٰ کی جانب سے آنے والی آفات ہیں۔

زبان کا غلط استعمال

زبان کا غلط استعمال بھی اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا سبب بنتا ہے، زبان کے صحیح اور غلط

استعمال کو لوگ زیادہ اہمیت نہیں دیتے؛ لیکن یہ اس قدر سنگین معاملہ ہے کہ اسی سے بندہ خدا کے قریب ہوتا ہے اور خدا کا مبغوض بھی۔

ہر بات محفوظ ہورہی ہے

ہماری زبان سے جو کچھ کلمات ادا ہوتے ہیں، وہ سب خدا کے پاس محفوظ ہوتے ہیں، ارشاد خداوندی ہے: مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ (ق: ۱۸) انسان اپنی زبان سے کوئی لفظ نہیں نکالتا؛ مگر قریب ہی میں ایک چوکس نگران ہوتا ہے۔

خاموشی میں نجات

آدمی کی سلامتی اسی میں ہے کہ وہ زبان کو کنٹرول میں رکھے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: من سکت سلم۔ (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر: ۴۷۷۱) جو خاموش رہا، اس نے سلامتی پائی۔

کامل مؤمن کی شان

قرآن مجید اہل ایمان کی ایک خاص صفت یوں بیان کی گئی کہ وہ لغو باتوں سے اعراض کرتے ہیں، ارشاد ربانی ہے: وَالَّذِينَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُونَ۔ (المؤمنون: ۳) زبان کی حفاظت آدمی کے کامل مسلمان ہونے کی نشانی ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: حقیقی مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں۔ (بخاری و مسلم)

زبان سے نکلنی والی معمولی بات کا اثر

زبان سے نکلی ہوئی ایک چھوٹی سی بات بسا اوقات انسان کی نجات کا ذریعہ بنتی ہے،

اسی طرح کوئی چھوٹا سا جملہ آدمی کی ہلاکت کا سبب بنتا ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: ایک شخص اپنی زبان سے اللہ تعالیٰ کی رضامندی اور خوشنودی کے کلمات ادا کرتا ہے، حالاں کہ ان کلمات کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی؛ لیکن اللہ تعالیٰ اس کی وجہ سے اس شخص کے درجات بلند فرماتا ہے اور ایک شخص اللہ کو ناراض کرنے والے کلمات ادا کرتا ہے، اس کے نزدیک ان کی کوئی اہمیت نہیں ہوتی؛ لیکن اللہ اس کی وجہ سے اس کو جہنم میں گرا دیتا ہے۔ (صحیح بخاری)

دو چیزوں کی حفاظت پر جنت کی ضمانت

زبان کی اسی نزاکت کی وجہ سے نبئ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مجھے دو چیزوں کی ضمانت دے، میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں اور وہ دو چیزیں زبان اور شرم گاہ ہیں۔ (ترمذی شریف)

زبان سے اعضائے جسم کی فریاد

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: صبح کے وقت ابن آدم کے تمام اعضاء ہاتھ جوڑ کر اس کی (زبان کی) منت کرتے ہیں کہ تو ہمارے بارے میں اللہ سے ڈر، تو اگر سارا دن سیدھی رہی، تو ہم سیدھے ہیں اور اگر تو ٹیڑھی ہوگئی، ہم بھی ٹیڑھے ہو جائیں گے۔ (ترمذی شریف)

بڑا خطرہ زبان سے ہے

حضرت سفیان ابن عبداللہ ثقفی کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! جن چیزوں کو آپ میرے لیے خوف ناک خیال کرتے ہیں، ان میں سے زیادہ خوف ناک کیا چیز ہے؟ یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی زبان کو پکڑا اور فرمایا: یہ۔ (ترمذی شریف)

طبرانی کی معجم کبیر کی ایک روایت میں ہے کہ انسان کی اکثر خطائیں اس کی زبان سے سرزد ہوتی ہیں۔ (المعجم الکبیر، حدیث نمبر:۱۰۴۴۶)

زبان کو قابو میں رکھنا نجات کا ذریعہ

حضرت عقبہ ابن عامرؓ بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کی اور پوچھا کہ نجات کا ذریعہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اپنی زبان کو قابو میں رکھو، اپنے گھر میں رہو اور اپنے گناہوں پر روؤ۔ (ترمذی شریف)

موجودہ دور کا المیہ

موجودہ مسلم معاشرہ کا جائزہ لیں تو زبان کا غلط استعمال اس قدر عام نظر آتا ہے کہ ہماری کوئی مجلس اس سے خالی نہیں ہوتی، جھوٹ، غیبت، دل آزاری، گالی گلوج اور دوسروں کی تحقیر وغیرہ کون سی برائی ہے جو ہمارے معاشرہ میں عام نہیں ہے۔

زبان کو کنٹرول میں کیسے رکھا جائے؟

زبان کی آفتوں سے حفاظت کے لیے ضروری ہے کہ آدمی زیادہ خاموش رہنے کی عادت ڈالے، زبان جتنا کم چلے گی، اتنا ہی اس کی آفتوں سے حفاظت ہوگی، نیز زبان کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے آدمی یہ بات ذہن میں رکھے کہ اس کی زبان سے نکلنے والا ہر بول خدا کے پاس محفوظ ہو رہا ہے، اسی طرح اس بات کا استحضار بھی کرے کہ وہ جس قدر دوسروں کے تعلق سے بدزبانی کرے گا، اسی قدر اپنی نیکیوں سے محروم ہوگا، زبان کی آفتوں سے بچاؤ کا مؤثر طریقہ یہ ہے کہ آدمی غیروں کا تذکرہ بالکل نہ کرے، اس سے غیبت سے بالکل تحفظ ہو جائے گا۔

دنیا سے حد درجہ محبت

پچھلی قوموں پر عذاب الٰہی آنے کی ایک وجہ دنیا کی حد درجہ محبت تھی، یہ حقیقت ہے کہ جو کوئی قوم اللہ کو بھول کر دنیا میں مگن ہو جاتی ہے تو اس کے لیے ہر برائی آسان ہو جاتی ہے، اس لیے کہ دنیا کی محبت ہر برائی کی جڑ ہے اور برائیوں کی خوگر قوم پر قدرتی آفات اور وبائی امراض کا آنا بعید نہیں ہے۔

دنیا کی محبت ہلاکت کا ذریعہ ہے

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک ایسے دور کی پیشین گوئی فرمائی تھی: جب مسلمان مغلوب ہو جائیں گے اور دشمن ان پر غالب آ جائیں گے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی وجہ یہ بتائی کہ اس وقت مسلمان دنیا کی محبت اور موت کے ڈر کا شکار ہو جائیں گے، مکمل حدیث یوں ہے:" عنقریب وہ وقت آئے گا، جب تم پر قومیں ٹوٹ پڑیں گی، جس طرح کھانے والے ایک دوسرے کو کھانے کے پیالہ کی طرف بلاتے ہیں، ایک شخص نے کہا: کیا ایسا اس زمانہ میں ہماری قلت تعداد کی وجہ سے ہوگا؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: نہیں، تم تو اس زمانہ میں کثیر تعداد میں ہوں گے؛ لیکن تمہاری حیثیت اس خس وخاشاک کی طرح ہوگی، جو دریا اور سیلاب کے جھاگ کے ساتھ ملا ہوا ہوتا ہے، اللہ تمہارے دلوں میں وہن ڈال دے گا، ایک شخص نے پوچھا اے اللہ کے رسول! وہن کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دنیا کی محبت اور موت سے نفرت۔ (سنن ابی داؤد)

دنیا کی محبت کا بڑا نقصان

دنیا کی محبت کا سب سے خطرناک اثر یہ ہے کہ اس سے آدمی آخرت سے غافل

ہوجاتا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے بار بار دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری کا ذکر فرمایا ہے، ایک جگہ لوگوں کو جھنجھوڑتے ہوئے فرمایا: بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا ۔ وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَىٰ ۔ (الاعلیٰ :۱۶، ۱۷) تم دنیوی زندگی کو ترجیح دیتے ہو، حالاں کہ آخرت بہتر اور پائیدار ہے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت معاذ ابن جبلؓ کو نصیحت

یہ بھی حقیقت ہے کہ جو بندہ محبت دنیا میں مبتلا ہوجاتا ہے، وہ عیش کوش ہوجاتا ہے، اور عیش کوشی اللہ کو پسند نہیں، یہی وجہ ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت معاذ ابن جبلؓ کو یمن کا گورنر بنا کر بھیجا تو فرمایا: تم عیش وعشرت میں پڑنے سے خود کو بچانا؛ کیوں کہ اللہ کے بندے عیش کوش نہیں ہوتے۔ (مسند احمد)

دنیا کی محبت یہودیوں کا شیوہ

دنیا سے حد درجہ محبت یہود کا شیوہ ہے، قرآن مجید میں یہود کی اس خصوصیت کا ذکر کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَلَتَجِدَنَّهُمْ أَحْرَصَ النَّاسِ عَلَىٰ حَيَاةٍ وَمِنَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا يَوَدُّ أَحَدُهُمْ لَوْ يُعَمَّرُ أَلْفَ سَنَةٍ وَمَا هُوَ بِمُزَحْزِحِهِ مِنَ الْعَذَابِ أَنْ يُعَمَّرَ وَاللَّهُ بَصِيرٌ بِمَا يَعْمَلُونَ ۔ (البقرۃ:۹۶) تم انہیں سب سے بڑھ کر جینے کا حریص پاؤ گے، حتیٰ کہ یہ اس معاملہ میں مشرکوں سے بھی بڑھے ہوئے ہیں، ان میں سے ایک شخص یہ چاہتا ہے کہ کسی طرح ہزار برس جئے، حالاں کہ لمبی عمر بہر حال اسے عذاب سے دور نہیں پھینک سکتی، جیسے کچھ یہ اعمال کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ تو انہیں دیکھ رہا ہے۔

دنیا کی محبت تمام برائیوں کی جڑ

دنیا سے حد درجہ محبت کی بے شمار خرابیاں ہیں، سب سے بڑی خرابی یہ ہے کہ ایسا شخص

دین میں کمزور ہو جاتا ہے اور آخرت سے اس کی توجہ ہٹ جاتی ہے، نیز متاع دنیا کی خاطر وہ حلال وحرام کا فرق ختم کر دیتا ہے، خدا کی راہ میں مال خرچ کرنا اس پر گراں گزرتا ہے، وہ جہاد فی سبیل اللہ سے راہ فرار اختیار کرتا ہے، ایسا شخص مال کی خاطر اعمال کو برباد کرتا ہے، دین داری کے بجائے دنیا داری کو ترجیح دیتا ہے، اس کی نگاہ میں ایمان سے بڑھ کر ساز وسامان کی اہمیت ہو جاتی ہے، دنیا سے محبت آدمی قتل وغارت گری پر آمادہ کرتی ہے، وہ رشتے ناطوں کو پامال کرنے لگتا ہے، صلہ رحمی کے بجائے قطع رحمی پر اتر آتا ہے، اسی لیے حدیث میں دنیا کی محبت کو ساری برائیوں کی جڑ قرار دیا گیا ہے۔

دل سے دنیا کی محبت کیسے کم کی جائے؟

دل سے دنیا کی محبت کم کرنے کے لیے دنیا کی بے ثباتی اور آخرت کی پائیداری پر غور کرنا چاہیے، نیز دنیا داروں کی صحبت سے اپنے کو دور رکھنا چاہیے اور اللہ والوں کی صحبت اپنانی چاہیے، اور اس حقیقت کو پیش نظر رکھنا چاہیے کہ دنیا چار دن کی چاندنی ہے، پھر اندھیری رات ہے۔

ترکِ جہاد

قرآن وسنت میں جن برائیوں کو عذاب الٰہی کا ذریعہ بتایا گیا ہے، ان میں ایک ترک جہاد ہے۔

ترک جہاد پر عذاب کا نزول

حضرت ابوامامہؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: **من لم یغز أو**

يجهز غازيا أو يخلف غازيا في أهله بخير، أصابه الله سبحانه بقارعة قبل يوم القيامة۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۷۶۲) جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا، نہ کسی مجاہد کو سامان جہاد دیا اور نہ کبھی مجاہد فی سبیل اللہ کی یہ خدمت انجام دی کہ اس کے اہل وعیال کی نگرانی بلا کسی غرض دنیوی کے پوری طرح کی تو قیامت سے پہلے پہلے اللہ تعالیٰ اس پر عذاب نازل فرمائیں گے۔

جہاد نہ کرنے والا منافق ہے

اتنا ہی نہیں بعض روایات میں اس شخص کو منافق قرار دیا گیا ہے، جس نے دل میں کبھی جہاد کا خیال بھی نہ لایا ہو۔ ارشاد نبوی ہے: من مات ولم يغز، ولم يحدث به نفسه، مات على شعبة من نفاق۔ (مسلم شریف، حدیث نمبر: ۱۹۱۰) حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جس شخص نے نہ کبھی جہاد کیا اور نہ اپنے دل ہی میں جہاد کا ارادہ کیا تو گویا وہ ایک قسم کے نفاق پر انتقال کر گیا۔

ایک اور حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: مَنْ لَقِيَ اللَّهَ بِغَيْرِ أَثَرٍ مِنْ جِهَادٍ لَقِيَ اللَّهَ وَفِيهِ ثُلْمَةٌ. (سنن ترمذی، حدیث نمبر: ۱۶۶۶) جو شخص قیامت کے روز اللہ کے سامنے اس طرح حاضر ہوگا کہ اس کے بدن پر کوئی نشان جہاد کا نہ ہو تو وہ ایک عیب کے ساتھ اللہ سے ملے گا۔

ترک جہاد پر ذلت کا تسلط

ترک جہاد سے اللہ تعالیٰ امت پر ذلت مسلط کر دیتے ہیں، چنانچہ ایک حدیث میں آیا ہے: وتركتم الجهاد، سلط الله عليكم ذلا لا ينزعه حتى ترجعوا إلى

دینکم (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۴۶۲) جب تم جہاد کو چھوڑ دو تو اللہ تعالیٰ تمہارے اوپر ذلت ومسکنت مسلط کردے گا، جو اس وقت تک ختم نہ ہوگی جب تک کہ تم اپنے دین کی طرف پلٹ نہ آؤ۔

جہاد کا صحیح مفہوم

لیکن یہاں یہ بات جان لینی چاہیے کہ جہاد ایک اجتماعی فریضہ ہے، جہاد کا مطلب یہ نہیں کہ کوئی بھی شخص تلوار لے کر نکل پڑے اور قتل وقتال شروع کرے؛ بلکہ جہاد کے شرائط ہیں، جہاد ہر ایک سے نہیں کیا جاتا، اور نہ ہی ہر وقت کیا جا سکتا ہے، جہاد فساد کا نام نہیں ہے؛ بلکہ جہاد کا مقصد دفع فساد، قیام امن اور اعلائے کلمۃ اللہ ہے، شرائط جہاد کے بغیر جہاد کی بات کرنا حماقت ہے۔

نعمتوں کی ناشکری

نعمتوں کی ناشکری اللہ کے یہاں انتہائی ناپسندیدہ عمل ہے، حضرت انسان پر اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں ہیں اور نعمتوں کا یہ تسلسل زندگی کے لمحۂ اخیر تک جاری رہتا ہے، کوئی انسان چاہے کتنا ہی مفلس وقلاش ہو، وہ بھی خدا کی نعمتوں سے مالا مال ہے، خدا کی معمولی سی نعمت اگر تھوڑی دیر کے لیے موقوف کردی جائے تو آدمی کی زندگی خطرہ میں پڑ جاتی ہے۔

شکر کا حکم

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ بندے اس کی نعمتوں کی شکر گزاری کریں، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: وَاشْكُرُوا لِي وَلَا تَكْفُرُونِ۔ (البقرۃ: ۱۵۲) اور میرا شکر کرو، اور میری ناشکری نہ کرو۔

خدا اپنی نعمتوں کا یاد دلاتا ہے

قرآن مجید اللہ تعالیٰ نے جگہ جگہ اپنی نعمتوں کا ذکر فرمایا ہے، ایک جگہ ارشاد ہے: قُلْ هُوَ الَّذِي أَنْشَأَكُمْ وَجَعَلَ لَكُمُ السَّمْعَ وَالْأَبْصَارَ وَالْأَفْئِدَةَ قَلِيلًا مَا تَشْكُرُونَ۔ (الملک: ۲۳) آپ کہہ دیجیے کہ وہی اللہ ہے جس نے تمہیں پیدا کیا اور تمہارے کان، آنکھیں اور دل بنائے، تم بہت ہی کم شکر گزاری کرتے ہو۔

ناشکری پر عذاب کی دھمکی

اللہ تعالیٰ چاہتے ہیں کہ اس کے بندے ان کی شکر گزاری کریں، اللہ تعالیٰ نے ناشکری کرنے والوں کو عذاب کی دھمکی دی ہے، چنانچہ ارشاد ربانی ہے: لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ وَلَئِنْ كَفَرْتُمْ إِنَّ عَذَابِي لَشَدِيدٌ۔ (ابراہیم: ۷) اگر تم شکر کرو گے تو میں (نعمتوں میں) اضافہ کروں گا اور اگر ناشکری کرو گے تو میرا عذاب بڑا سخت ہے۔ ناشکری پر اللہ کی سزا اس لیے ہے کہ ناشکری دراصل نقص ایمان کی نشانی ہے، جو بندہ ناشکری میں مبتلا ہوتا ہے، وہ کمال ایمان کے درجہ سے محروم ہوتا ہے۔

نعمتیں بھی امتحان کا ذریعہ ہیں

علاوہ ازیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے نعمتوں کا ملنا، دراصل آدمی کے لیے امتحان ہے کہ خدا کا شکر کرتا ہے یا نہیں، حضرت سلیمانؑ کو اللہ تعالیٰ نے بے شمار نعمتوں سے نوازا، حضرت سلیمانؑ نے ان کا شکر بجالاتے ہوئے فرمایا: هَٰذَا مِنْ فَضْلِ رَبِّي لِيَبْلُوَنِي أَأَشْكُرُ أَمْ أَكْفُرُ۔ (النمل: ۴۰) یہ میرے رب کا فضل ہے، تاکہ وہ مجھے آزمائے کہ میں شکر گزاری کرتا ہوں یا ناشکری۔

ناشکری کا دنیامیں عذاب

ناشکری جہاں نعمتوں کے زوال کا سبب بنتی ہے، وہیں دنیامیں عذاب الٰہی کا ذریعہ بنتی ہے، اللہ تعالیٰ نے ایک بستی کی مثال یوں بیان فرمائی: وَضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا قَرْيَةً كَانَتْ آمِنَةً مُطْمَئِنَّةً يَأْتِيهَا رِزْقُهَا رَغَدًا مِنْ كُلِّ مَكَانٍ فَكَفَرَتْ بِأَنْعُمِ اللّٰهِ فَأَذَاقَهَا اللّٰهُ لِبَاسَ الْجُوعِ وَالْخَوْفِ بِمَا كَانُوا يَصْنَعُونَ۔ (النحل: ۱۱۲) اللہ تعالیٰ ایسی بستی کی مثال بیان فرماتا ہے جو پورے امن واطمینان سے تھی، اس کی روزی اس کے پاس بافراغت ہر جگہ سے چلی آرہی تھی، پھر اس نے اللہ کی نعمتوں کی ناشکری کی تو اللہ تعالیٰ اسے بھوک اور ڈر کا مزہ چکھایا، جو بدلہ تھا ان کے کرتوتوں کا۔

ناشکری برکتوں کے خاتمہ کا سبب

درمنثور میں حضرت حسن بصریؒ کا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کی ناشکری کی جاتی ہے تو نعمت کو عذاب میں بدل دیا جاتا ہے، اور یہ بات بھی ذہن نشین ہونی چاہیے کہ عذاب کی ایک شکل نعمتوں سے برکتوں کا اٹھالیا جاتا ہے، بہت سے لوگوں کو نعمتیں حاصل ہوتی ہیں؛ مگر برکت سلب کرلی جاتی ہے۔

ناشکری کا عبرتناک انجام

ناشکری پر اللہ تعالیٰ کس طرح عذاب نازل کرتے ہیں، اس کا ایک نمونہ سورۃ المائدہ میں ذکر کیا گیا ہے، بنی اسرائیل نے حضرت عیسیٰؑ سے خواہش کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہم پر آسمان سے دسترخوان نازل کرے، اول تو حضرت عیسیٰؑ نے انہیں منع فرمایا کہ ایسی فرمائشیں نہ کرو، مناسب نہیں؛ لیکن وہ اصرار کرنے لگے، بالآخر حضرت عیسیٰؑ نے اللہ سے دعا فرمائی اور آسمان سے دسترخوان نازل ہونے لگا، تفسیر طبری اور تفسیر مظہری

جیسی کتب تفسیر میں حضرت عبداللہ ابن عباسؓ اور حضرت سلمان فارسیؓ کی روایات سے اس کی تفسیر یوں آئی ہے کہ پہلے حضرت عیسیٰؑ نے بنی اسرائیل کو روزہ رکھنے کی تلقین فرمائی، اور یہ وعدہ کیا کہ اگر تم روزہ رکھو گے تو اللہ تعالیٰ تمہاری دعائیں قبول فرمائیں گے، بنی اسرائیل نے ایک ماہ مسلسل روزے رکھا، جب ۳۰ روزے مکمل ہوئے تو انہوں نے حضرت عیسیٰؑ سے عرض کیا کہ آپ اللہ سے دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں آسمان سے تیار کھانوں کا خوان اتارے ، ابتداء میں حضرت عیسیٰؑ نے انہیں تنبیہ فرمائی کہ تمہیں ایسی فرمائشیں نہیں کرنی چاہئیں؛ لیکن جب اصرار بڑھ گیا تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی، اللہ نے خوان اتارنے کا وعدہ فرمایا اور ساتھ ہی یہ بھی فرمایا کہ اگر اس کے بعد میری ناشکری کی تو میں ایسا عذاب دوں گا کہ ویسا عذاب کسی کو نہ دیا گیا ہو، دسترخوان اترا، ۴۰ دن تک اترتا رہا، ۴۰ روز کیا ہوئے کہ آزمائش شروع ہوئی اور اللہ نے حکم دیا کہ آج کے بعد یہ خوان صرف غریب لوگوں کے لیے ہوگا، صاحب استطاعت اور امیروں کو کھانے کی اجازت نہ ہوگی، نیز یہ بھی شرط لگائی گئی کہ صرف دسترخوان پر جتنا کھا سکیں، اجازت ہے، لے جانے کی اجازت نہیں، بنی اسرائیل نے ان دونوں باتوں میں اللہ کی نافرمانی کی، جس کی وجہ سے خوان اترنا بند ہو گیا، اور خلاف ورزی کرنے والوں کی راتوں رات جب کہ وہ محو خواب تھے، شکلیں بدل دی گئیں، انہیں خنزیر کی شکل میں مسخ کر دیا گیا، صبح اٹھے تو عجیب حالت تھی، دھڑ اور جسم انسانوں کے تھے؛ مگر شکلیں خنزیروں کی بن چکی تھیں، سب لوگ حضرت عیسیٰؑ کے پاس آ کر آہ و زاری کرنے لگے؛ مگر ان کا رونا کچھ کام نہ آیا، تین دن اسی حالت میں رہ کر موت کا شکار ہو گئے۔

اللہ کے نیک بندے شکر گزار ہوتے ہیں

اللہ تعالیٰ کے جتنے نیک بندے گزرے ہیں، سب شکر گزار تھے، حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں قرآن کہتا ہے: شاکرا لأنعمہ۔ (النحل:۱۲۱) وہ خدا کی نعمتوں کے شکر گزار

تھے۔حضرت نوحؑ کے بارے میں فرمایا گیا:إِنَّهُ كَانَ عَبْدًا شَكُورًا۔(بنی اسرائیل:۳) بے شک وہ شکر گزار بندہ تھا۔

شکر کے درجات

علماء نے نعمتوں کی شکر گزاری کے مختلف درجات ذکر کیا ہے، پہلا درجہ یہ کہ آدمی ان نعمتوں کا شکر ادا کرے، جنہیں آدمی شب وروز استعمال کرتا ہے، دوسرا درجہ یہ کہ مصائب وآلام سے نجات پانے کے بعد اللہ کا شکر ادا کرے، تیسرا درجہ یہ کہ انسان مصائب وآلام میں گھرے رہنے کے باوجود اللہ کو یاد کرے اور یہ احساس کرے کہ بہت سے لوگ تو مجھ سے زیادہ مصائب کا شکار ہیں۔

شکر گزاری کے طریقے

اخیر میں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بندہ اللہ کی شکر گزاری کیسے کرے؟ شکر گزاری کا ایک طریقہ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر کی تجدید کرتا رہے اور یہ احساس پیدا کرے کہ خدا تعالیٰ کا مکمل شکر ادا ہی نہیں ہوسکتا، چوں کہ شکر کی توفیق خود ایک نعمت ہے، جو مستقل شکر کی متقاضی ہے، اپنی عاجزی کا اظہار بھی شکر کا ایک طریقہ ہے، حضرت داوٗدؑ سے منقول ہے کہ انہوں نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ پروردگار! میں آپ کا شکر کیسے بجالاؤں؟ اس لیے کہ تیری شکر گزاری بھی ایک مستقل نعمت ہے، جو تیرے فضل کے بغیر ممکن نہیں، اللہ نے فرمایا:الآن شکرتنی یاداؤد۔اب اے داوٗد! تم نے میرا شکر ادا کیا۔(تفسیر قرطبی) اللہ تعالیٰ کے شکر کی ایک شکل یہ ہے کہ آدمی دل میں اس بات کا یقین بٹھائے کہ ہر چیز کے عطا کرنے والے اللہ تعالیٰ ہی ہیں، اسی طرح خدا کی نعمت کھانا وغیرہ کھاتے وقت ایک ایک لقمہ پر الحمدللہ کہنا بھی شکر کی ایک شکل ہے، حدیث شریف میں آتا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس بات

پر خوش ہوتا ہے کہ بندہ لقمہ کھائے، پھر اس پر شکر بجالائے، پانی پیئے، پھر اس پر اس کی تعریف بیان کرے۔ (صحیح مسلم) حضرت سلمان فارسیؓ سے منقول ہے کہ حضرت نوحؑ جب لباس پہنتے، کھانا کھاتے یا مشروب پیتے تو فوراً الحمدللہ کہتے، اسی لیے ان کا لقب عبد شکور رکھا گیا، خدا تعالیٰ کی شکر گزاری میں یہ بھی داخل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا اظہار کیا جائے۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر اپنی نعمتوں کے اثرات دیکھنا چاہتا ہے، بخل کی وجہ سے نعمتوں کو چھپانا بھی ایک قسم کی ناشکری ہے، صاحب ثروت لوگوں کو چاہیے کہ وہ فضول خرچی اور اسراف سے بچتے ہوئے اچھا لباس اور اچھی چیزیں استعمال کریں، خود کو خستہ حال اور پراگندہ بال نہ رکھیں، شکر گزاری میں یہ بھی داخل ہے کہ آدمی اللہ کی دی ہوئی تمام نعمتوں اس کے حکم کے مطابق استعمال کرے، مال اور اعضاء وجوارح کی تندرستی خدا کی دو بڑی نعمتیں ہیں، ان دونوں نعمتوں کو وہیں استعمال کرے، جہاں استعمال کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے، اور ان جگہوں پر استعمال کرنے سے باز آجائے، جن جگہوں سے اللہ نے منع فرمایا، اسی طرح نعمتوں پر شکر گزاری میں یہ بھی شامل ہے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں کے ذریعہ اللہ کے بندوں پر احسان کرے، اس کے ضرورت مند بندوں کی مدد کرے۔

قرآن مجید سے اعراض

مصائب وآلام کے آنے کا ایک سبب اللہ کی کتاب قرآن مجید سے اعراض ہے، قرآن کتاب رحمت ہے، وہ مؤمنوں کے لیے نسخۂ شفا ہے، قرآن مجید میں ہماری روحانی وجسمانی تمام بیماریوں کا علاج پوشیدہ ہے، جو لوگ صحیح طریقہ سے قرآن مجید پر عامل رہیں گے، وہ ہر قسم کی مشکلات وآفات سے مامون ومحفوظ رہیں گے۔

قرآن مجید سے اعراض کا انجام

اس کے برخلاف قرآن مجید سے اعراض کرنے والے طرح طرح کی مشکلات سے دوچار ہوں گے۔ ارشاد خداوندی ہے: **وَمَنْ أَعْرَضَ عَنْ ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنْكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَى**۔ (طٰہٰ: ۱۲۴) اور جو میری نصیحت (قرآن مجید) سے اعراض کرے گا، اس کے لیے تنگ زندگی ہے اور ہم قیامت کے دن اسے اندھا اٹھائیں گے۔

توہینِ شعائر اللہ

اللہ کے شعائر کی توہین بھی خدا کے عذاب کو دعوت دینے والی حرکت ہے، شعائر اللہ کا ذکر قرآن مجید میں مختلف مقامات پر آیا ہے، سورۃ البقرہ میں ارشاد ہے: **إِنَّ الصَّفَا وَالْمَرْوَةَ مِنْ شَعَائِرِ اللَّهِ**۔ (البقرۃ: ۱۵۸) بے شک صفا اور مروہ اللہ کے شعائر میں سے ہیں۔ سورہ مائدہ میں مختلف شعائر اللہ کی بے حرمتی سے منع کیا گیا ہے، اسی طرح سورۂ حج میں حج میں قربان کیے جانے والے خاص اونٹوں کو بھی شعائر اللہ کہا گیا ہے۔

شعائر اللہ کیا ہیں؟

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے شعائر اللہ کی تعریف کرتے ہوئے لکھا ہے: ’’شعائر الٰہیہ سے ہماری مراد وہ ظاہری اور محسوس امور و اشیاء ہیں جن کا تقرر اسی لیے ہوا کہ ان کے ذریعہ اللہ کی عبادت کی جائے، ان امور اور اشیاء کو خدا کی ذات سے ایسی مخصوص نسبت ہے کہ ان کی عظمت و حرمت کو لوگ خود اللہ کی عظمت و حرمت سمجھتے ہیں اور ان سے متعلق کسی طرح کی کوتاہی کو ذات الٰہی کے متعلق کوتاہی سمجھتے ہیں۔ (حجۃ اللہ البالغہ: حصۂ اول، باب ہفتم)

چند بڑے شعائر

علماء نے بڑے بڑے شعائر میں چار چیزوں کو شامل کیا ہے: (۱) قرآن حکیم (۲) کعبۃ اللہ (۳) نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (۴) نماز۔ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ نے تفسیر فتح العزیز میں کعبہ، عرفہ، مزلفہ، جمار ثلاثہ، صفا و مرہ، منی، جمیع مساجد، ماہ رمضان، اشہر حرم، عید الفطر، عید النحر، ایام تشریق، جمعہ، اذان، اقامت، نماز باجماعت اور نماز عیدین وغیرہ کو شعائر اللہ میں شمار کیا ہے۔

شعائر اللہ کا احترام تقویٰ کا ضامن

الغرض اللہ تعالیٰ اور اس کے دین سے خصوصی نسبت رکھنے والی چیزیں شعائر اللہ ہیں، ان کا احترام ہمارا ایمانی تقاضہ ہے، قرآن مجید میں شعائر اللہ کے احترام کو دلوں کے تقوی کی علامت قرار دیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يُعَظِّمْ شَعَائِرَ اللّٰهِ فَإِنَّهَا مِنْ تَقْوَى الْقُلُوبِ۔ (الحج: ۳۲) اور جو کوئی شعائر اللہ کی تعظیم کرتا ہے تو وہ دلوں کے تقوی کی بات ہے۔

شعائر اللہ کی توہین پر عذاب الہی

جو قوم شعائر اللہ کی توہین کی مرتکب ہوتی ہے، وہ عذاب الہی کی مستحق ٹھہرتی ہے، قوم ثمود کے لیے اللہ نے بطور معجزہ ایک اونٹنی ظاہر فرمائی تھی، جو کہ اللہ کے شعائر میں تھی، اللہ نے اسے چھیڑنے اور اذیت دینے سے منع کیا تھا؛ لیکن قوم ثمود کے لوگوں نے نہ صرف اس کی توہین کی؛ بلکہ اس کو ذبح کر ڈالا، جس پر انہیں عذاب آ گھیرا۔

شعائر اللہ کی دلنشیں توضیح

شعائر اللہ کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا امین احسن اصلاحی لکھتے ہیں: ”مثلاً

قربانی حقیقت اسلام کا ایک مظہر ہے، اسلام کی حقیقت یہ ہے کہ بندہ اپنے آپ کو بالکلیہ اپنے رب کے حوالہ کردے، اپنی کوئی محبوب سے محبوب چیز بھی اس سے دریغ نہ رکھے، اس حقیقت کا عملی مظاہرہ جس طرح حضرت ابراہیمؑ نے اپنے بیٹے کی قربانی کر کے فرمایا، وہ تاریخ انسانی کا ایک بےنظیر واقعہ ہے، اس وجہ سے اللہ نے اس کی یادگار میں جانوروں کی قربانی کو ایک شعیرہ کے طور پر مقرر فرمادیا، تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کے اندر اسلام کی اصل حقیقت برابر تازہ ہوتی رہے، اسی طرح حجر اسود ایک شعیرہ ہے، یہ پتھر حضرت ابراہیمؑ کے عہد سے اس روایت کا ایک نشان ہے کہ اس کو بوسہ دے کر یا اس کو ہاتھ لگا کر بندہ اپنے رب کے ساتھ عہد بندگی اور اپنے میثاق اطاعت کی تصدیق کرتا ہے۔ (تدبر قرآن: سورۃ المائدہ)

شعائر اللہ کی توہین نہ کی جائے

شعائر اللہ میں خدا اور رسول کے اوامر ونواہی بھی داخل ہیں، جو بندہ خدا تعالیٰ کے احکام اور اس کے رسول ﷺ کی سنتوں کا مذاق اڑاتا ہے، تو توہین شعائر اللہ کا مرتکب ہے، قرآن مجید میں شعائر اللہ کی بے احترامی پر عذاب کی دھمکی دی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: إِنَّ الَّذِينَ كَفَرُوا وَيَصُدُّونَ عَن سَبِيلِ اللَّهِ وَالْمَسْجِدِ الْحَرَامِ الَّذِي جَعَلْنَاهُ لِلنَّاسِ سَوَاءً الْعَاكِفُ فِيهِ وَالْبَادِ وَمَن يُرِدْ فِيهِ بِإِلْحَادٍ بِظُلْمٍ نُّذِقْهُ مِنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ۔ (الحج:۲۵)

مکہ معظّمہ کی حرمت

اسی طرح حدیث میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ کو اللہ نے محترم قرار دیا ہے، نہ کہ انسانوں نے، اس لیے کسی شخص کے لیے جو اللہ اور یوم آخرت پر یقین رکھتا ہے جائز نہیں کہ وہ

مکہ میں خون بہائے اور وہاں کا درخت کاٹے، اور اگر کوئی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فتح مکہ کے موقع پر قتال کرنے کو لے کر رخصت حاصل کرتا ہے تو اس سے کہو کہ اللہ نے اپنے رسول کے لیے اجازت دی تھی، تمہیں اجازت نہیں، اور میرے لیے بھی دن کے کچھ لمحات میں اجازت دی تھی، پھر آج اس کی حرمت ویسے ہی لوٹ آئی ہے، جیسے کل تھی، اور جو لوگ یہاں موجود ہیں، انہیں چاہیے کہ وہ غائبین تک یہ بات پہونچائیں۔ (بخاری، حدیث نمبر: ۱۰۴)

شعائر اللہ کی تعظیم کیسے کی جائے؟

موجودہ دور میں شعوری اور غیر شعوری طور پر بعض لوگ شعائر اللہ کی بے حرمتی کر بیٹھتے ہیں، سنتوں کا مذاق اڑایا جاتا ہے اور اسلامی احکام پر نکتہ چینی کی جاتی ہے، جو کہ نہایت سنگین بات ہے، دلوں میں شعائر خداوندی کی عظمت پیدا کرنے کے لیے درج ذیل باتیں معاون ثابت ہوسکتی ہیں:

(۱) غور وفکر کے ساتھ قرآن مجید کی تلاوت، قرآن مجید میں مذکورہ واقعات پر غور وفکر کرنے سے دل میں اللہ کی عظمت پیدا ہوتی ہے، جو شعائر اللہ کے احترام کا ذریعہ بنتی ہے۔

(۲) آسمان وزمین کی تخلیق میں غور وفکر، خدا کی کائنات میں غور وفکر کرنے سے اللہ کی کبریائی مستحضر ہوتی ہے، جس سے شعائر اللہ کا احترام آسان ہوجاتا ہے۔

(۳) صدق دل سے اللہ تعالیٰ سے اس بات کی دعا کا اہتمام کرنا کہ اللہ تعالیٰ ایمان کامل عطا فرمائے۔

(۴) گزشتہ امتوں کے حالات پر غور وفکر کرنا کہ وہ اس قدر طاقتور تھیں، پھر اللہ نے اپنی قدرت سے انہیں کیسے ہلاک کردیا، اس سے اللہ کی قدرت کا اندازہ ہوگا۔

آپسی تفرقہ اور افتراق انتشار

عذاب الہی کو دعوت دینے والے اعمال میں سے ایک عمل آپسی تفرقہ، باہم خانہ جنگی اور انتشار وافتراق ہے۔

آپسی تفرقہ عذاب الہی کو دعوت دیتا ہے

قرآن مجید میں ارشاد ہے: وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ وَأُولَئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ۔ (آل عمران: ۱۰۵) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہوجاؤ، جنہوں نے روشن دلیلیں آجانے کے بعد بھی اختلاف کیا اور فرقے فرقے ہو گئے اور ان کے لیے بڑا عذاب تیار ہے۔ آپسی تفرقہ اور باہمی خانہ جنگی دراصل عذاب الہی کی ایک شکل ہے، قرآن مجید میں عذاب کی مختلف شکلوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا گیا ہے: قُلْ هُوَ الْقَادِرُ عَلَى أَنْ يَبْعَثَ عَلَيْكُمْ عَذَابًا مِنْ فَوْقِكُمْ أَوْ مِنْ تَحْتِ أَرْجُلِكُمْ أَوْ يَلْبِسَكُمْ شِيَعًا وَيُذِيقَ بَعْضَكُمْ بَأْسَ بَعْضٍ۔ (الانعام: ٦٥) کہہ دو کہ وہ اس بات پر قادر ہے کہ تم کو کوئی عذاب بھیجے اوپر سے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تم کو گروہوں میں تقسیم کردے اور تمہیں ایک دوسرے کی لڑائی کا مزہ چکھادے۔

تفرقہ بازوں سے خدا تعالیٰ کی برأت

اللہ تعالیٰ نے ایک سے زائد مقامات پر ان لوگوں سے برأت کا اظہار فرمایا ہے، جو دین میں تفرقہ کرتے ہیں، ارشاد ربانی ہے إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا

لَسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ۔ (الانعام:۱۵۹) بے شک جن لوگوں نے اپنے دین میں فرقے بنائے اور گروہوں میں بٹ گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں ہے، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، پھر وہ ان کو بتادے گا کہ وہ کیا کرتے تھے۔

تفرقہ بازی مشرکین کا شیوہ

ایک جگہ تفرقہ سے بچنے کی تاکید کرتے ہوئے اسے مشرکین کا عمل قرار دیا گیا، ارشاد ہے: مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ۔ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ۔ (الروم:۳۱،۳۲) اللہ کی طرف رجوع کرتے رہو اور اسی سے ڈرو اور نماز قائم کرو، اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ، ان لوگوں میں سے جنہوں نے اپنے دن میں فرقے بنا لیے اور گروہوں میں بٹ گئے، ہر گز وہ اس چیز میں مگن ہیں جو ان کے پاس ہے۔

تفرقہ بازی سے اجتماعی قوت کا خاتمہ

اسی طرح سورۂ توبہ میں اہل ایمان کو واضح انداز میں آپسی نزاع سے بچنے کی تاکید کی گئی، ارشاد ہے: وَلَا تَنَازَعُوا فَتَفْشَلُوا وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ۔ (التوبہ:۴۶) اور آپس میں نزاع نہ کرو؛ ورنہ ناکام ہو جاؤ گے اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی۔ آپسی تفرقہ، ناکامی اور ہوا اکھڑ جانے کا سبب ہے، جو قوم باہم تفرقہ و انتشار کا سبب ہوتی ہے تو اس کی قوت بکھر جاتی ہے اور تعداد کی کثرت کے باوجود وہ دشمنوں کے لیے لقمۂ تر بن جاتی ہے۔

آپسی تفرقہ سے ممانعت

سورۂ آل عمران آپسی تفرقہ سے بچنے اور آپسی اتحاد کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا:

وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔(آل عمران: ۱۰۳) اور اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑو اور آپس میں تفرقہ نہ کرو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حضرت حذیفہؓ کو نصیحت

احادیث شریفہ میں بھی تفرقہ سے بچنے کی بڑی تاکید آئی ہے، حضرت حذیفہ ابن الیمانؓ کی طویل حدیث میں ان کے دریافت کرنے پر رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے امت میں آئندہ پیدا ہونے والے مختلف شر ورفتن کا تذکرہ فرمایا، اخیر میں حضرت حذیفہؓ نے دریافت کیا کہ اگر میں وہ زمانہ پالوں تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تلزم جماعة المسلمين وإمامهم، قلت: فإن لم يكن لهم جماعة ولا إمام؟ قال فاعتزل تلك الفرق كلها، ولو أن تعض بأصل شجرة، حتى يدركك الموت۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۶۰۶) اس وقت مسلمانوں کی جماعت (اجتماعیت) اور ان کے امام کو لازم پکڑو، انہوں نے عرض کیا کہ اگر مسلمانوں کی کوئی جماعت نہ ہو تو کیا کروں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سارے فرقوں سے کنارہ کشی اختیار کرو، خواہ تمہیں درخت کی جڑیں چبانی پڑیں، یہاں تک کہ اسی حالت میں تمہیں موت آئے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیشین گوئی

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پہلے سے اندازہ تھا کہ امت آنے والے زمانوں میں تفرقہ کا شکار ہوگی، اس لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بہت پہلے ہی پیشین گوئی فرمادی، ارشاد نبوی ہے: تم ضرور بالضرور پچھلی امتوں کے نقش قدم پر چلو گے، ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز، یہاں تک کہ اگر وہ لوگ گوہ کے بل میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم بھی اس میں داخل ہو گے، ہم

نے عرض کیا یا رسول اللہ! پچھلی قوموں سے کیا یہود و نصاری مراد ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: اور کون؟ (بخاری شریف: کتاب الانبیاء) ایک حدیث میں آپ ﷺ نے پیشین گوئی کرتے ہوئے فرمایا کہ تم سے پہلے جو اہل کتاب تھے وہ ۷۲ فرقوں میں تقسیم ہو گئے تھے اور بے شک یہ امت ۷۳ فرقوں میں بٹے گی، ان میں سے ۷۲ فرقے جہنم میں جائیں گے اور ایک جنت میں جائے گا۔ (ترمذی شریف، حدیث نمبر: ۲۶۴۱)

رسول اللہ ﷺ کو امت کے اتحاد کی فکر

آپ ﷺ کو امت کو انتشار سے محفوظ رکھنے کی فکر ہمیشہ دامن گیر رہتی تھی، آپ ﷺ نے نماز کے لیے الگ الگ دھڑا بنا لینے سے منع فرمایا اور سفر وغیرہ میں بھی اکٹھے باجماعت نماز پڑھنے کی تاکید فرمائی، ارشاد ہے: کسی بھی بستی یا جنگل میں تین افراد ہوں اور نماز باجماعت کا اہتمام نہ کریں تو شیطان ان پر غالب آجاتا ہے، اپنے آپ کو اجتماعیت سے جوڑے رکھو، کیوں کہ بھیڑیا دور نکلنے والی بکری کو کھا جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد)

صفوں کی بے ترتیبی پر وعید

اتنا ہی نہیں آپ ﷺ نے بکھری ہوئی حالت میں نماز کا انتظار کرنے کو ناپسند فرمایا۔ حضرت جابر بن سمرہؓ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے کے لیے داخل ہوئے تو ہمیں ٹولیوں کی شکل میں دیکھ کر فرمایا: کیا ہوا میں تمہیں ٹولیوں میں دیکھ رہا ہوں؟ (صحیح مسلم) آپ ﷺ نے صف بندی کے وقت بھی نمازیوں کو اختلاف وانتشار سے روکا، اور اختلاف کرنے والوں کو چہروں میں بگاڑ اور نفرت پیدا ہونے کی وعید سنائی،

آپ ﷺ نے فرمایا: تم ضرور صفیں سیدھی کرو گے یا اللہ تعالیٰ تمہارے چہروں میں بگاڑ پیدا کرے گا۔ (صحیح مسلم)

ہر معاملہ میں اتحاد کی تعلیم

اسلام نے جس طرح دینی امور میں اختلاف سے روکا ہے، اسی طرح دنیوی معاملات میں بھی اختلاف کو ناپسند کیا ہے، چنانچہ کھانا کھاتے وقت اکٹھے کھانے کی تلقین کی گئی، کیوں کہ اس سے برکت حاصل ہوتی ہے، دوران سفر رفقائے سفر کے بکھر جانے کو شیطانی راستہ قرار دیا، چنانچہ فرمایا: ان گھاٹیوں اور وادیوں میں تمہارا بکھر جانا، شیطان کی طرف سے ہے۔ (سنن ابی داوٗد)

قبائلی نعروں پر بھی اظہار ناراضگی

معاشرہ کے افراد کو باہمی قطع تعلقی اور بے رخی سے منع فرمایا کہ یہ چیز اتحاد کے سراسر منافی ہے، امت کو انتشار سے بچانے کے لیے تعصب اور جاہلانہ نعروں سے منع فرمایا، ایک انصاری نے آواز لگائی کہ اے انصاریو! دوسرے نے صدا لگائی اے مہاجرو! اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: جاہلانہ نعرے کیوں لگا رہے ہو؟ انہیں ترک کردو یہ بدبودار ہیں۔ (بخاری و مسلم)

اختلاف رائے بری چیز نہیں

رائے کا اختلاف بری چیز نہیں ہے، جہاں کہیں چند افراد اجتماعی زندگی گزاریں گے وہاں ضرور رائے میں اختلاف ہوگا، ایسا اختلاف صحابہؓ، تابعینؒ اور خیر القرون میں رہا ہے، اس قسم کے اختلاف سے انتشار و تفرقہ نہیں پیدا ہوتا، یہ خلاف مذموم نہیں ہے۔

کون سا اختلاف برا ہے؟

خلاف مذموم وہ ہے جہاں ہٹ دھرمی، انانیت اور ضد کارفرما ہوتی ہے، چنانچہ قرآن مجید میں اس طرف یوں اشارہ کیا گیا ہے: وَمَا تَفَرَّقُوا إِلَّا مِنۢ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْعِلْمُ بَغْيًا بَيْنَهُمْ ۔ (الشوریٰ: ۱۴) اور انہوں نے تفرقہ پیدا نہیں کیا؛ مگر ان کے پاس علم آنے کے بعد آپس کی ضد کی وجہ سے۔ آج جہاں کہیں تفرقہ ہوتا ہے، اس کے پیچھے ضد اور ہٹ دھرمی کارفرما ہوتی ہے، اپنی بڑائی، شہرت اور انانیت کا جذبہ گروہ بندی پر آمادہ کرتا ہے۔

دین میں غلو بھی تفرقہ کا سبب

تفرقہ کا ایک سبب دین میں غلو ہے، قرآن مجید میں ارشاد ہے: لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ ۔ (النساء: ۱۷۱) دین میں غلو نہ کرو۔ فروعی مسائل میں شدت اختیار کرنا بھی غلو ہی کی ایک شکل ہے، ایسے لوگوں کے ساتھ رفع نزاع کے لیے خاموشی اختیار کرنا بہتر ہے، حدیث میں ایسے لوگوں کے لیے جنت کی ضمانت دی گئی ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میں اس شخص کو پہلے جنت کی ضمانت دیتا ہوں جو حق پر ہوتے ہوئے بھی جھگڑا چھوڑ دیا۔ (سنن أبي داود، باب حسن الاخلاق)

آپسی تفرقہ وانتشار سے بچنے کی تدابیر

اب رہا یہ مسئلہ کہ خلاف مذموم اور آپسی تفرقہ سے کیسے بچا جائے؟ تو قرآن وسنت میں اس کے لیے چند باتوں کی تاکید کی گئی ہے، ایک یہ کہ تکبر سے گریز کیا جائے اور تواضع اختیار کیا جائے، تفرقہ کی بنیاد تکبر اور ہٹ دھرمی ہوتی ہے، تواضع خود بخود اسے توڑ دیتا ہے،

اسی طرح تفرقہ کی لعنت سے بچنے کے لیے تحمل بھی ضروری ہے، اکثر قوت برداشت نہ ہونے سے معاملہ سنگین نوعیت اختیار کر لیتا ہے، اس کے برخلاف فریقین تحمل برتیں تو خود بخود جھگڑا ختم ہو جاتا ہے، خلاف مذموم کے خاتمہ کے لیے تعصب سے گریز بھی ضروری ہے، عموما تعصب ہی آدمی کو اپنی رائے پر اڑنے کی ترغیب دیتا ہے، اسی طرح تفرقہ سے بچنے کے لیے اسلامی غیرت وحمیت بھی اہم رول ادا کرتی ہے، جب دشمنوں کی جانب سے مسلمانوں میں تفریق پیدا کی جانے لگے، تو مسلم گروہ اگر غیرت اسلامی سے سرشار ہوں تو دشمنوں کی سازشوں کو ناکام بنا دیں گے، اس کا بہترین نمونہ عہد صحابہؓ میں ملتا ہے، رومی حکومت نے جب دیکھا کہ حضرت معاویہؓ حضرت علیؓ سے برسر پیکار ہیں تو روم کا سربراہ ایک بڑی فوج لے کر قریبی علاقہ میں چلا آیا اور حضرت معاویہؓ کو لالچ دیا کہ وہ اس کے ساتھ شامل ہو جائیں، حضرت معاویہؓ نے اس کو لکھا: واللہ اگر تم نہ رکے، اور اے لعین! اپنے ملک واپس نہ گئے تو میں اور میرا چچا زاد بھائی علی آپس میں اتحاد کر لیں گے اور تمہیں تمہارے ملک سے نکال باہر کریں گے، روئے زمین کو تم پر تنگ کریں گے؛ اگر تم نے اپنا ارادہ پورا کرنے کی ٹھان لی ہے تو میں قسم کھاتا ہوں کہ اپنے ساتھی علی سے صلح کر لوں گا، پھر تمہارے خلاف ان کا جو لشکر جو روانہ ہوگا، اس کے ہراول دستہ میں شامل ہو کر قسطنطینیہ جلا ہوا کوئیلہ بنا دوں گا اور تمہاری حکومت کو گاجر اور مولی کی طرح اکھاڑ پھینکوں گا۔ (ابن کثیر: ۱۱/۴۰۰، ترجمہ معاویہ ابن ابی سفیان)

اختلاف وانتشار کے اسباب

جہاں تک اختلاف وانتشار کے اسباب کا تعلق ہے تو ان میں حسد، بدظنی، چغلی، غیبت، بیع پر بیع کرنا، کسی کی منگنی پر منگنی کا پیغام بھیجنا اور عیب جوئی وغیرہ ہیں، جن سے نبیؐ

کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے منع فرمایا ہے، حسد بدترین سماجی برائی ہے، جو دلوں میں توڑ پیدا کرتی ہے، قرآن وسنت میں سختی کے ساتھ اس سے روکا گیا ہے، بدگمانی کے تعلق سے حدیث شریف میں آتا ہے: إياكم والظن، فإن الظن أكذب الحديث۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۱۴۳) بدگمانی سے بچو، بے شک بدگمانی سب سے بڑی جھوٹ ہے۔اسی طرح غیبت کو زنا سے شدید قرار دیا گیا ہے اور غیبت کرنے والے کو اپنے مردار بھائی کا گوشت کھانے والا قرار دیا ہے، سورۃ الحجرات میں اللہ تعالیٰ نے ان تمام اخلاقی برائیوں سے بچنے کی تاکید فرمائی ہے، کتاب وسنت سے اعراض بھی اختلاف وانتشار کا باعث بنتا ہے، یہی وجہ ہے کہ تفرقہ سے بچنے کی ترغیب دیتے ہوئے اللہ کی رسی (قرآن وسنت) کو مضبوطی سے تھامنے کی تلقین کی گئی، ارشاد خداوندی ہے: وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا۔ (آل عمران: ۱۰۳) اور سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامو اور اپسی تفرقہ نہ کرو۔تفرقہ کا ایک سبب دین میں شبہات اور شہوات کی راہ اپنانا ہے، ارشاد خداوندی ہے: وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيلِهِ۔ (الانعام: ۱۵۳) مختلف راستوں پر مت چلو، یہ تمہیں اللہ کے راستہ سے دور لے جائیں گے، اسی طرح سرکشی اور ہوس پرستی بھی تفرقہ کو خوب ہوا دیتے ہیں، علامہ ابن تیمیہؒ کا قول ہے کہ فرقہ آرائی اور اختلاف عام طور پر بدظنی اور ہوس پرستی سے جنم لیتے ہیں، نیز حصول دنیا میں بڑھ چڑھ کر دوڑ لگانا بھی بغض وعداوت کا سبب بنتا ہے، جس کی وجہ سے لوگ گروہوں میں بٹ جاتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دنیا کے مال ومتاع کی کثرت کو شاید اسی لیے امت کے لیے خطرناک قرار دیا۔

اختلاف وانتشار کا بڑا نقصان

اختلاف وانتشار کے بے شمار نقصانات ہیں، سب سے بڑا نقصان یہ ہے کہ جو قوم

اختلاف کا شکار ہوجاتی ہے وہ کمزور ہوجاتی ہے، جس کی طرف قرآن مجید میں وَتَذْهَبَ رِيحُكُمْ ۔ (الانفال:٤٦) اور تمہاری ہوا اکھڑ جائے گی کے ذریعہ اشارہ کیا گیا ہے۔

آپسی تفرقہ ہلاکت کو دعوت دیتا ہے

جو قوم گروہ بندی کا شکار ہوتی ہے، اس سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپسی خانہ جنگی کو قرآن میں عذاب سے تعبیر فرمایا ہے، اختلاف وانتشار کی فوری سزا دشمنوں کے تسلط کی شکل میں ظاہر ہوتی ہے، مسلم شریف کی حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے نبیؐ پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے وعدہ فرمایا ہے کہ مسلمانوں پر ان کے علاوہ بیرونی کوئی دشمن مسلط نہیں کیا جائے گا، جو انہیں تہس نہس کردے، ساری دھرتی کے دشمن ان کے خلاف متحد ہوجائیں (ایسا نہیں ہوگا) یہاں تک کہ یہ خود ایک دوسرے کو ہلاک کرنے لگیں گے اور ایک دوسرے کو قیدی بنالیں گے۔ (مسلم شریف)

آپسی انتشار سے رحمت وبرکت کا خاتمہ

گروہ بندی اور تفرقہ ایک ایسی نحوست ہے کہ جس سے برکتیں اٹھالی جاتی ہیں، جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ ایک مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم لیلۃ القدر کے متعلق بتلانے کے لیے نکلے، تو دیکھا کہ دو آدمی جھگڑ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: میں تمہیں لیلۃ القدر کے بارے میں بتلانے کے لیے نکلا تھا؛ لیکن فلاں اور فلاں جھگڑ رہے تھے تو اس کی تعیین اٹھالی گئی۔ (بخاری شریف)

تفرقہ بازی سے تباہی آتی ہے

اختلاف وتفرقہ کا نتیجہ تباہی ہوتا ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وسلم ہے: اختلافات مت کرو؛

کیوں کہ تم سے پہلے لوگوں نے اختلاف کیا تو تباہ ہو گئے۔ (بخاری شریف)

آپسی تفرقہ سے دینی اقدار کی پامالی

تنازعات اور تفرقہ بازی سے دینی اقدار پامال ہوتی ہیں، گمراہی پھیلتی ہے، اور جہالت عام ہوتی ہے، دین کی تعلیم اور دعوت دین شدید متأثر ہوتی ہے، امر بالمعروف اور نہی عن المنکر اور دیگر دینی سرگرمیاں معطل ہو جاتی ہیں، اختلافات کا اخروی نقصان یہ ہے کہ تفرقہ کرنے والوں کے چہرے آخرت میں سیاہ ہوں گے، جس طرف آیت شریفہ: يَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوهٌ وَتَسْوَدُّ وُجُوهٌ۔ (آل عمران:۱۰۶) میں اشارہ کیا گیا ہے۔

سودخوری

عذاب الٰہی کا سبب بننے والا ایک گناہ سودخوری اور سودی لین دین ہے، حدیث شریف میں آیا ہے کہ جس کسی قوم میں سود اور زنا عام ہو جائیں تو وہ اپنے کو اللہ کے عذاب کا مستحق بنالیتی ہیں۔ (مستدرک حاکم: ۲/۳۷)

سود خدا سے جنگ

ویسے کبیرہ گناہوں کی طویل فہرست ہے؛ لیکن سودخوری ایک ایسا گناہ کبیرہ ہے، جس پر خدا اور رسول کے ساتھ جنگ کی دھمکی دی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: فَإِنْ لَمْ تَفْعَلُوا فَأْذَنُوا بِحَرْبٍ مِنَ اللّٰهِ وَرَسُولِهِ۔ (البقرۃ:۲۷۹) اگر تم سودی کاروبار سے باز نہیں آؤ گے تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان جنگ سن لو۔ شرک کے بعد شاید ہی کوئی گناہ ہو، جس کے تعلق سے ایسی دھمکی دی گئی ہو، جیسی دھمکی سود پر دی گئی ہے، ظاہر ہے کہ اس بندہ

کے ساتھ خدا اور رسول آمادۂ جنگ ہوجائیں، اسے کہاں پناہ مل سکتی ہے؟

امام مالکؒ کا واقعہ

سود اتنا بڑا گناہ ہے، اس کا اندازہ اس واقعہ سے لگایا جاسکتا ہے، جو امام مالکؒ کے ساتھ پیش آیا، ایک شخص امام مالکؒ کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے ایک شراب کے عادی اور نشہ میں مست شخص کو دیکھا، جو چاند کو پکڑنے کی کوشش کررہا تھا، اس پر میں نے کہا: اگر انسان کے پیٹ میں شراب سے بدتر کوئی چیز اترنے والی ہو تو میری بیوی کو طلاق، اب بتائیے کہ بیوی کو طلاق ہوئی یا نہیں؟ امام مالکؒ نے فرمایا: لوٹ جاؤ، ذرا میں غور کرلوں، پھر وہ شخص دوسرے دن آیا تو آپ نے فرمایا کہ چلے جاؤ، ذرا کچھ اور غور کرلوں، جب وہ تیسرے دن حاضر ہوا تو امام مالکؒ نے فرمایا: تمہاری بیوی کو طلاق ہوگئی، وہ اس لیے کہ میں نے خدا کی کتاب اور رسول کی سنت میں بہت غور کیا؛ مگر مجھے سود سے بدتر کوئی چیز نظر نہ آئی، اس لیے کہ اس پر اللہ کی طرف سے اعلان جنگ ہے۔ (الجامع لاحکام القرآن)

سود بے برکتی کا ذریعہ

قرآن مجید میں سود سے متعلق ایک بات یہ فرمائی گئی کہ سود سے بے برکتی ہوتی ہے، جب کہ صدقہ میں برکت ہے، ارشاد ربانی ہے: **يَمْحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰا وَيُرْبِي الصَّدَقَاتِ۔** (البقرۃ: ۲۷۶) اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کو بڑھاتا ہے، یہی مضمون حدیث شریف میں مذکور ہے، ارشاد نبوی ﷺ ہے: **الربا وإن كثر فإن عاقبته إلى قل۔** (مسند احمد، حدیث نمبر: ۴۰۲۶) سود کا مال اگرچہ بڑھ جائے؛ مگر اس کا انجام ہمیشہ بے برکتی ہے۔

بیع کی حلت اور سود کی حرمت

سود کی حرمت پر قرآن مجید میں صریح ارشاد ربانی وارد ہوا ہے: أَحَلَّ اللّٰهُ الْبَيْعَ وَحَرَّمَ الرِّبَا۔ (البقرة:۲۷۵) اللہ نے خرید وفروخت کو حلال اور سود کو حرام کیا ہے۔ جب سود کی حرمت کا حکم نازل ہوا تو لوگوں کا ایک دوسرے پر جو کچھ سود کا بقایا تھا، اللہ نے اس کو لینے سے منع فرمایا۔ ارشاد ربانی ہے: وَذَرُوا مَا بَقِيَ مِنَ الرِّبَا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِين۔ (البقرة:۲۷۸) سود کا بقایا بھی چھوڑ دو؛ اگر تم ایمان والے ہو۔

قیامت کے دن سود خوروں کی حالت زار

قرآن مجید میں سود خوروں سے متعلق ایک ایسی بات کہی گئی ہے، جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سودخوری انتہائی سنگین گناہ ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: الَّذِينَ يَأْكُلُونَ الرِّبَا لَا يَقُومُونَ إِلَّا كَمَا يَقُومُ الَّذِي يَتَخَبَّطُهُ الشَّيْطَانُ مِنَ الْمَسّ۔ (البقرة: ۲۷۵) جو لوگ سود کھاتے ہیں، وہ قیامت کے دن اس شخص کی طرح اٹھیں گے، جسے شیطان نے چھو کر پاگل بنا دیا ہو۔

سود ایک مہلک گناہ

ایک حدیث میں سود کو ان سات بڑے گناہوں میں شامل کیا گیا ہے کہ جن کو انتہائی مہلک قرار دیا گیا ہے، نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: سات ہلاک کرنے والے گناہوں سے بچو! صحابہؓ نے عرض کیا: وہ سات گناہ کون سے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: (۱) شرک کرنا (۲) جادو کرنا (۳) کسی شخص کو ناحق قتل کرنا (۴) سود کھانا (۵) یتیم کا مال ہڑپنا (۶) کفار کے ساتھ جنگ کی صورت میں میدان جنگ سے بھاگنا (۷) پاک دامن عورتوں

پر تہمت لگانا۔ (بخاری شریف: ۳۸۸/۱)

سودخور پر لعنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ایک حدیث میں سود کھانے والے، سود کھلانے والے، سود کی تحریر لکھنے والے اور سود پر گواہ بننے والے پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، اور فرمایا کہ یہ سب گناہ میں برابر ہیں۔ (صحیح مسلم: ۲۷/۲) کس قدر افسوس کی بات ہے کہ سودی معاملہ میں کسی بھی طرح سے حصہ لینے والے آدمی پر اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لعنت فرمائی ہے، سودی معاملہ کرنے والا بہر صورت اللہ کی رحمت سے دور ہوتا ہے۔

سودخوری زنا سے بدترین عمل

ایک حدیث میں اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ ایک درہم کوئی سود سے حاصل کرے، اللہ کے نزدیک مسلمان ہونے کے باوجود ۳۳ بار زنا کرنے سے بھی زیادہ سخت ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ سود کے ۷۲ گناہ ہیں، ان میں سب سے چھوٹا گناہ اس شخص کے گناہ کے برابر ہے جو مسلمان ہو کر اپنی ماں سے زنا کرے اور ایک درہم سود کا گناہ ۳۰ سے زائد مرتبہ زنا سے بھی بدتر ہے۔ (شعب الایمان للبیہقی: ۳۹۲/۴) حضرت حنظلہؓ کے بیٹے حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ سود کا ایک درہم جسے کوئی جانتے ہوئے استعمال کرلے، ۳۶ مرتبہ زنا کرنے سے بھی زیادہ شدید جرم ہے۔ (مسند احمد: ۶۹/۵)

سودخور جنت کی نعمتوں کا مزہ نہیں چکھے گا

مستدرک حاکم کی ایک روایت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ چار افراد ایسے ہیں کہ اللہ نے اپنے اوپر کرلیا ہے کہ ان کو جنت کی نعمتوں کا مزہ نہیں چکھائیں گے (۱) عادی

شرابی (۲) سود کھانے والا (۳) ناحق یتیم کا مال اڑانے والا (۴) والدین کی نافرمانی کرنے والا۔ (مستدرک حاکم: ۲/۷ ۳)

سودخوری کا عذاب

شب معراج کے موقع کے پر آپ ﷺ کو سودخوروں کے عذاب کا مشاہدہ کرایا گیا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ جب ہم ساتویں آسمان پر پہونچے تو میں نے اوپر کی طرف نظر اٹھا کر دیکھا تو اچانک گرج، بجلی اور کڑک محسوس کیا، پھر ایسی قوم پر میرا گزر ہوا، جن کے پیٹ بڑے بڑے مکانوں جیسے تھے، جن میں سانپ بھرے ہوئے تھے، میں نے جبرئیلؑ سے پوچھا: یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ یہ سودخور لوگ ہیں۔ (مسند احمد: ۲/۲۵۶)

سود ہلاکت کا پیش خیمہ

سود خدا کی طرف سے ہلاکت کا پیش خیمہ ہے، حدیث میں آیا ہے کہ جب اللہ کسی قوم کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں تو اس میں سود پھیل جاتا ہے۔ (مسند الفردوس للدیلمی: ۲/ ۲۱۳)

موجودہ دور کی پیشین گوئی

موجودہ دور کا سارا معاشی نظام سود پر قائم ہے یہ وہی دور ہے جس کی رسول اکرم ﷺ نے پیشین گوئی فرمائی تھی، آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک زمانہ ایسا ضرور آئے گا کہ کوئی بھی سود سے نہ بچ سکے گا، اگر کوئی شخص سودخوری سے بچ بھی گیا تو وہ سود کے دھویں اور غبار سے نہیں بچ سکے گا۔ (سنن ابن ماجہ)

سودخور کی نیکیاں قبول نہیں ہوتیں

سود کی خرابی کا ایک پہلو یہ ہے کہ اس سے آدمی کی نیکیاں قبول نہیں ہوتیں، چنانچہ

آیت شریفہ: يَمۡحَقُ اللّٰهُ الرِّبٰوا وَيُرۡبِي الصَّدَقٰتِ۔ (البقرۃ:۲۷۶) کی تفسیر کرتے ہوئے حضرت عبداللہ ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ "محق" یعنی گھٹانا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سودخور بندے کا نہ حج قبول کرتا ہے، نہ صدقہ، نہ جہاد اور نہ صلہ رحمی۔(تفسیر قرطبی: ۲/ ۳۶۲)

موجودہ مسلم معاشرہ سود کی لپیٹ میں

موجودہ دور میں نبوی پیشین گوئی کے مطابق سود کا رواج بہت عام ہوتا جارہا ہے، حتی کہ سارا مسلم معاشرہ سود کی لپیٹ میں آچکا ہے، بہت سے غریب اور متوسط درجہ کے لوگ فینانسروں کے چنگل میں پھنسے ہوئے ہیں، اور برسوں سے سود ادا کررہے ہیں، جب کہ بہت سے لوگ بینک کے سود کو جائز سمجھ کر سود پر ہی گزارا کررہے ہیں، کچھ لوگ فکس ڈپازٹ کے ذریعہ سود حاصل کررہے ہیں، فکس ڈپازٹ کی شکل یہ ہوتی ہے کہ بینکوں میں متعین مدت کے لیے رقم جمع کی جاتی ہے، اس مدت کے اختتام پر جمع کی ہوئی رقم دگنی یا تگنی ہوکر ملتی ہے، بہت سے لوگ لائف انشورنس، ایل آئی سی کرواتے ہیں، جو کہ سود ہی کی شکل ہے، موجودہ معاشرہ میں غیر منقولہ مرہون شئی سے استفادہ کی شکل میں بھی سود کا رواج پایا جاتا ہے، مثلاً چند لاکھ روپے مالک مکان کے جمع کرکے مکان رہن پر لیا جاتا ہے اور جب تک وہ رقم واپس نہیں آتی بغیر کرایہ کے مکان میں رہائش اختیار کی جاتی ہے، سود کی ایک شکل وہ ہے، جو آج کل چٹھیوں کی صورت میں رائج ہے، مثلاً دس افراد ماہانہ دس دس ہزار روپے جمع کرتے ہیں، پھر اس ایک لاکھ روپے کی بولی لگتی ہے، کوئی نوے ہزار، کوئی اسی ہزار اور کوئی ستر ہزار کی بولی لگاتا ہے، جو سب سے کم بولی لگاتا ہے، اسے رقم دی جاتی ہے، باقی رقم آپس میں تمام لوگ تقسیم کرلیتے ہیں، بہت سے لوگ شرعی تفصیلات معلوم کئے بغیر شیئر مارکیٹ میں حصہ لیتے ہیں، اور ہر قسم کے شیئر خریدتے ہیں، جب کہ کمپنیوں کے شیئر خریدنے کی اس وقت اجازت

ہے، جب درج ذیل شرائط پائی جائیں: (۱) کمپنی حلال اشیاء کا کاروبار کرتی ہو (۲) سودی کاروبار سے اس کا کوئی سروکار نہ ہو (۳) وہ سودی بینکوں سے شیئرز کی خریداری نہ کرتی ہو۔

سود کے معاشرتی نقصانات

سود کے اخروی نقصانات کے ساتھ معاشرتی نقصانات بھی کچھ کم نہیں ہیں، سود کی وجہ سے سود دینے والا، سود لینے والا اور جس معاشرہ میں سود کا چلن ہے، سب متأثر ہوتے ہیں، سود لینے والوں پر اس کا اثر یہ ہوتا ہے کہ ان کے دل سے ہمدردی، خیرخواہی اور معاشرہ کے کمزور افراد کی مدد کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے، سود لینے والا سماج کے غریبوں کی غربت کا ناجائز فائدہ اٹھاتا ہے، اسلام باہمی تعاون پر زور دیتا ہے، جب کہ سود تعاون کے بجائے استحصالی مزاج پیدا کرتا ہے، سود کی وجہ سے امیر اور غریب طبقات کے درمیان دوریاں پیدا ہو جاتی ہیں، غریب طبقہ میں امیروں کے خلاف بغض وعداوت کے جذبات بھڑک اٹھتے ہیں، سودخور لوگ سود پر رقم لینے والے غریب لوگوں کے ساتھ ظلم وجبر کا معاملہ کرتے ہیں، غریب لوگ اگر بر وقت سود ادا نہ کریں تو سودخوران کے خلاف قانونی کاروائی کرتے ہیں، سودخوری کے نتیجہ میں بہت سے غریب خودکشی پر مجبور ہو جاتے ہیں، سود لینے والے غرباء کذب بیانی اور وعدہ خلافی جیسے امراض میں مبتلا ہو جاتے ہیں؛ اگر ان کی غربت پر ترس کھا کر کوئی انہیں قرض حسنہ بھی دے تو وہ قرض لوٹانے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں، سودخوری سے دل سخت ہو جاتے ہیں، سود لینے اور دینے والوں کی غیر اخلاقی حرکتوں کے اثرات پورے معاشرہ پر پڑتے ہیں، اس طرح سودی کاروبار پورے معاشرہ کو اخلاقی زوال سے دوچار کر دیتا ہے۔

زنا اور بدکاری

عذاب الٰہی کا سبب بننے والا ایک سنگین گناہ زنا اور بدکاری ہے، گزشتہ سطور میں حدیث گزر چکی ہے کہ جس قوم میں سود اور زنا عام ہوں گے، وہ قوم عذاب الٰہی کی مستحق ٹھہرتی ہے۔

زنا سے بچنے کی تاکید

زنا اور بدکاری بدترین اخلاقی خرابی ہے، قرآن وحدیث میں اس سے بچنے کی بہت بڑی تاکید آئی ہے، ارشاد ربانی ہے: وَلَا تَقْرَبُوا الزِّنَا إِنَّهُ كَانَ فَاحِشَةً وَسَاءَ سَبِيلًا۔ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ، بے شک وہ فحش اور اللہ کی ناراضگی کا سبب ہے اور برا راستہ ہے۔ (بنی اسرائیل: ۳۲)

زنا کی سزا

زنا کی سنگینی کا اندازہ لگانے کے لیے اس کی دنیوی سزا کا جان لینا کافی ہے، اللہ تعالیٰ نے اس جرم کی سزا انتہائی سخت رکھی ہے، اگر زانی اور زانیہ شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا یہ ہے کہ ہر ایک کو عام مجمع کے سامنے ۱۰۰ کوڑے لگائے جائیں گے، پھر ایک سال کے لیے انہیں شہر بدر کر دیا جائے گا۔ ارشاد ربانی ہے: الزَّانِيَةُ وَالزَّانِي فَاجْلِدُوا كُلَّ وَاحِدٍ مِنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ وَلَا تَأْخُذْكُمْ بِهِمَا رَأْفَةٌ فِي دِينِ اللَّهِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُونَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَائِفَةٌ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (النور: ۲) زنا کار عورت اور مرد میں سے ہر ایک کو ۱۰۰ کوڑے لگاؤ اور ان پر یہ حد جاری کرتے ہوئے تمہیں ذرا بھی ترس نہیں کھانا چاہیے؛ اگر تمہیں اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان ہے اور ان

کی سزا کے وقت مسلمانوں کی ایک جماعت موجود رہنی چاہیے اور اگر زانی اور زانیہ شادی شدہ ہوں تو ان کی سزا رجم (سنگساری) کے بعد ماردینا ہے۔ حضرت عبادہ ابن صامت ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: **البکر بالبکر جلد مائۃ ونفی سنۃ، والثیب بالثیب جلد مائۃ، والرجم۔** (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۶۹۰) کنوارے کے کنواری کے ساتھ زنا کی صورت میں ۱۰۰ کوڑے اور ایک سال کی جلاوطنی کی سزا ہے، اور شادی شدہ مرد کے شادی شدہ عورت کے ساتھ زنا کی صورت میں ۱۰۰ کوڑے اور رجم کی سزا ہے۔

زنا کی اخروی سزا

آخرت میں زناکار مردوں اور عورتوں کو مختلف سزائیں دی جائیں گی، ایک سزا یہ ہوگی کہ انہیں ننگا کر کے آگ کے ایسے تنور میں جلایا جائے گا کہ جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور اندر کا حصہ کشادہ ہوگا، وہ اس میں چیخیں گے، چلائیں گے؛ مگر ان پر کوئی رحم نہیں کیا جائے گا۔ صحیح بخاری میں حضرت سمرہ ابن جندب ؓ کی ایک طویل حدیث ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رات میرے پاس دو آنے والے (جبرئیل ؑ ومیکائیل ؑ) آئے، مجھے اٹھایا اور اپنے ساتھ چلنے کو کہا، ہم چلتے رہے اور کئی مناظر دیکھتے ہوئے ایک ایسے سوراخ کے پاس پہونچے کہ جو تنور کی طرح تھا اور جس کے اوپر کا حصہ تنگ اور نیچے کا حصہ وسیع تھا، اس میں نیچے آگ جل رہی تھی، اس میں ننگے مرد اور ننگی عورتیں تھیں، جب آگ بھڑکتی تو اس کی لو کے ساتھ یہ اوپر آجاتے اور قریب ہوتا کہ باہر نکل جائیں اور جب آگ مدھم ہوتی تو یہ بھی اس کی لو کے ساتھ نیچے چلے جاتے۔

زنا کا ایمان پر اثر

زنا کا اثر یہ ہوتا ہے کہ جب تک آدمی زنا میں ملوث رہتا ہے تو اس کا ایمان دل سے نکل کر اس کے سر پر سائبان کی طرح رہتا ہے، حدیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: جب آدمی زنا کرتا ہے تو اس سے ایمان نکال لیا جاتا ہے اور وہ سائبان کی طرح رہتا ہے، جب وہ چھوڑ دیتا ہے تو دوبارہ آجاتا ہے۔

زنا کے چھ نقصانات

صاحب کتاب الزواجر نے ایک حدیث نقل کی ہے، جس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے لوگوں کی جماعت! زنا سے بچو؛ کیوں کہ اس میں چھ چیزیں ہیں: تین دنیا میں اور تین آخرت میں، دنیا کے تین نقصانات یہ ہیں: (۱) زانی مرد اور عورت کے چہرے کی رونق ختم ہو جاتی ہے (۲) غربت پیدا ہو جاتی ہے (۳) عمر کم ہو جاتی ہے۔ آخرت میں پیش آنے والی تین چیزیں یہ ہیں: (۱) اللہ تعالیٰ کی ناراضگی (۲) براحساب (۳) دوزخ کا عذاب۔ (الزواجر: ۲/ ۲۱۸)

زانی پر لعنت

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ساتوں آسمان اور ساتوں زمینیں بوڑھے زانی پر لعنت کرتے ہیں اور فرمایا: بے شک زنا کرنے والوں کی شرم گاہوں کی بدبو سے دوزخیوں کو تکلیف دی جائے گی۔ (الزواجر: ۲/ ۲۲۲)

زنا پر اصرار کرنے والوں کا حال

حضرت انس ابن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ زنا

پر اصرار کرنے والا بت پرست کی طرح ہے۔(الترغیب والترہیب:۲/۲۲۰)

ابلیس کی شاباشی

ایک حدیث میں وارد ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: بے شک ابلیس زمین میں اپنا لشکر بھیجتا ہے اور ان سے یہ کہتا ہے کہ جو تم میں کسی مسلمان کو زیادہ گمراہ کرے گا، اس کو میں تاج پہناؤں گا، ایک شیطان جا کر اپنی کاروائی سناتے ہوئے کہتا ہے کہ میں فلاں کے ساتھ مسلسل لگا رہا، یہاں تک کہ اس نے اپنی بیوی کو طلاق دے دی، اس پر ابلیس کہتا ہے کہ یہ تو کوئی کمال نہیں، وہ پھر کسی اور سے شادی کرے گا، پھر دوسرا شیطان آتا ہے اور کہتا ہے کہ میں فلاں کے ساتھ مسلسل لگا رہا، یہاں تک کہ اس کے اور اس کے بھائی کے درمیان دشمنی ڈال دی، ابلیس کہتا ہے کہ یہ تو نے کچھ نہیں کیا، عنقریب وہ صلح کر لیں گے، پھر ایک شیطان آ کر کاروائی سناتا ہے کہ وہ مسلسل زنا کروانے کی کوشش کرتا رہا، یہاں تک کہ انہوں نے زنا کر لیا، ابلیس کہتا ہے کہ یہ تو نے اچھا کیا، اس کو قریب کر کے تاج پہناتا ہے۔ (الزواجر:۲/۲۲۵)

شرک کے بعد سب سے بڑا گناہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: شرک کے بعد اللہ کے یہاں سب سے بڑا گناہ آدمی کا اس عورت کے رحم میں نطفہ ڈالنا ہے، جو اس کے لیے حلال نہ تھی۔(الزواجر:۲/۲۳۵)

امت کا آدھا عذاب

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس آدمی نے شادی شدہ عورت سے زنا کیا تو ایسے زانی اور زانیہ پر اس امت کا آدھا عذاب ہوگا۔(الزواجر:۲/۲۲۵)

زانی کو قتل کرنے کا حکم

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کسی محرم کے ساتھ زنا کرے، اسے قتل کر دو۔ (الزواجر: ۲/۲۲۵)

زانی پر اژدہا مسلط ہو گا

حضرت ابو قتادہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو ایسی عورت کو بستر پر لٹائے، جس کا خاوند موجود نہیں، یعنی کہیں سفر پر گیا ہوا ہے یا اس کی عدم موجودگی سے فائدہ اٹھانا چاہتا ہے، ایسے شخص پر قیامت میں ایک اژدہا مقرر کیا جائے گا، یہ کالا سانپ اس کو ڈسے گا۔ (الترغیب والترہیب: ۳/۲۲۰)

زنا عذاب کو لاتا ہے

حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس کسی شہر میں زنا اور سود عام ہو جائیں تو ان لوگوں پر اللہ کا عذاب نازل ہونا حلال ہو جاتا ہے۔ (الترغیب والترہیب: ۳/۲۲۰) حضرت میمونہؓ فرماتی ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: یہ امت ہمیشہ خیریت سے رہے گی اور اس پر رحمت ہمیشہ سایہ فگن رہے گی، جب تک ان میں ولد الزنا کی کثرت نہ ہو گی، جب حرام کی اولاد کثرت سے پیدا ہونے لگے گی تو پھر اندیشہ ہے کہ تمام امت پر عذاب نازل ہو جائے۔ (مسند احمد: ۶/۳۳۳)

ایمان کا لباس اتار لیا جاتا ہے

حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ایمان کا ایک لباس ہے، اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں لباس پہناتے ہیں، جب کوئی انسان زنا کرتا

ہے تو ایمان کا لباس اتار لیا جاتا ہے، پھر جب وہ توبہ کرتا ہے تو اس کو لوٹا دیا جاتا ہے۔(الترغیب والترہیب: ۲۱۶/۳)

زنا کے دنیوی نقصانات

زنا کے دنیوی نقصانات حد شمار سے باہر ہیں، زانی معاشرہ میں ذلیل ورسوا اور لوگوں کی نگاہ سے گر جاتا ہے، زانی کی زندگی سے چین وسکون ختم ہو جاتا ہے، زنا انسان کی صحت کو برباد کر دیتا ہے، ایسا شخص ایڈز جیسے جان لیوا مرض میں مبتلا ہو جاتا ہے، زانی خاندانی زندگی سے محروم ہو جاتا ہے، زنا کے اثرات اس کی اولاد پر بھی پڑتے ہیں، لوگ اس کی اولاد سے بھی نفرت کرنے لگتے ہیں، جس قوم میں زنا عام ہوتا ہے، اس میں اموات کی کثرت ہوتی ہے، احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق: زنا پھیلنے کی صورت میں قحط سالی اور مصیبتیں آتی ہیں، زنا کے ذریعہ پیدا ہونے والی اولاد کا نسب مشتبہ ہوتا ہے، جب بچہ کا نسب مشتبہ ہو جاتا ہے تو اس کی پرورش کا ذمہ دار کوئی مرد نہیں رہتا، اس طرح بچہ کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہوتا ہے، بسا اوقات زنا سے قرار پانے والے حمل کو یا پیدا ہونے والے بچہ کو پھینک دیا جاتا ہے، جس سے قتل جیسا سنگین گناہ لازم آتا ہے، زنا کار عورت سے عام طور پر ایک سے زائد افراد جنسی تعلق قائم کرتے ہیں، جس سے ایڈز کے پھیلنے کا اندیشہ ہوتا ہے، علاوہ ازیں زانیہ خاتون پر ہر زانی اپنا کنٹرول چاہتا ہے، جس سے بالعموم قتل وغارت گری کے واقعات جنم لیتے ہیں، زنا انسان اور حیوان کے درمیان فرق ختم کر دیتا ہے، زنا کے عادی افراد کو کسی خاص عورت سے محبت باقی نہیں رہتی، اسی طرح زانیہ کو بھی کسی خاص مرد سے محبت نہیں ہوتی، ایسے لوگ جانوروں کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جہاں موقع مل جائے، خواہش پوری کر لیتے ہیں۔

زنا کے اسباب

موجودہ معاشرہ میں زنا کاری اس قدر عام ہے کہ اس وقت نکاح مشکل اور زنا آسان ہوگیا ہے، چند ٹکوں میں آدمی اپنی ہوس پوری کرلیتا ہے، معاشرہ میں زنا کے واقعات اس کثرت سے پیش آرہے ہیں کہ کوئی اخبار ان سے خالی نہیں ہوتا، زنا کے اس عمومی پھیلاؤ کے چند اسباب ہیں: سب سے بنیادی سبب بے دینی، دین بیزاری اور خوف خدا کا نہ ہونا ہے، اس کے علاوہ فحاشی اور بے حیائی کا عمومی رواج بھی زنا کی ایک بڑی وجہ ہے، اس وقت موبائیل اور انٹرنیٹ پر پورنوگرافی اور فحاشی اس قدر عام ہے کہ کم سن بچے تک ان سے محفوظ نہیں ہیں، نوجوان گھنٹوں موبائیل پر سیکس کی گندی ویڈیو دیکھتے رہتے ہیں، ٹی وی پر پیش کئے جانے والے پروگراموں میں بھی ننگا ناچ اور بے لباسی اور عریانیت کے مناظر زنا کو فروغ دے رہے ہیں، زنا کے پھیلاؤ کا ایک سبب موجودہ مخلوط نظام تعلیم ہے، اسکولوں، کالجوں اور یونیورسٹیوں میں لڑکے اور لڑکیوں کا اختلاط زنا کا راستہ ہموار کررہا ہے، اسی طرح نکاح میں تاخیر بھی زنا کے پھیلاؤ کا ایک سبب ہے نیز خواتین کی بے پردگی اور گھروں میں پردہ کا عدم اہتمام بھی زنا کا ایک سبب ہے، بہو خسر اور بہنوئی وسالی کے درمیان بے پردگی اور بے تکلفی بھی زنا کا سبب بنتی ہے۔

{چھٹا باب}

کوروناوائرس

چند سبق آموز پہلو

یہ دنیا عبرت گاہ ہے نہ کہ تماشہ گاہ، یہاں رونما ہونے والا ہر حادثہ اپنے اندر عبرت کے ان گنت پہلو رکھتا ہے، اس کے لیے نصیحت پکڑنے والا دل اور نگاہ بصیرت چاہیے، بہت سے واقعات وآفات جو بظاہر عالم انسانی کے لیے مصیبت اور تباہی نظر آتے ہیں؛ مگر ان میں انسانوں کے لیے سبق آموز پہلو پوشیدہ ہوتے ہیں، اہل ایمان کا معاملہ دوسری اقوام سے بالکل مختلف ہے، دنیا میں پیش آنے والا بڑا سا بڑا حادثہ دوسروں کے لیے بے معنی ہوتا ہے، جب کہ مسلمانوں کے لیے اس میں غور وفکر اور اصلاح واحتساب کا بے پناہ سامان ہوتا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مطابق: کافر اور منافق کی مثال اس اونٹ کی سی ہے، جسے اس کے مالک نے پہلے باندھا پھر چھوڑ دیا، وہ نہیں جانتا کہ اسے کیوں باندھا گیا؟ اور پھر کیوں چھوڑا گیا؟؟ (سنن ابی داؤد: ۳/ ۲۴۹) لیکن مؤمن کے لیے ہر حادثہ سامان عبرت ہوتا ہے۔

کوروناوائرس صدی کا ایک ایسا خوفناک حادثہ اور آفت خداوندی ہے، جس سے پورا عالم انسانی متأثر ہوا ہے، اس نے نہ صرف دنیا کے نقشہ کو بدل کر رکھ دیا ہے؛ بلکہ سارے نظام عالم کو منجمد کر دیا ہے، اسے آفت سماوی کہیں یا قہر خداوندی کا نام دیں، جو بھی کہیں آج سارا عالم اس کی لپیٹ میں ہے اور سبھوں پر اسی کی دہشت طاری ہے، پوری دنیا کے ہوش اڑے ہوئے ہیں، سارے عالمی قائدین کی نیندیں حرام ہو چکی ہیں، ہر طرف ہُو کا عالم ہے، اداسی اور مایوسی چھائی ہوئی ہے، یہ عظیم حادثہ اپنے اندر فکر واحتساب کے ان گنت پہلو رکھتا ہے، اس میں عالم انسانی کے لیے جہاں بہت سے مثبت پہلو پوشیدہ ہیں، وہیں یہ واقعہ اہل ایمان کے لیے سامان عبرت بھی ہے اور اس سے ہمیں بہت سے اسباق حاصل ہوتے ہیں، سطور ذیل میں اس واقعہ سے ملنے والے چند پیغامات اور اس سے حاصل ہونے والے چند

اسباق کی نشاندہی کی جارہی ہے۔

موت کی یاد

کورونا اور اس جیسی قدرتی آفتوں کا بنیادی پیغام یہ ہے کہ یہ وبائیں انسانوں کو ان کی موت یاد دلاتی ہیں، انسان اپنے بے پناہ وسائل عیش وعشرت اور دنیا کی رنگینیوں میں کھوکر موت سے غافل ہوتا ہے، سوسو برس کا سامان کرتا ہے؛ لیکن اسے پل کی خبر نہیں ہوتی، دنیا کے طاقتور ملکوں کے حکمران اپنے مادی وسائل کے نشہ میں چور ہوکر دوسرے کمزور ملکوں پر آتش وآہن کی برسات کر کے لاکھوں بے قصوروں کو موت کی گھاٹ اتار دیتے ہیں؛ لیکن انہیں اندازہ نہیں کہ موت خود ان سے کتنی قریب ہے، کورونا وبا نے کئی ترقی یافتہ ملکوں کے حکمرانوں کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے، برطانیہ کے وزیر اعظم بورس جانسن کورونا کا شکار ہوکر موت وحیات کی کشمکش میں مبتلا ہیں اور بہت سے دیگر امیر ملکوں کے حکمران غیر معمولی اسباب ووسائل کے باوجود اچانک موت کے منھ میں چلے گئے، موت کا استحضار آدمی کی اصلاح میں مؤثر کردار ادا کرتا ہے، حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ موت انسان کی نصیحت کے لیے بہت کافی ہے۔ (کنز العمال: حدیث نمبر: ۴۲۷۹۴) دیکھا جائے تو موجودہ دور میں ساری کوتاہیوں اور بدعملیوں کی بنیاد غفلت ہے اور غفلت کا مؤثر علاج موت کی یاد ہے، وبائیں امیر وغریب، اور حاکم ومحکوم میں فرق نہیں کرتیں، ہر شخص وباؤں کی زد میں آجاتا ہے، اس وقت کورونا سے جہاں عام انسانوں کی اموات ہورہی ہیں، وہیں حکمراں اور فلمی میدان کے افراد اور کھلاڑی بھی اس کی زد میں آرہے ہیں، کورونا ایک ادنی وائرس ہے، اس کا شکار ہوکر انسان کو موت آنے کا امکان صرف تین فیصد ہے، جب کہ اچانک کسی بھی وقت موت آنے کا امکان سو فیصد ہے، جتنا لوگ کورونا سے ڈرتے ہیں، اس سے زیادہ کسی بھی وقت

موت آنے سے ڈرنا چاہیے اور اس کی تیاری میں لگے رہنا چاہیے۔

دنیوی زندگی کی بے ثباتی

کورونا وائرس کا ایک بڑا سبق دنیوی زندگی کی بے ثباتی اور یہاں کے مال ومتاع کی بے حقیقتی ہے، دنیا اور اس کا مال ومتاع فانی ہے، باقی رہنے والی چیز آخرت ہے، آدمی چاہے دنیا سے کتنا ہی جی لگالے، اسے ایک دن دنیا کو چھوڑنا ہے، لوگ مال ومتاع اور دولت دنیا ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتے ہیں، مال کی خاطر رشتوں کو پامال کیا جاتا ہے اور اپنے جیسے انسانوں کو موت کی گھاٹ اتارا جاتا ہے؛ لیکن کیا یہ مال آدمی کی موت کو ٹال سکتا ہے؟ ہرگز نہیں، اٹلی جہاں ہزاروں لوگ کورونا کی لپیٹ میں آئے، اس کے پاس مال واسباب صحت کی کوئی کمی نہیں تھی؛ لیکن صاحب ثروت والدین اپنے لاڈلوں کو موت سے بچا نہ سکے، دولت کے انبار رکھنے کے باوجود ان کے پیارے ان کے سامنے دم توڑتے رہے، سوشیل میڈیا پر لوگوں نے دیکھا کہ کس طرح اٹلی کی عوام نے کرنسی نوٹوں کو سڑکوں پر یہ کہہ کر پھینک دیا کہ جو دولت ہمارے عزیزوں کو نہ بچا سکے، اسے رکھ کر کیا فائدہ؟ دنیا کی بے ثباتی ایک اٹل حقیقت ہے، جو کورونا وائرس کے ذریعہ لوگوں کے سامنے کھل کر آچکی ہے، جب تک آدمی پر دنیا کی حقیقت نہیں کھلتی، تب تک وہ آخرت کے لیے یکسو نہیں ہوتا۔

قدرتِ خداوندی کے آگے انسانوں کی بے بسی

کورونا وبا کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ انسان کتنا ہی طاقتور کیوں نہ ہو، قدرت خداوندی کے آگے بے بس ولاچار ہے، اور اللہ کے فیصلوں اور اس کے قہر وجبر کے آگے مجبور ہے، انسان سائنس وٹکنالوجی میں کتنی ہی ترقی کرجائے، ستاروں پر کمندیں ڈال لے، چاند پر بسیرا

کرلے، خدا کا ایک جھٹکا اسے اس کی اوقات دکھانے کے لیے کافی ہے، جو کورونا وائرس آج تباہی مچایا ہوا ہے، اس کی حقیقت کیا ہے؟ ایک سینٹی میٹر کا دس لاکھواں حصہ، جس کے اندر نہ جان ہے اور نہ وہ نظر آتا ہے، اتنا چھوٹا کہ ایک سوئی کے ناکہ پر سیکڑوں جمع ہو سکتے ہیں، انسانی آنکھ تو دور کی بات ہے، جسے مائیکرواسکوپ دیکھ نہیں سکتی، خدا کی ایسی حقیر مخلوق کے آگے آج دنیا کی سوپر پاور کہلانے والی طاقتیں بے بس ہیں، جو امریکہ خود کو زمین کا خدا سمجھتا تھا اور أنا ربکم الأعلی۔ (النازعات: ۴۲) کا نعرہ لگاتے نہیں تھکتا تھا، جس کے پاس دنیا کی ایک چوتھائی دولت تھی، جس کا دعوی تھا کہ میرے گوگل اینڈرائیڈ اور مائیکروسافٹ کے بغیر دنیا کی ٹکنالوجی صفر ہے، جس کے صدر نے کورونا کا مذاق اڑاتے ہوئے اسے چینی مرض کہا تھا، آج وہ امریکہ لرزہ براندام ہے، ٹرمپ اعلان کررہا ہے کہ ہمارے یہاں ہلاکتیں دولاکھ سے زائد نہ ہوں تو ہماری سب سے بڑی کامیابی ہوگی، کبھی جنوبی کوریا سمجھتا تھا کہ ہمارے پاس دنیا کا سب سے بہترین طبی نظام ہے، آج وہاں مریضوں کی تعداد ہزاروں میں ہے، پورا ملک کرفیو میں ہے، اسپین کو فخر تھا کہ اس کے پاس دنیا کا ساتواں سب سے اچھا طبی نظام ہے؛ مگر وہاں نعشوں کے ڈھیر لگے ہیں۔ جو لوگ عام روزمرہ کی زندگی میں دوسروں کے ساتھ ظلم وزیادتی کا معاملہ کرتے ہیں، خود کی برتری ثابت کرنے کے لیے دوسروں کو ذلیل وخوار کرتے ہیں، راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرتے ہیں، دوسروں کی ٹانگیں کھینچتے ہیں، انہیں دنیا کے طاقتوروں کو دیکھ لینا چاہیے کہ اس وقت ان پر کیا بیت رہی ہے؟ ایک معمولی وائرس نے انہیں ہلا کر رکھ دیا ہے، بقول ایک کالم نگار کے ''انسان جب جب اختیارات سے تجاوز کرتا ہے، حدیں عبور کرتا ہے، تو پھر ایسے وائرس ہی طاقت کے نشہ کو ختم کرتے ہیں اور تباہی کا باعث بنتے ہیں، کورونا نہ ہوتا تو نہ جانے کیا کہرام مچا ہوتا؟ کہیں اسلحہ چل رہا ہوتا،

کہیں کسی نئی جنگ کی تیاریاں ہورہی ہوتیں، کہیں کوئی معاشی جنگ کی منصوبہ بندی ہورہی ہوتی، کہیں کسی کو گرانے، کچلنے اور تباہ و برباد کرنے کی حکمت عملی تیار ہورہی ہوتی؛ لیکن آج دنیا کا منظر نامہ ہی بدل چکا ہے، ٹکنالوجی کی حیرت انگیز ترقیات کے باوجود انسانیت قدرت کے ایک ہلکے اشارہ کے آگے بےبس ہے، دنیا کے قائدین کوروناوائرس کو نظر نہ آنے والے دشمن کے خلاف عالمی جنگ قرار دے رہے ہیں، یہ کورونا بحران ایسے وقت سامنے آیا ہے، جب جدید سائنسی ترقی کے بعد عالمی قائدین دعوی کررہے تھے کہ انہیں قوانین قدرت پر بھی تسلط حاصل ہوگیا ہے؛ مگر ایک معمولی جرثومہ نے انسان کی بےبسی کو آشکارا کردیا۔''

مقصد تخلیق کی نشاندہی

کوروناوائرس انسان کو اس کا مقصد تخلیق بتارہا ہے، کسی نے بہت صحیح لکھا کہ انسانی زندگی میں آنے والا ہر حادثہ انسان کو یہ یاد دلانے کے لیے آیا ہے کہ اسے بےمقصد پیدا نہیں کیا گیا ہے، یہ کائنات بےمقصد تخلیق نہیں کی گئی ہے، اس کائنات کو کیوں پیدا کیا گیا ہے؟ علم حقیقی اس سوال کا جواب ہے، علم کی ترقی کے باوجود علم کے پاس اس سوال کا جواب نہیں رہا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ آج عالم کائنات کے خالق اور رب سے غافل ہے، علم حقیقی کی سب سے بڑی علامت کائنات کے رب اور تخلیق کائنات کے مقصد کا شعور ہے، ایسے لوگوں کو قرآنی اصطلاح **أولو الالباب**۔ (ابراہیم: ۵۲) کہا جاتا ہے، یہ وہ لوگ ہیں: جو زمین وآسمان کی تخلیق پر اللہ کو یاد کرتے ہوئے غور وفکر کرتے ہیں تو بےساختہ یہ کہہ اٹھتے ہیں کہ اس کائنات کو بےمقصد نہیں پیدا کیا گیا، اس کائنات پر انسان کو تسخیر کی جو قوت عطا کی گئی ہے، اس کا احتساب ہوگا، خلاؤں پر کمندیں ڈالنے والے انسان کو اسی **یوم الدین** (الفاتحہ: ۳) اسی **یوم الحساب** (ص: ۱۶) کا انکار ہے، اس وجہ سے پے بہ پے حوادث

اتارے جاتے ہیں کہ کائنات کے خالق کو یاد کریں اور جس مقصد کے لیے انہیں اس دنیا میں بھیجا گیا ہے، اسے پورا کریں۔ (اداریہ: فرائڈے میگزین: ۳/اپریل/۲۰۲۰)

بچت اور فضول خرچی سے اجتناب

کوروناوائرس انسانوں کو بچت، کفایت شعاری اور اسراف وفضول خرچی ترک کرنے کی تلقین کررہا ہے، اس عالمی وبا کو دو ماہ سے زائد کا عرصہ ہورہا ہے، پوری دنیا میں لاک ڈاؤن ہے، دنیا کا سارا کاروبار ٹھپ ہے، لوگ گھروں میں قید ہیں، جن لوگوں نے فضول خرچی سے بچ کر کچھ پونجی پس انداز کرلیا ہے، وہ ان حالات میں مطمئن ہیں، اس کے برخلاف جن لوگوں نے اپنی ساری کمائی فضولیات میں لٹادی، انہیں آج احساس ہورہا ہے کہ ہم نے بچت نہ کرکے بہت بڑی غلطی کی ہے، آدمی کو ہنگامی صورت حال اور ناگہانی آفتوں کے لیے بچت کرنا چاہیے، شادی بیاہ کی تقریبات کو سادہ منعقد کرنا چاہیے، ملکوں کے حکمرانوں کو بھی کورونا یہی پیغام دے رہا ہے کہ وہ فضول خرچی اور حکومتی جھمیلوں سے بچ کر عوام پر اربوں روپیے خرچ کریں، کورونا نے بتادیا کہ لوگوں کی اکثریت گھروں میں بیٹھ کر آن لائن دفتری کام انجام دے سکتی ہے، متمول لوگوں کو کورونا نے بتادیا کہ ان کے بچے جنک فوڈ کے بغیر بھی گزارا کرسکتے ہیں، نیز حکمرانوں کو بھی اندازہ ہورہا ہے کہ معمولی جرائم میں ملوث قیدی جیلوں سے رہا کئے جاسکتے ہیں۔

ایک اہم پیغام

کوروناوائرس خدا کی نہایت حقیر مخلوق ہے؛ لیکن سارے انسانوں پر اس کا خوف طاری ہے، حاکم ہوں کہ محکوم، چھوٹے ہوں کہ بڑے، عام لوگ ہوں کہ حکومتیں سب پر کورونا

کا رعب چھایا ہوا ہے، بات یہ ہے کہ انسان جب اپنے خالق کے خوف سے عاری ہو جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو مخلوق کے خوف میں مبتلا کر دیتا ہے، جو بندہ خالق کا خوف نہیں رکھتا، اس پر مخلوق کا خوف مسلط ہو جاتا ہے، صحابۂ کرامؓ خوف خدا سے متصف تھے تو مخلوق ان کے تابع تھی، حتی کہ جنگل کے شیر اور سمندر کی موجیں تک ان کی زیرنگوں تھیں۔ (حیاۃ الصحابہ اردو ۳/ ۶۲۵، م: مکتبہ الحسن لاہور)

تبدیلی اور اصلاح

کورونا کا سب سے اہم سبق تبدیلی اور اصلاح ہے، اس وبا نے انسانوں کی بہت کچھ اصلاح کر دی ہے، پہلے لوگوں کے پاس گھر والوں کے لیے بالکل وقت نہ تھا، اب کورونا کی بدولت لوگ بیوی بچوں کے لیے خوب وقت دینے لگے ہیں، پہلے گھریلو اصلاح سے بالکل غافل تھے، اب کورونا نے گھر میں قید کر دیا تو گھریلو اصلاح پر توجہ ہونے لگی، کام کاج موقوف ہونے سے بچوں کی تربیت کا موقع ملنے لگا، پہلے بہت سے لوگ صفائی ستھرائی کے تعلق سے غفلت کا شکار تھے، اب صفائی کا خوب اہتمام ہونے لگا ہے، پہلے بے دین خواتین چہرہ کھلا رکھا کرتی تھیں، اب ماسک ہی کے بہانے سے چہرہ چھپانے لگیں، اور اس ماسک کی وجہ سے غیر ضروری بناؤ سنگھار میں بھی کمی آ گئی ہے، پہلے لوگوں کی بڑی تعداد خودغرضی کا شکار تھی، لوگ اب ایثار، غریبوں اور حاجت مندوں کی مدد کرنے لگے، جگہ جگہ اناج اور راشن تقسیم کیا جانے لگا ہے۔

دنیوی تعلقات کی حقیقت

کورونا سے ایک سبق یہ بھی ملتا ہے کہ دنیا کے سارے تعلقات عارضی اور ختم ہونے

والے ہیں، صرف ایک تعلق پائیدار ہے، جو کبھی ختم نہیں ہوگا، وہ خدا اور سول کا تعلق ہے، کورونا وائرس کی وجہ سے دیکھا جا رہا ہے کہ انسان انسان سے کٹ رہا ہے، لوگ عزیز واقارب کی ملاقات سے ڈر رہے ہیں، حتی کہ گھر میں کسی کو کورونا ہوجائے تو سب لوگ اس سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں، گویا قیامت کا منظر ہے، ہر شخص دوسرے سے بھاگ رہا ہے، یہ صورت حال جہاں دنیوی تعلقات کی بے ثباتی کو ظاہر کر رہی ہے، وہیں قیامت سے پہلے قیامت کا منظر پیش کر رہی ہے، یہاں جس طرح ماں باپ اولاد سے اور اولاد ماں باپ سے علیحدہ ہو رہی ہے، کل قیامت کا بھی یہی حال ہوگا، جس کی منظر کشی قرآن مجید میں یوں کی گئی ہے:

یوم یفر المرأ من أخیه وأمه وأبیه وصاحبته وبنیه۔

(العبس: ۳۴-۳۶) جس دن آدمی اپنے بھائی، باپ، ماں، بیوی اور اولاد سے بھاگے گا، آج کورونا کے خوف کا یہ عالم ہے کہ تو کل قیامت کے خوف کا کیا عالم ہوگا؟ جس کا زلزلہ نہایت سخت ہوگا اور جس دن تم دیکھو گے کہ ہر دودھ پلانے والی عورت اپنے دودھ پیتے بچے سے غافل ہوجائے گی اور حاملہ عورتیں اپنا حمل وضع کریں گی اور تم لوگوں کو مدہوش دیکھو گے، حالاں کہ وہ مدہوش نہیں ہوں گے؛ مگر اللہ کا عذاب بڑا سخت ہوگا۔ (الحج: ۱)

اللہ کے لشکر

کورونا نے اس آیت کریمہ کی صداقت پر مہر لگا دی ہے، جس میں فرمایا گیا ہے:

وللہ جنود السموات والأرض۔ (الفتح: ۴) اور اللہ ہی کے لیے زمین وآسمان کے لشکر، نیز کورونا سے اس آیت کی بھی تصدیق ہوتی ہے، جس میں فرمایا گیا: **وما یعلم جنود ربك الا ھو۔** (المدثر: ۳۱) آپ کے رب کے لشکروں کو اس کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔ کورونا زمین وآسمان میں پھیلے ہوئے اللہ کے لشکروں میں سے ایک لشکر ہے، جسے اس

کے علاوہ کوئی نہیں جانتا، پتہ نہیں خدا کے پاس ایسے کتنے لشکر ہیں، جن کا انسانوں کو علم نہیں ہے، جس طرح اللہ تعالیٰ نے معمولی ابابیل کے ذریعہ ابرہہ کی طاقتور فوج کو ہلاک کیا۔ (الفیل:۱) اسی طرح خدا کی یہ حقیر مخلوق وائرس بڑی بڑی طاقتوں کا غرور توڑ رہی ہے، ایک ذرۂ ناچیز جو نظر نہیں آتا اور جس کے بارے میں حتمی طور پر نہیں معلوم کہ وہ جاندار ہے یا نہیں، وہ پورے کرۂ ارض کی تباہی کے لیے چیلنج بنا ہوا ہے، ایک ذرۂ ناچیز نے کس طرح پوری دنیا کو ساکت کر دیا ہے، اس کی ایک کالم نگار نے کیا خوب منظر کشی کی ہے۔ ’’جہاز ایر پورٹوں پر کھڑے ہیں، اڑ نہیں سکتے، گاڑیاں پورچوں میں بے کار ہیں، پارک، سیر گاہیں، جم خانے ویران پڑے ہیں، رستورانوں میں خاک اڑ رہی ہے، بڑے بڑے مال جو گاہکوں سے چھلک رہے ہوتے تھے، قبرستان بنے ہیں، دوستوں کی محفلیں خواب و خیال ہوگئی ہیں، اعزاء واقارب کے گٹ ٹوگیدر ماضی بعید کا قصہ لگنے لگے ہیں، شادی بیاہ کی تقاریب، جنم دنوں کی یاد میں برپا کی جانے والی رونقیں سب ختم ہوگئیں، کوئی رخصتی ہے نہ استقبال، کوئی امام ضامن ہے نہ راکھی، جنازہ گاہیں تک پسماندگان کو ترس گئی ہیں، گلی کوچے سونے پڑے ہیں، کھیل کے میدانوں میں ہُو کا عالم ہے، بیگمات جو چائے تک خود نہ بناتی ہیں اور انڈا تک نہ ابالتی تھیں، تین وقت کھانے پکا رہی ہیں، برتن دھو رہی ہیں، جھاڑو دے رہی ہیں، اور تو اور چور ڈاکو اور رہزن تک بے روزگار ہو گئے ہیں، نسوانی ملبوسات کی دکانیں جہاں خریدار اور خواتین کی لڑائیاں ہوتی تھیں، عزاداری کر رہی ہیں، صراف ہاتھوں پر ہاتھ رکھ کر بیٹھے ہیں، دمکتے زیورات شیشہ کے ڈبوں میں رکھ کر دروازوں کی طرف دیکھ رہے ہیں، انواع واقسام کی نان پکانے والے تنور تپش کا ذائقہ تک بھول گئے، حجام قینچیوں اور استروں کو دیکھ کر آہیں بھر رہے ہیں، قحط سالی کے بغیر عشق کا کاروبار بند ہو چکا ہے، ایک ایک لمس کو ترسنے والے

کوسوں دور بھاگتے پھر رہے ہیں، کہاں کے عارض ولب، کون سے کاکل خمدار، معشوق سے چھ چھ فٹ کے فاصلے ناپے جا رہے ہیں، اب بلی کسی کا راستہ نہیں کاٹتی؛ کیوں کہ راستوں پر چلنے والے نظر کہیں نہیں آتے، گھر ہیں یا قبریں، جہاں لوگ زندہ وسلامت گویا دفن ہو گئے ہیں، تصور کیجیے، الاسکا سے لے کر نیوزیلینڈ تک، فنلینڈ سے لے کر جنوبی آفریقہ کے ساحل تک پورے کرۂ ارض پر زندگی ساکت ہے، صور نہیں پھنکا؛ مگر سناٹا ہے، ایسا سناٹا کہ مکھی اڑے تو اس کے پروں کی آواز سماعت کو گولی کی طرح لگے، نظر نہ آنے والے بے جان ہتھیار نے سب کو یوں بے بس کر رکھا ہے کہ طبقاتی امتیاز ختم ہو چکا ہے، ہسپانیہ کی شہزادی ہے یا برطانیہ کا وزیر اعظم، منسٹر ہے یا ایم ایل اے، کروڑ پتی ہے یا قلاش، فقیر ہے سخی، سب کے اوسان خطا ہیں، سب یکساں لاچار ہیں، ساری بے بضاعتی کے باوجود انسان سخت جان ہے، ہر ابتلاء سے بچ نکلتا ہے، جس دست غیب نے یہ لشکر اتارا ہے، وہ اسے واپس بیرکوں میں بھیجے گا، امتحان کے یہ دن گزر جائیں گے؛ مگر سوال یہ ہے کہ کیا ہم اس بھٹی سے کندن بن کر نکلیں گے یا ویسے کے ویسے کورے؟ (روزنامہ دنیا: ۳/اپریل/ ۲۰۲۰)

شکر گزاری کا سبق

کورونا کا ایک ضروری سبق شکر گزاری ہے، اس وقت پورے عالم میں اس مرض سے متأثر افراد کی تعداد ۳۰ لاکھ سے تجاوز کر چکی ہے، جب کہ مہلوکین کی تعداد دو لاکھ سے زائد ہے، ہر دن ہزاروں لوگ متأثر ہو رہے ہیں، ہر ملک میں سیکڑوں افراد اس وائرس کا شکار ہو رہے ہیں؛ لیکن وائرس کے اس عمومی ابتلاء میں اللہ نے لاکھوں نہیں، کروڑوں بندوں کو اس سے محفوظ رکھا ہے، کیا یہ مقام شکر نہیں ہے؟ اس رب رحمن کا جتنا بھی شکر کریں کم ہے، جو اپنے بے شمار بندوں کو آفات وبلیات سے محفوظ رکھا ہے، ایک کورونا وائرس ہی کا معاملہ نہیں

ہے، دنیا میں لاکھوں افراد مختلف مہلک بیماریوں میں مبتلا ہیں؛ لیکن کروڑوں اللہ کے بندے ان بیماریوں سے محفوظ ہیں۔

صبر کا سبق

اسی طرح کورونا قدم قدم پر ہمیں صبر کی بھی تلقین کر رہا ہے، کورونا کی موجودہ سنگین صورت حال اس مرض میں مبتلا افراد کے لیے تو صبر کا سامان ہے ہی، ساتھ ہی ان کے لواحقین کے لیے بھی صبر کا امتحان ہے، کورنٹائن میں دو دو ہفتوں تک کسمپرسی کے عالم میں رہنا اور گھر بار اور اہل وعیال سے الگ تھلگ ہو جانا، انسان کے لیے فی الواقع بڑی آزمائش ہے، گھر میں کسی ایک فرد کو کورونا مثبت نکلتا ہے تو سارے گھر والوں کو کورنٹائن مراکز منتقل کیا جاتا ہے، جن میں شیر خوار بچے اور خواتین بھی شامل ہیں، دور دراز مقامات پر انہیں بے یار و مددگار ڈالا جاتا ہے، جہاں کوئی داد نہ فریاد، یہ سب صبر کی تربیت ہے، اہل ایمان کو صبر کا دامن تھامے رہنا چاہیے، ان کی یہ آزمائش رائیگاں نہیں جائے گی، آخرت میں صبر کرنے والوں کا بدلہ بے حساب ہے۔

دنیا میں سپریم طاقت صرف خدا کی ہے

کورونا نے بتا دیا کہ اس دنیا میں سپریم طاقت صرف ایک ہے، اور وہ خدائے قہار وجبار کی طاقت ہے، کورونا وائرس اللہ کی بے آواز لاٹھی ہے، جو پوری دنیا کو یہ بتانے کے لیے آیا ہے کہ طاقت کا سرچشمہ صرف اللہ کی ذات ہے، خود کو سپریم سمجھنے والے آج اسی خدا کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں، اٹلی کے صدر کا آنسوؤں کے ساتھ رونا اور مدد کی فریاد کرنا، ہر انسان کے دل کو جھنجھوڑتا ہے اور واضح کرتا ہے کہ بڑے سے بڑا انسان اللہ کی ذات کے

سامنے کتنا کمزور اور بے بس ہے، امریکہ جیسا سوپر پاور ہو یا سلطنت برطانیہ یا ٹکنالوجی کا ثانی چائنا، ہر کسی کو کورونا کا خوف اپنی گرفت میں لے رکھا ہے، فرانسیسی وزیر اعظم نے بے بسی کے عالم میں یہاں تک کہہ دیا کہ آسمان والا روکے تو روکے۔ٹرمپ نے تمام اقوام عالم سے کہا کہ بس اب دعا ہی واحد راستہ ہے۔

ظلم کا انجام تباہی

کورونا کا سب سے بڑا سبق یہ ہے کہ ظلم کا انجام ہمیشہ تباہی اور خدائی پکڑ کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے، مظلوم کی آہ دیر سویر ضرور اثر کر کے رہتی ہے، عام طور پر وباؤں کا شکار کمزور ممالک ہوتے ہیں، بالخصوص غریب افریقی ممالک سب سے زیادہ متأثر ہوتے ہیں؛ لیکن حالیہ وبا میں غور کرنے والی بات یہ ہے کہ کورونا کی پکڑ میں سب سے زیادہ وہ ترقی یافتہ ممالک ہیں، جو کمزور ممالک پر ظلم ڈھاتے رہے ہیں، یا کسی بڑی طاقت کے ظلم کا ساتھ دیتے رہے ہیں، مصر میں کورونا کا قہر ہے؛ مگر اس سے لگا ہوا ملک لیبیا کورونا سے محفوظ ہے، وہاں چند ایک مریض ہی دریافت ہوئے ہیں، سوڈان میں کورونا کے صرف دو مریض اور ایک موت ہوئی ہے، مالی میں صرف ایک مریض دریافت ہوتا ہے، زمبابوے میں صرف دو مریض اور ایک کی موت ہوئی ہے، نیپال میں صرف دو مریض ہیں، کوئی موت نہیں، یمن اور شام میں کورونا مریض برائے نام ہیں، اس کے برخلاف کورونا کے منبع و مرکز وہ ممالک ہیں، جو یا تو ظالم ہیں یا ظلم کا ساتھ دیتے ہیں، چائنا، امریکہ، فرانس، برطانیہ اور اٹلی کی صورت حال سب کے سامنے ہے، ایک چشم کشا اقتباس ملاحظہ کیجیے ''جب یمن پر فوجی اندھادھند گولہ باری کر رہے تھے اور یمنی لوگ اپنے بچوں کے چیتھڑے اٹھا کر پوری دنیا کو دکھا رہے تھے، جب شام میں کمسن بچوں کی گردنیں کاٹ کر درختوں پر لٹکائی جا رہی تھیں اور ایک ایک

شامی لڑکے سے سات سات فوجی زیادتی کر رہے تھے، اور کشمیر کی بیٹیاں اپنی عزتیں لٹا کر جان دے رہی تھیں، تب پوری دنیا خاموشی سے تماشہ دیکھ رہی تھی، تب تمام حکمران ظالموں کا ساتھ دے رہے تھے، یمنی، شامی اور کشمیری گڑگڑاتے رہے؛ مگر انسانیت کا لفظ اپنے فائدے اور مطلب کے لیے استعمال کرنے والے گونگے بہرے بنے رہے؛ مگر آج پوری دنیا کو اپنی موت دکھائی دے رہی ہے، ہسپتالوں میں مریضوں کے لیے بیڈ نہیں بچے ہیں، مرنے والے ایسے مر رہے ہیں کہ اپنے ہی اپنے پیاروں کی شکل نہیں دیکھ سکتے، نہ غسل، نہ کفن، بس شاپر میں لپیٹ کر گڈھے میں پھینکے جا رہے ہیں، آج جو مر رہے ہیں وہ مر رہے ہیں، اور یمن، برما، لیبیا، فلسطین، افغانستان اور شام والے خاموشی سے سجدۂ شکر ادا کر رہے ہیں، کل ہمیں حی علی الصلوۃ کی صدا آتی تھی، ہم خدا کی طرف جاتے نہیں تھے، آج ہم خدا کے گھر جانا چاہتے ہیں؛ پر خدا ہمیں آنے نہیں دے رہا، جب آپ ظلم پر خاموش رہیں گے تو آپ بھی ظالمین کے ساتھ برابر کے شریک پائے جائیں گے، آج آپ آدھی رات کو چھتوں پر جا کر اذانیں دیں، یا ساری رات سجدے میں پڑے رہیں، مظلوموں کا حساب دینا ہوگا، مظلوموں کی آہیں عرش تک پہونچ چکی ہیں اور آسمان والے نے ان کی دعائیں سن لی ہیں، انسانیت فلسطین، شام، لیبیا اور برما میں بھی تھی، جس طرح کوورونا وائرس سے متاثر لوگوں کے لیے انسانیت کا لفظ استعمال کیا جا رہا ہے اور ان کی مدد کی کوشش کی جا رہی ہے، کیا ان مسلمان عورتوں، بچوں اور مردوں کی بھی مدد کی گئی ہے؟ وہ لاشیں اب بھی میڈیا پر گھومتی پھرتی ہیں۔''

ایک اور چشم کشا اقتباس پڑھنے کے لائق ہے: ''حقیقت تو یہی ہے کہ جب مظلوموں پر ظلم ہوا، ہم خاموش رہے، ہماری آواز گنگ ہوگئی، ہمارے قلم رک گئے، ہماری عقل سلب کر

لی گئی، ہماری آنکھیں بند ہوگئیں اور ہماری سوچ پلندوں میں دب گئی، آج اسی کا نتیجہ ہے، یہ وائرس جس کے سامنے آج دنیا بے بس ہے، لاچار و مجبور ہے، ہمیں بتانے کے لیے آیا ہے کہ زمین پر جب بھی ظلم ہوا ہے، اسے خود پاک کرلو اور مظلوموں کو انصاف فراہم کرو، ظالموں کو کیفر کردار تک پہونچا دو؛ ورنہ اللہ تعالیٰ انصاف کرے گا تو سب کو ایک طرف سے عذاب میں مبتلا کرے گا، اور ایک طرف سے زمین کو پاک کرنا شروع کردے گا، جب جب زمین پر ظلم بڑھے گا، جب جب مظلوموں کی آہیں عرش الٰہی کو ہلائیں گی، جب جب معصوموں کے خون سے دھرتی کو نہلایا جائے گا، جب جب نوجوانوں پر ظلم کے پہاڑ توڑے جائیں گے، جب جب بوڑھوں پر بجلیاں گرائی جائیں گی، تب تب اللہ تعالیٰ اپنے جبر کا، اپنے قہر کا عذاب دنیا پر مسلط کرے گا، کبھی زلزلہ کی شکل میں تو کبھی کوورونا وائرس کی شکل میں عذاب لا کر اپنی زمین کو ظلم سے پاک کرتا ہے''۔ (حمزہ اجمل جونپوری)

سوائے چند ممالک کے پوری دنیا کورونا میں گرفتار ہے، یہ دراصل خدا کا سوچا سمجھا منصوبہ ہے، طاقتوروں نے کیسے ظلم ڈھائے، اور دوسروں نے کیسی خاموشی کے ذریعہ ان کا ساتھ دیا، ذرا ابوبکر قدوسی کے اس اقتباس پر غور کیجیے: ''پچھلے دو عشروں سے انسانیت جی ہاں تمام انسانیت، ایک ایسے مجموعی ظلم کی ساجھے دار ہے کہ جس کی نظیر انسانی تاریخ میں نہیں ملتی، آپ جانتے ہیں کہ اقوام متحدہ میں ظلم پر مبنی ایک قرارداد منظور ہوئی اور امریکہ نے درجنوں ملکوں کی افواج کو ساتھ لے کر افغانستان پر حملہ کردیا، تمام دنیا حتی کہ افغانیوں کے ہم مذہب مسلمان ممالک بھی اس جرم میں شریک تھے، ظلم یہیں پر بس نہیں ہوا؛ بلکہ اگلے چند برسوں میں یہ مشق ستم عراق پر توڑی گئی، لاکھوں معصوم مرد، عورتیں اور بچے تمامتر انسانیت نے باہم مل کر قتل کردیئے، افسوس کسی کا ضمیر نہ جاگا؛ لیکن اس ظلم کی انتہاء شام میں ہوئی، پورے

پورے شہر، بستیوں کی بستیاں اور آبادیاں بمباری کر کے صفحۂ ہستی سے مٹادی گئیں، روس نے باقاعدہ نہتی آبادیوں پر بیرل بم کے تجربات کئے، اب بم سے پورے کا پورا محلہ تباہ ہو جاتا تھا، شام کے تمام ہسپتال تباہ کر دیئے گئے، شام میں لاکھوں شہریوں کو قتل کر دیا گیا، اور یہ تمام ظلم اقوام متحدہ کی قراردادوں کے تحت کیا گیا، امریکہ، روس اور ایران اس قتل عام کے مجرم تھے، فرانس، انگلینڈ، آسٹریلیا اور مغربی ممالک اپنے فوجیوں کے ساتھ شریک جرم ہو گئے، پاکستان، سعودی عرب اور ترکی تائید کنندہ مجرم تھے، پھر ابھی پچھلے دنوں جس طرح ایک پوری قوم کو قید کر دیا گیا اور عالمی ضمیر خاموش رہا، روہنگیاؤں کے قتل عام پر انسانیت بھنگ پی کر سوتی رہی، ایغور مسلمانوں پر ظلم کے باوجود سب نے اپنا اپنا تعلق بچایا، میں نے واقعی بہت دن سے مسلسل سوچا تو مجھے یہی لگا کہ اللہ نے تمام اقوام کو ان کے مشترکہ ظلم پر سزا دینے کا فیصلہ کر لیا ہے، ہاں! ممکن ہے کہ کوئی دوست کہے کہ ظلم حکمرانوں نے کیا، سزا عوام کو کیوں؟ تو مختصر ترین جواب ہے: عوام ہی حکمرانوں کو بناتے ہیں، ممکن ہے کہ آپ کو میرے نقطۂ نظر سے اختلاف ہو، آپ کا حق ہے؛ لیکن مجھے تو یہی لگ رہا ہے کہ وہ جو شامی بچے نے دم نکلتے نکلتے کہا تھا کہ میں اپنے اللہ جی کے پاس جا کے سب کچھ بتادوں گا، بس اس نے بتا دیا ہے"۔

مظلومین ومحروسین کا احساس

کورونا وائرس دنیا بھر کے مظلومین ومحروسین کا احساس دلاتا ہے کہ ان پر کیا گزر رہی ہے، آج سارے لوگ لاک ڈاؤن اور بہت سے کورنٹائن کی زندگی گزار رہے ہیں، انھیں احساس ہو رہا ہوگا کہ جن لوگوں کو حکومتوں نے ناحق جیل کی سلاخوں میں بند کر رکھا ہے، ان پر کیا بیتی ہوگی؟ چند دنوں کے لیے لاک ڈاؤن کو برداشت کرنا ہمارے لیے دشوار ہے، جو

نوجوان بیس بیس سالوں سے ناحق جیل کی سزا کاٹ رہے ہیں، اپنے عزیزوں اور والدین سے دور رہ کر وقت گزار رہے ہیں، آخر ان کے دل پر کیا ستم ٹوٹ رہا ہوگا، عالمی قائدین جنہیں اس وقت کورنٹائن کیا گیا ہے، وہ سوچ رہے ہوں گے کہ تنہائی اور قید کی زندگی کیا ہوتی ہے۔

تمامتر امتیازات کا خاتمہ

کوروناوائرس نے رنگ ونسل اور طبقات کی بنیاد پر امتیاز کرنے والی انسانیت کو بتادیا کہ سارے انسان یکساں وبرابر ہیں، اس وقت امیر غریب، حاکم محکوم، سب کورونا کا شکار ہیں، کورونا نے سب کو ایک صف میں لاکر کھڑا کردیا، ملکی سرحدیں بے معنی ہوگئی ہیں، کورونا کو کسی ملک میں جانے کے لیے ویزا کی ضرورت نہیں ہے، کاش! مساوات انسانی کے اس عظیم سبق کو موجودہ دور کے انسان یادرکھتے۔

اسلام کی حقانیت آشکارا

کورونا کے کئی مثبت پہلو ہیں، من جملہ ان کے ایک یہ ہے کہ کورونا نے لوگوں پر اسلام کی حقانیت کو آشکارا کردیا، بہت سی وہ باتیں جسے اسلام اور پیغمبر اسلام نے آج سے چودہ سو برس پہلے پیش فرمائی تھی، کورونا نے اسے سچ کر دکھادیا، اسلام دنیا کا پہلا مذہب ہے، جس نے صفائی کو آدھا ایمان قرار دیا ہے، مسلمان شب وروز میں پانچ مرتبہ وضو کرتے ہیں، ہاتھ، منہ اور ناک کو اچھی طرح دھوتے ہیں، انہیں ہر جمعہ کو ناخن تراشنے اور بدن کے غیر ضروری بال صاف کرنے کا حکم ہے، چھینک اور جمائی لیتے وقت منہ پر ہاتھ رکھنے کی تاکید ہے، کورونا کی موجودہ صورت حال میں ان مذکورہ باتوں کی بار بار تاکید کی جارہی ہے، مشہور

کالم نگار جاوید چودھری لکھتے ہیں: ''میں نے کورونا کے بعد وائرس کو پڑھنا شروع کیا تو پتہ چلا کہ ہماری فضا میں ایک سو چھیانوے وائرس بیکٹیریا اور جراثیم ہوتے ہیں، یہ ہمارے جسم کے سات سوراخوں کے ذریعہ ہمارے بدن میں داخل ہوتے ہیں، ان کا مقابلہ صرف ہماری قوت مدافعت کرسکتی ہے اور اس قوت کا گراف صبح نیند کے بعد سب سے اونچا سب سے اوپر رہتا ہے، یہ گراف ظہر کے بعد نیچے آنا شروع ہوتا ہے، اور یہ عشاء کے بعد اپنی پستی کو چھونے لگتا ہے؛ لہٰذا بیماریوں کے وائرس زیادہ تر سہ پہر کے بعد انسانوں پر اثر انداز ہوتے ہیں، ہم مسلمان دن میں پانچ مرتبہ وضو کرتے ہیں، یہ وضو ہمارے جسم کے سات سوراخوں میں بیٹھے وائرس دھو دیتا ہے اور ہم بیماریوں سے بچ جاتے ہیں، آپ دیکھ لیجیے دنیا بھر کے ڈاکٹرز کورونا کے مریضوں کو کیا مشورہ دے رہے ہیں؟ یہ پوری دنیا کو کہہ رہے ہیں کہ آپ بار بار ہاتھ اور منھ دھوئیں، ناک میں پانی ڈالیں اور غرارے کریں، اور غسل بھی زیادہ سے زیادہ کریں، کیا یہ آدھا وضو نہیں؟ اور کیا ہم مسلمان روز پانچ مرتبہ وضو نہیں کرتے؟ آپ کمال دیکھیے! قدرت جسمانی صفائی کے لیے اس عمل کو سہ پہر کے بعد تیز کر دیتی ہے، ہم تین سے چار گھنٹوں کے درمیان ظہر، عصر اور مغرب کا وضو کرتے ہیں اور یہ وہ وقت ہے کہ جب ہماری قوت مدافعت کا گراف نیچے جا رہا ہوتا ہے، ہمارے بزرگ ظہر کے وقت قیلولہ بھی کرتے ہیں، قیلولہ بھی ایزجی بوسٹر ہوتا ہے، یہ ہماری قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے، اور عشاء کے وقت جب ہماری قوت مدافعت کا گراف زمین کو چھو رہا ہوتا ہے، اللہ ہم سے آخری وضو اور عشاء ادا کروا کر ہمیں نیند کی آغوش میں لے جاتا ہے اور ہم فجر کے وقت قوت مدافعت کے نئے گرڈ کے ساتھ دوبارہ اٹھ جاتے ہیں، ڈاکٹرز کورونا کے مریضوں کو یہ مشورہ بھی دے رہے ہیں کہ آپ آٹھ سے دس گھنٹے نیند لیں اور ہلکی غذا کھائیں، یہ دونوں مشورے بھی ہمارے مذہب کا

حصہ ہیں، مکمل نینداوررات کے وقت ہلکی غذا یہ دونوں عادتیں قوت مدافعت بڑھاتی ہیں، آپ ایک اور حقیقت ملاحظہ کیجیے: آپ کورونا کے حملہ کے بعد دنیا کا ڈیٹا نکال کر دیکھیں، آپ کو دنیا کا ہر وہ شہر وائرس سے زیادہ متأثر ملے گا، جہاں لوگ راتوں کو جاگتے رہتے ہیں، جہاں لوگوں کی نیند کم تھی۔(ایکسپریس اردو)

خدا کا جسم خدا کی مرضی

پچھلے دنوں کچھ ملکوں میں کچھ لوگ یہ نعرہ لگا رہے تھے، میرا جسم میری مرضی، کورونا نے بتادیا کہ جس نے زندگی دی ہے، روح بھی اسی کی امانت اور جسم بھی اسی کا ہے، وہ جیسا چاہے گا، بندوں کی روح اور جسم میں تصرف کرے گا، اس نے بندوں کو مکلف کیا ہے کہ وہ اپنے جسم اور سارے اعضاء کو اللہ کی مرضی کے مطابق استعمال کریں، میرا جسم میری مرضی کا نعرہ لگا کر فحاشی اور بے حیائی کو فروغ دینے والے مرد و خواتین بوس و کنار تو دور کی بات ہے، آج سماجی دوری بنائے ہوئے ہیں، پردے سے بیر رکھنے والے آج اپنے چہروں پر ماسک سجائے ہوئے ہیں، کوورونا نے واضح کردیا کہ نہ جسم انسان کا ہے اور نہ روح۔

لمحۂ فکریہ

دیکھا جارہا ہے کہ موجودہ حالات میں جس فرد کے تعلق سے پولیس کو کورونا کا شبہ ہوتا ہے، پولیس فوراً اس کے گھر پہونچ کر اس کا ٹسٹ کروارہی ہے، کورونا مثبت نکلنے پر اسے کورنٹائن کیا جارہا ہے، سوچنے والی بات ہے کہ کیا کسی اور بیماری کے تعلق سے کبھی ایسا کہا گیا ہے؟ کورونا میں ایسا اس لیے کیا جارہا ہے کہ بیمار کا وائرس کہیں دوسرے میں منتقل نہ ہوجائے، جس طرح جسمانی وائرس متعدی ہوتے ہیں اور ایسے وائرس رکھنے والے اس لائق

نہیں ہوتے کہ انہیں عام صحت مند افراد کے قریب رکھا جائے، اسی طرح بہت سے روحانی وائرس بھی متعدی اثرات رکھتے ہیں، حسد، تکبر، بغض ونفرت رکھنے والے لوگوں کے برے اثرات سے سماج کو بچانا ضروری ہے؛ ورنہ ان کے روحانی وائرسوں سے معاشرہ کے دوسرے افراد متأثر ہونے کا اندیشہ ہے۔

خدا بندوں پر مہربان ہے

کوروناوائرس کی موجودہ صورت حال بتاتی ہے کہ خدا اپنے بندوں پر بڑا مہربان ہے، اس لیے کہ یہ زمین سات ارب انسانوں کا گھر ہے، جس میں معمول کی اموات پوری دنیا میں سالانہ پانچ کروڑ ساٹھ لاکھ ہیں، روزآنہ کی بنیاد پر پورے عالم میں ڈیڑھ لاکھ کے قریب انسان فوت ہوتے ہیں، غور کرنے کا مقام ہے کہ یومیہ ڈیڑھ لاکھ انسانوں کا فوت ہونا آج بریکنگ نیوز نہیں ہے، چوں کہ یہ معمول ہے، اس کے برخلاف اگر کسی ملک میں کورونا سے کوئی ایک موت بھی ہوتی ہے تو بریکنگ نیوز بن جاتی ہے، واقعہ یہ ہے کہ زمین کا خالق اپنی زمین کو انسانوں سے خالی کرنا نہیں چاہتا، بس تھوڑا جھنجھوڑتا ہے، تاکہ اس کے بندے اس کی طرف لوٹ آئیں، دنیا میں بارہا ایسی وبائیں آئیں اور لاکھوں لوگ فوت ہوئے؛ لیکن اس کے بعد پھر انسان پھلے پھولے، یہ زمین انسانوں سے خالی نہیں ہوئی۔

دنیا کو اسلحہ کی نہیں، علاج کی ضرورت ہے

کوروناوائرس نے دنیا کے حکمرانوں کو آئینہ دکھا دیا اور بتایا کہ اسلحہ اور میزائیل سے انسانی زندگی کارآمد نہیں ہوتی، نیوکلیر بم اور دیوہیکل میزائیل انسانی جانوں کا تحفظ نہیں کرتے، ملکوں کو چاہیے کہ اسلحہ پر ملکی خزانہ لٹانے کے بجائے طب وصحت کے شعبہ کو زیادہ

سے زیادہ مستحکم کریں، کورونا نے طب وصحت کے معاملہ میں بڑے نامی گرامی ملکوں کا بھانڈا پھوڑ دیا، امریکہ جیسا ملک کورونا کے آگے بے بس ہے، جہاں ہسپتال ضرورت سے بہت کم ہیں، اس وقت ساری دنیا کے ممالک ملکی آمدنی کا بڑا حصہ اسلحہ پر خرچ کرتے ہیں، اور صحت کے شعبہ کو نظر انداز کرتے ہیں۔

کورونا ایک دعوتِ فکر

کورونا ہم سب کے لیے لمحۂ فکر یہ ہے، پہلے ہم مساجد سے غافل تھے، آج ہم اللہ کے گھروں سے قریب ہونا چاہتے ہیں؛ مگر اس نے اپنے گھروں کے دروازے بند کر لیے ہیں، ہم اللہ کی زمین پر خوب آلودگی پھیلا رہے تھے، آج ہم گھروں میں مقید ہیں اور اللہ کی کائنات ہم سے محفوظ ہو کر چین کا سانس لے رہی ہے، ہم اللہ کے دیئے ہوئے رزق کا بے تحاشہ اسراف کر رہے تھے، آج ہم رزق کی تنگی کا شکار ہیں، ہم دوسروں کے حقوق مارتے تھے اور لوگوں سے ترک تعلق کرتے تھے، آج ایک دوسرے کی شکل دیکھنے کو ترس رہے ہیں، ہم اللہ کے مظلوم بندوں کے لیے آواز اٹھانے میں سستی کرتے تھے، آج ہم خود قید تنہائی کی اذیت اٹھانے پر مجبور ہیں، اللہ کی دی ہوئی دولت کو اللہ کے لیے خرچ کرنا ہمارے لیے نہایت گراں تھا، آج ہمارے بزنس ڈوبتے جا رہے ہیں۔

غرور نہ کریں

دنیا میں قومیں علم وسائنس میں جتنی بھی ترقی کر جائیں، انہیں غرور میں مبتلا نہیں ہونا چاہیے، کورونا نے بتلا دیا کہ ساری ترقی یافتہ قوموں اور ان کے سائنس دانوں کا علم خدا کے علم کے مقابلہ میں سمندر کا ایک قطرہ بھی نہیں، آج سائنس وٹکنالوجی کی حیرت انگیز ترقیات کے

باوجود ساری دنیا کے ڈاکٹرز اور میڈیکل سائنس کے ماہرین ایک ذرۂ ناچیز کے آگے بے بس ہیں، ہزاروں لوگ مر رہے ہیں؛ لیکن اس کا علاج دریافت کرنے سے دنیا قاصر ہے۔

ہماری بے حسی

کورونا وبا نے ہماری بے حسی کا پردہ فاش کر دیا ہے، دلوں پر مادیت کا غلبہ اور غفلت کے دبیز پردے پڑے ہوئے ہیں، اس کی سب سے بڑی علامت یہ ہے کہ موت ہمارے سروں پر منڈلا رہی ہے اور روزآنہ سیکڑوں لوگ بے گور و کفن دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں؛ لیکن ہم اس بحث میں پڑے ہوئے ہیں کہ کورونا اللہ کا عذاب ہے یا لوگوں کی سازش، جب کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اسوہ یہ تھا کہ آپ معمولی بادل آجاتے تو یا آندھی چلتی تو فوراً مسجد کا رخ فرماتے اور اللہ کی طرف رخ کرتے، چہرۂ انور پر خوف کے آثار نمایاں ہوتے، صحابہ کرامؓ کے دریافت کرنے پر فرماتے: کہیں یہ خدا کا عذاب نہ ہو؟ (معارف السنن: ۲/۱۱۴، م: ادارہ تالیفات اشرفیہ ملتان) یہ رجوع الی اللہ کا وقت ہے، ہمیں غیر ضروری تبصروں میں وقت ضائع کرنے کے بجائے انابت الی اللہ کا اہتمام کرنا چاہیے۔

بری صحبت سے اجتناب

کورونا وائرس کا ایک سبق یہ بھی ہے کہ جس شخص سے دینی یا دنیوی نقصان پہونچ سکتا ہو، اس سے دوری اختیار کرنا چاہیے، کورونا کے مریضوں سے کنارہ کشی اس لیے اختیار کی جارہی ہے کہ ان سے مرض پھیلنے کا اندیشہ ہے، اور آدمی کی صحت جسمانی کو شدید نقصان پہونچنے کا خدشہ ہے، جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ آدمی کو ہر اس شخص سے کنارہ کشی اختیار کرنا چاہیے، جس سے دین یا دنیا کا نقصان ہوتا ہو، اس وقت بیشتر نوجوان بری صحبت

کے نتیجہ میں اپنی آخرت کا نقصان کر رہے ہیں، برے ساتھی انہیں برائی کے راستہ پر ڈال رہے ہیں، جس طرح ہم کورونا سے اپنے بچوں کی حفاظت کر رہے ہیں اور کورونا کے مریضوں سے انہیں دور رکھنے کے سارے جتن کر رہے ہیں، اسی طرح انہیں برے ساتھیوں سے بھی دور رکھنا چاہیے، تا کہ ان کی آخرت تباہ نہ ہو۔

انسانی کرتوتوں کا نتیجہ

کورونا وائرس کا ایک پیغام یہ ہے انسان کو اس وائرس کی وجہ سے جو کچھ تباہ کن حالات درپیش ہیں، اس کا ذمہ دار خود انسان ہے، کورونا وائرس کی تباہ کاریاں دراصل انسانی کرتوتوں کا نتیجہ ہیں، یہ بیماری جہاں سے شروع ہوئی، وہاں کے لوگوں کے غذائی عادات دیکھیں، جن جانوروں کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، وہ انہیں بھی نہیں بخشتے، کتے، بلی، سانپ، چمگاڈر آخر کون سے حشرات الارض ہیں، جنہیں وہ نہیں کھاتے؟ رب کائنات نے جن چیزوں کو حلال ٹھہرایا ہے، انہیں کے استعمال میں بیماریوں سے تحفظ ہے، علاوہ ازیں ہم انسانوں نے اپنی آسائش اور راحت کے لیے اللہ کی اس پاکیزہ کائنات اور کرۂ ارض پر کیا کیا نہ ظلم ڈھایا ہے؟ ہم نے خود کرۂ ارض کی حفاظتی تہہ کو برباد کر دیا، دنیا میں اس وقت اس قدر اسلحہ اور زہریلی گیس تیار ہو رہی ہیں کہ پورا کرۂ ارض ایک ایٹم بم کے دہانے پر پہونچ چکا ہے، یہ مصیبت خود انسان کے اپنے ہاتھوں سے لائی ہوئی ہے، معروف صحافی ایاز امیر نے بجا لکھا ہے کہ ''یہ آفت سبق ہے فقط انسانوں کے لیے، نہ پرندوں کے لیے، نہ جانوروں کے لیے، ہم بنی آدم نے دھرتی کا کیا حشر کر رکھا تھا، کس چیز کو انسانوں نے بخشا؟ ماحولیات تباہ، آسمانوں کا رنگ دھندلا، شہروں میں راتوں کا منظر ایسا کہ تارے صحیح طور پر دیکھے نہ جا سکیں، دریاؤں اور سمندروں کو گندگی کا گہوارہ بنا دینا، قدرتی چیزوں کی تباہی، قدرتی نظاروں کی

بربادی، جنگلات کا قتل عام، کبھی ہمیں خیال نہ آیا کہ کرۂ ارض کے ساتھ ہم کیا کررہے ہیں؟

خدا کی طرف واپسی

کوروناوائرس ان ملحدوں اور دہریوں کے منھ پرزوردار طماچہ ہے، جو نظام کائنات کے پیچھے خدائے برتر کی عظیم قدرت کے منکر ہیں، اور نظام کائنات کو خودکار قرار دیتے ہیں، کوروناوائرس کی وبا نے بڑے طاقتور ملکوں کے متکبر حکمرانوں کو یہ کہنے پر مجبور کردیا کہ کورونا کو بس اللہ ہی روک سکتا ہے۔ امریکہ، اٹلی، فرانس اور برطانیہ کے حکمرانوں نے اپنی بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے اللہ سے دعا کرنے کی تلقین کی۔

مغرب بنیادی طور پر بے خدا تمدن کا علمبردار ہے، وہاں کے حکمراں اگرچہ خود کو مسیحی مذہب کی طرف منسوب کرتے ہیں؛ لیکن وہ ذھناً ملحد اور منکر خدا ہیں، خلاء میں جانے والے پہلے انسان یوری گیگرین کو جب روس نے اپریل ۱۹۶۱ء میں خلاء میں بھیجا اور یوری گیگرین خلاء سے واپس ہوتے ہوئے جنوبی روس کے ایک گاؤں میں اترا تو اسے ہیلی کاپٹر کے ذریعہ ماسکو لایا گیا، اور ایک دن آرام کے بعد دوسرے دن لیلن عجائب گھر کے چبوترے پر اس کے لیے جشن کا اہتمام کیا گیا، جس میں اس نے مختصر تقریر کی، آخر میں روس کے صدر نیکتا خرخشیف آئے اور کہا کہ یوری گیگرین نے خلاء میں جا کر ہر طرف دیکھا؛ مگر اسے کہیں خدا نظر نہیں آیا، اس سے قبل لیلن اور اسٹالن نے بھی ایسے ہی دعوے کئے تھے، لیلن نے کہا تھا کہ تمہاری طرف خدا ہے جو قدامت پسند ہے، میری طرف شیطان ہے، جو بہت اچھا کمیونسٹ ہے، جوزف اسٹالن نے کہا تھا کہ ہم نہ اہل ایمان سے لڑ رہے ہیں، نہ ملاؤں سے؛ بلکہ ہم خدا سے لڑ رہے ہیں تا کہ ہم اس سے اہل ایمان کو چھین سکیں، انیسوی صدی کے مشہور فلسفی نطشے نے کہا تھا کہ خدا مرگیا، مسولینی نے تو خدا کو دھمکی دی تھی کہ اگر تو کہیں موجود ہے تو

مجھے مار کر دکھا، سابق امریکی صدر جان ایف کینیڈی نے کہا تھا کہ امریکہ خدا کا ایجنٹ ہے، اور اس کے پاس خدا جیسی صلاحتیں ہیں، معروف کالم نگار عرفان ندیم نے بجا لکھا ہے: ''پچھلی دو تین صدیوں میں مغرب کے فلسفیوں، سرمایہ داروں، دانشوروں اور حکمرانوں نے مذہب اور خدا کو بے دخل کرنے کے لیے جو کوششیں کیں، کورونا وائرس نے آکر سب کو خدا یاد دلایا، آپ دیکھ لیں! مذہب اور خدا کے حوالہ سے ڈسمبر ۲۰۱۹ء کے بعد دنیا کا نقطۂ نظر یکسر تبدیل ہو چکا ہے، سارا یورپ اور امریکہ خدا کی گود میں پناہ ڈھونڈھ رہے ہیں، اٹلی اور اسپین کے حکمرانوں نے ہاتھ کھڑے کر دیئے ہیں، وہ علی الاعلان کہہ رہے ہیں کہ ہم تمام زمینی تدبیریں اختیار کر چکے؛ مگر ہم بے بس ہیں، اب صرف آسمان ہی ہمیں بچا سکتا ہے، اسپین میں سیکڑوں سال کے بعد لوگوں کو اپنے گھروں میں اذان کی اجازت دی گئی، امریکی صدر نے اپنی ناکامی اور بے بسی کا اظہار کرتے ہوئے عوام سے ۱۵ر مارچ کو یوم دعا منانے کا اعلان کیا، آپ ٹرمپ کے الفاظ پر غور کریں: ''خدا کے لیے کوئی مسئلہ نہیں ہے اور اس کی مدد سے ہم کورونا وائرس پر قابو پا سکتے ہیں، ٹرمپ کا کہنا تھا کہ جب بھی امریکہ پر مشکل وقت آیا، امریکیوں نے خدا سے مدد کی اپیل کی، نیویارک ٹائمز لکھتا ہے کہ کورونا وائرس کی وجہ سے بڑھتے ہوئے اضطراب نے لوگوں کا خدا پر یقین مزید پختہ کر دیا ہے۔'' (روزنامہ اسلام کراچی: ۶راپریل ر ۲۰۲۰)

قوموں کی خوبیوں اور خامیوں کا امتحان

کورونا وائرس کا ایک سبق وہ ہے، جس کی طرف ملک کے صاحب علم دانشور جناب سعادت اللہ حسینی نے اشارہ کیا ہے کہ اجتماعی آفتوں سے قوموں کی خوبیوں اور خامیوں کا پتہ چلتا ہے، آفت کے ان چند دنوں میں امت مسلمہ کی بالخصوص ہندوستان کے مسلمانوں کی

خوبیوں وخامیوں کی جو رپورٹ سامنے آئی ہے، اس میں کچھ باتیں متأثر کن ہیں، مثلاً امت کی دینی شعائر سے جذباتی وابستگی کی جو کیفیت اس دوران سامنے آئی ہے، وہ قابل ستائش ہے؛ اگر شعور کی صحیح تربیت ہوجائے تو ان شاء اللہ یہ جذبات امت کا بڑا اثاثہ ہوں گے۔

اتفاق رائے

کورونا نے بڑے پیمانے پر اتفاق رائے پیدا کیا، مثلاً سب ایک زبان ہیں کہ جو جہاں ہے وہ وہاں بند ہوجائے؛ لہذا تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کو تالے لگ گئے ہیں، سماجی رابطے ختم کرنے کی تاکید کی جارہی ہے اور سب ایک دوسرے سے دور رہنے میں زندگی کو تلاش کررہے ہیں، اب تک مہنگے ہسپتال اور بیرون ملک علاج کے لیے جانا سرمایہ داروں کا شوق ہوا کرتا تھا، اس وائرس نے مہنگے ہسپتال اور بیرون ملک جانے کی اہمیت ختم کردی؛ کیوں کہ ملک کے اندر اور باہر، مہنگے اور سستے ہسپتال سب یکساں ہوگئے؛ بلکہ باہر کی دنیا کو اس وائرس نے زیادہ متأثر کیا ہے، اس وائرس کی وجہ سے دنیا گلوبل ویلج سے لوکل ویلج کی طرف واپس جاتی نظر آرہی ہے''۔ (فرائڈے میگزین، روزنامہ جسارت: ۵/اپریل/۲۰۲۰)

جدید تہذیب کی قلعی کھل گئی

اس وائرس نے جدید مہذب تعلیم یافتہ، ترقی یافتہ اور انسانی حقوق کے علمبرداروں کی قلعی کھول دی ہے، وہاں لوٹ مار کے جو مناظر نظر آئے، غریب ممالک اس سے محفوظ ہیں، ہم نے دیکھا کہ اچانک سب چیزوں کی اہمیت ختم ہوگئی ہے، گاڑیاں کس ماڈل کی ہوں، پہننے کو کتنے جوتے ہیں؟ کہاں گھومنے پھرنے جانا ہے؟ امریکہ کا ویزا کیسے لگے گا؟ فلاں کے گھر سے زیادہ بڑا اور خوبصورت مکان بنانا ہے، ایک لمحہ میں سب زیرو ہوگیا، عیش وعشرت کا ہر

سامان اپنی جگہ پر ویسے کا ویسا موجود ہے؛ لیکن وہاں کوئی جانا نہیں چاہتا، استعمال کرنے والے بھی موجود ہیں، بنانے والے بھی موجود ہیں، ایک چھوٹی سی مخلوق نے زمین وآسمان پر سب کچھ روک دیا ہے، یہ ہے انسان کا اختیار اور اس کی طاقت۔

سادہ طرزِ زندگی

سادہ طرز زندگی اس وائرس کا ایک سبق ہے، کورونا کو روکنے کے لیے نہ ویکسین بنائی گئی ہے اور نہ کوئی علاج، اسے صرف انسانی جسم کے اندر موجود بیماری سے لڑنے کی قوت سے شکست دی جاسکتی ہے، جسے عام زبان میں قوت مدافعت کہتے ہیں، سادہ زندگی ہمارے مدافعتی نظام کو مضبوط کرتی ہے، چپس، برگر، امپورٹیڈ فوڈ، دیر سے سونا، نیند کا پورا نہ ہونا، انسان کے مدافعتی نظام کے لیے مہلک ہیں۔ (فرائڈے میگزین، روزنامہ جسارت: ۵/اپریل/۲۰۲۰)

غیر معمولی تخلیقی صلاحیتوں کا فروغ

اس وقت پوری دنیا کورونا سے بچاؤ کے لیے مزاحمت اور بچاؤ کی کوشش کر رہی ہے اور بچاؤ کی کوشش جدت کی راہ دکھاتی ہے اور یہی جدت تخلیق کا باعث بنتی ہے، اس طرح کورونا کے شر سے یہ خیر پھوٹ رہا ہے کہ دنیا مختلف شعبوں میں جدت اور تخلیق کی راہیں تلاش کرنے لگی اور بقول ایک کالم نگار کے: ''کورونا کی موجودہ تباہ کن صورت حال نے انسانی فعالیت، مدافعت اور ترقی کی جہت کو تبدیل کر دیا ہے، آج لوگ اس طرح کام کر رہے ہیں، جیسا انہوں نے پہلے کبھی نہیں کیا، زندگی گزارنے کا طریقہ پہلے جیسا نہیں رہا، جو کچھ لوگ آج کر رہے ہیں، پہلے انہوں نے کبھی ایسا نہیں کیا تھا، وہ ایسا کچھ تخلیق کر رہے ہیں، جس کا انہوں نے کبھی تصور بھی نہیں کیا تھا، زندگی تبدیل کرنے والی یہ پیش رفت آسان نہیں ہے، تخیل سے

تخلیق تک کا سفر محض ایک نعرہ ہوا کرتا تھا، اب یہ حقیقت بن چکا، اچھی بری تمام مصنوعات میں جدت لائی جا رہی ہے، وہ مصنوعات جن سے انسانیت کو خطرہ بتایا جاتا تھا، اب ان سے انسانوں کے لیے مواقع پیدا ہو رہے ہیں، تمام معمولی سرویسیز کو غیر معمولی بتایا جا رہا ہے، آئی ٹی انڈسٹری کی طرف دیکھیں تو آن لائن میٹنگ سرویس، زوم کے صارفین کی تعداد صرف دو ماہ میں ۲۰ ملین سے بڑھ کر ۲۰۰ ملین تک پہونچ چکی ہے، یہ پلیٹ فارم گھر بیٹھے میٹنگ، لیکچر، انٹرویو، ملازمت دینے اور ملازمت سے نکالنے اور تبادلۂ خیال کی سہولت فراہم کرتا ہے۔" (روزنامہ دنیا: ۱۹/اپریل/۲۰۲۰ء)

جنگی اتحاد

کورونا کا ایک سبق وہ ہے: جسے عندلیب عباس نے جنگی اتحاد سے تعبیر کیا ہے:

"تاریخ میں پہلی مرتبہ سات ارب انسان متحد ہو کر ایک دشمن کے خلاف لڑ رہے ہیں، دنیا بھر کے سائنس دان اور محقق اس وائرس کے ٹسٹ، علاج اور تدارک کا حل تلاش کرنے کے لیے ہمہ وقت مصروف ہیں، یہ اتحاد پروڈ یکٹ میں بہتری لانے کے ریکارڈ توڑ رہا ہے، چند ہفتے پہلے ٹسٹنگ کٹس بہت مشکل سے دستیاب تھیں؛ لیکن اب وہ نہ صرف دستیاب ہیں؛ بلکہ نتائج بھی اب دنوں کے بجائے گھنٹوں؛ بلکہ منٹوں میں وصول ہو جاتے ہیں۔"

عالمگیر اختراع

کورونا کا ایک سبق وہ ہے، جسے کالم نگار مذکور نے عالمگیر اختراع کا نام دیا ہے، پھر انہوں نے اس کی وضاحت کرتے ہوئے لکھا ہے: "ممالک چاہیں امیر ہوں یا غریب ہوں، اس جنگ میں ساز و سامان تیار کرنے میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی

کوشش میں ہیں، کورونا کے بعد کی دنیا میں ''جدید تعلیم سب کے لیے'' کے خواب کی تعبیر ملنے جارہی ہے، اس وقت پوری دنیا میں عالمگیر سطح پر اختراع کا ذہن پیدا ہو رہا ہے، جو اس علم گیتی کے لیے خوش آئند ہے۔

ہتھیار نہیں جان بچانے والے سامان

کورونا سے پیدا صورت حال نے ہلاکت خیز ہتھیاروں کی جگہ جان بچانے والے سامان کی طرف انسان کی توجہ کو مرکوز کر دیا ہے، اس وقت سارے ممالک انسانوں کے بچانے کے لیے فکرمند ہیں، طالبان رضا کار افغانستان میں مریضوں کی تیمارداری کر رہے ہیں، ، سعودی یمن جنگ بندی ہو چکی ہے، ہلاکت خیز میزائیل برسانے والے ڈرونز کے ذریعہ اب جراثیم کش اسپرے کیا جارہا ہے، انتہائی متأثرہ علاقوں میں لاک ڈاؤن کے دوران ادویات فراہمی میں ڈرون سے انسانوں کی جان بچانے کا کام لیا جارہا ہے''۔

اجتہاد کی ضرورت کا احساس

کورونا جہاں معیشت وصحت پر اثر انداز ہوا، وہیں عبادات اور دینی معاملات پر بھی اس کے غیر معمولی اثرات پڑے، جس کی وجہ سے دین کے مختلف شعبوں میں رہنمائی کے لیے علماء کرام کو اجتہادی صلاحیتوں کو بروئے کار لانے کی ضرورت پڑی، کورونا کا مریض وفات پا جائے تو اس کی تجہیز وتکفین کیسے کی جائے؟ جماعت وجمعہ کا گھروں میں انعقاد اور اس طرح دسیوں مسائل سامنے آئے، گویا کورونا نے ہمیں اجتہاد کی ضرورت کا احساس دلایا؛ البتہ اجتہاد کے یہ معنی نہیں کہ ہر شخص منصب اجتہاد پر فائز ہونے کا دعویدار بن جائے، اجتہاد کے لیے علماء نے بہت سی شرائط رکھی ہیں۔

تخریب میں تعمیر

کورونا کے ایک سبق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے منور راجپوت نے صحیح لکھا ہے کہ ’’اللہ تعالیٰ نے زمین کے باسیوں کو سورج کی تاب کاری سے بچانے کے لیے زمین کو گویا ایک غلاف سا اوڑھا رکھا ہے، جسے ’’اوزون‘‘ کہتے ہیں؛ مگر ان باسیوں کی جانب سے پھیلائی گئی آلودگی کے سبب اس غلاف میں جگہ جگہ شگاف پڑ چکے ہیں، ماہرین کے مطابق کورونا وائرس سے دنیا بند ہوئی، کارخانوں کی چمنیوں سے دھواں اگلنا رکا، سڑکوں سے گاڑیاں غائب ہوئیں، تو اوزون کی تہہ کی مرمت بھی شروع ہوگئی، اندازہ ہے کہ اگر حالات کچھ ہفتے مزید اسی طرح رہے تو اوزون کی تہہ مکمل طور پر مرمت ہو کر اپنی اصل شکل میں بحال ہو جائے گی، پوری دنیا کو سمجھا بجھا کر یا کسی قانون وطاقت کے ذریعہ بند کروانا ناممکنات میں سے ہے؛ مگر ایک نظر نہ آنے والے وائرس نے ایسا کروا دیا‘‘۔ (روزنامہ جنگ)

عادتوں کی تبدیلی

انسان عادات والی مخلوق ہے، وہ جب کسی عادت کا عادی ہو جاتا ہے تو پھر اسے چھوڑنا مشکل ہو جاتا ہے، بعض عادات اچھی اور دین میں مطلوب وپسندیدہ ہوتی ہیں، جب کہ بعض عادات نقصان کا باعث اور دین کے منافی ہوتی ہیں، اکثر بری عادتیں آدمی کے لیے سوہان روح بن جاتی ہیں اور ان سے چھٹکارا حاصل کرنا مشکل ہو جاتا ہے، کورونا نے کمال کر دیا کہ لوگوں کو ان کی عادات چھوڑنے پر مجبور کر دیا، بعض لوگوں کو بار بار تھوکنے کی عادت ہوتی ہے، بعض لوگ جمائی آنے پر منہ کھلا رکھتے ہیں، کورونا نے ان عادتوں کو چھڑا دیا، بہت سے نوجوان جب ملاقات کرتے ہیں تو بغل گیر ہو کر ایک دوسرے کو بھینچتے ہیں اور

باہوں میں جکڑ لیتے ہیں اور اسے دوستی اور اپنائیت کا اظہار سمجھا جاتا ہے، کورونا نے اس پر بھی روک لگادی، اس لیے کہ کوروناوائرس سے بچنے کے لیے گلے ملنا اور بغل گیر ہونا سخت ممنوع ہے، ڈاکٹروں نے تو یہاں تک کہہ دیا ہے کہ والدین اپنے بچوں کو سینے سے لگانے سے پرہیز کریں، اسی طرح آپس میں مل بیٹھنا اور گپ بازی کرنا اور دوسروں کی غیبتیں کرنا، ثقافت کا ایک حصہ سمجھ لیا گیا تھا، کورونا نے ایسی گپ بازی کی محفلوں کو ختم کردیا، کورونا کی وجہ سے مل بیٹھنا جرم ہوگیا، ہر حال میں ایک دوسرے سے چھ فٹ دور رہنا ضروری ہے۔

خاندانی نظام بے نقاب

لاک ڈاؤن کی وجہ سے جب گھر کے سارے افراد گھر میں رہنے لگے تو مغربی ملکوں کے خاندانی نظام کی پول کھل گئی، فرانسیسی وزیر داخلہ نے اعتراف کیا کہ لاک ڈاؤن کے دوران پیرس میں گھریلو تشدد کے واقعات میں ۳۶ فیصد اضافہ ہوا ہے، یورپ کے دیگر ممالک کا بھی یہی حال ہے، چین کے بارے میں بتایا گیا ہے کہ وہاں لاک ڈاؤن کے ڈیڑھ ماہ میں ۳۰۰ جوڑوں نے آپسی جھگڑے کے نتیجہ میں طلاق لے لی، آسٹریلیا میں حکومت نے لاک ڈاؤن کے دوران گھریلو تشدد کی روک تھام کے لیے دس کروڑ ڈالر کا اضافی فنڈ رکھا ہے، برطانوی اخبار ''گارڈین'' نے اپنی خصوصی رپورٹ میں لکھا ہے کہ لاک ڈاؤن کی وجہ سے چین سے فرانس تک، اٹلی اور اسپین، جرمنی، برازیل اور امریکہ تک گھریلو تشدد میں اضافہ ہوا ہے، گھریلو تشدد کے ۹۰ فیصد واقعات کا تعلق کسی نہ کسی طرح کورونا سے منسلک تھا، جہاں تک مشرقی اور مسلم معاشروں کا تعلق ہے تو وہاں لاک ڈاؤن کی وجہ سے خاندانی نظام میں کوئی خاص تبدیلی نہیں دیکھی گئی۔

{ساتواں باب}

اسلامی تاریخ میں طاعون

ایک ۳ سرسری جائزہ

انسانوں کے ساتھ وبائی امراض کا سلسلہ روزِ اول سے ہے، شروع سے انسانی سماج امراض وآفات، حادثات وسانحات سے روچار رہا ہے، کائنات میں اللہ کا دستور رہا ہے کہ وہ اپنے بندوں کو مختلف حالات سے گزارتا ہے، دنیا دارالمحن ہے، مشکلات ومصائب اور آفات وبلیات اس کا لازمہ ہیں، ویسے مختلف وبائی امراض انسانی معاشروں کی بنیادوں کو متزلزل کرتے رہے ہیں؛ لیکن سب سے زیادہ جس نے تباہی مچائی ہے، وہ طاعون کی وبا ہے، عالم اسلام میں تاریخ کے مختلف ادوار میں طاعون نے کافی دہشت پھیلائی ہے، اس کا اندازہ مؤرخین کی بیان کردہ ان تفصیلات سے ہوتا ہے، جو انہوں نے اپنی کتابوں میں ذکر کی ہیں۔ مقریظی، ابن تعری، بردی، ابن کثیر، ابن ایاز، ابن بطوطہ، ابن عذاری اور المراکشی وغیرہ وہ مؤرخین ہیں کہ جن کتابوں میں عالم اسلام میں پھوٹی طاعون کی وبا کا تفصیلی ذکر ہے۔

طـاعون کی تعریف

آزاد موسوعہ ویکیپیڈیا کے مطابق: طاعون (plague) ایک عدمی مرض ہے، جو ایک امعائیہ (Enterobacteria) جراثیم یرسنیہ طاعونی (yersinia Pestis) کی وجہ سے پیدا ہوتی ہے، گو کہ اس کے انسان میں نمودار ہونے کے واقعات دیگر متعدی بیماریوں کی نسبت کم ہوتے ہیں اور اس کا علاج بھی ممکن ہے؛ لیکن اس کے باوجود یہ متعدی بیماریوں میں انتہائی خطرناک شمار کی جانے والی ایک بیماری ہے؛ کیوں کہ علاج میں کوتاہی سے اس کی شرح اموات ۵۰ تا ۹۰ فیصد ہوتی ہے۔ علامہ نووی شرح مسلم میں طاعون کی تعریف کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ طاعون: جسم میں دل میں نکلنے والی گلٹیاں ہیں، جو بغلوں، کہنیوں، ہاتھوں، انگلیوں اور سارے بدن میں سخت درد اور سوجن اور جلن کے ساتھ

نکلتی ہیں اور متأثرہ حصہ سیاہ یا سرخ یا سبز ہو جاتا ہے، ان کی وجہ سے طبیعت میں گھبراہٹ ہوتی ہے۔ (شرح مسلم للنووی: ۲۰۷، الجزء الرابع عشر)

تفصیلی نوعیت

''یرسنیہ طاعونی ایک گرم منفی عصیہ (Bacillus) قسم کا جراثیم ہوتا ہے، یعنی خورد بین مشاہدہ پر اس کی شکل سلاخ یا عصا نما نظر آتی ہے، یہ جرثومہ (Bacteria) اصل میں خون نوش (Hematophage) طفیلیات کے ذریعہ انسان میں داخل ہوتا ہے، ان خون نوش طفیلیات میں سب سے زیادہ پایا گیا ایک طفیلی ہے، جو پسو (Flea) کہلاتا ہے، جب کہ اس خون نوش کیڑے میں طاعون کا جراثیم اس وقت داخل ہوتا ہے، جب یہ اپنی غذا کے طور پر کسی ایسے جوندگان (Rodent) مثلاً چوہے کا خون چوس رہا ہوتا ہے، جو پہلے سے طاعون کے مرض میں مبتلا ہو، اور اس چوہے کے جسم میں یرسنیہ طاعونی جرثومہ موجود ہو، اس طرح طاعون کے جراثیم اس چوہے سے پسو کے جسم میں داخل ہوتے ہیں اور جب یہ پسو انسان کو کاٹتا ہے یا خون چوستا ہے تو وہ طاعون کے جراثیم کو انسان میں منتقل کر دیتا ہے، اس کے علاوہ بعض اوقات یہ بیماری بغیر پسوؤں کے ملوث ہوئے بھی انسان میں داخل ہو سکتی ہے، جیسے ہوا میں بکھرے ہوئے ایسے قطرات جن میں جراثیم موجود ہوں اور وہ سانس کے راستہ سے انسان میں داخل ہو جائیں۔''

اہم اقسام

ویسے تو طاعون کی کئی اقسام ہیں؛ مگر عام طور پر جن کیفیات میں یہ زیادہ نمایاں ہوتی ہیں، وہ تین ہیں اور انہیں اس کی اہم ترین سریری یا مطبی اقسام مانا جاتا ہے: (۱) خیارکی

طاعون(Bubonic Plague) (۲) انتانی طاعون (Septicemic Plague)(۳) پھیپڑی یا رئیوی طاعون۔

طاعون اور وبا میں فرق

علماء نے طاعون اور وبا میں فرق کیا ہے، بعض کے نزدیک طاعون وبا ہی کی ایک قسم ہے، طاعون کے علاوہ بہت سی دیگر وبائیں ہیں، اکثر طاعونوں کا سرچشمہ غیر معلوم ہوتا ہے، جب کہ وباؤں کا منبع معلوم ہوتا ہے،، اس سلسلہ میں قاضی عیاض کہتے ہیں: طاعون ان پھوڑوں کو کہتے ہیں: جو جسم پر نکلتے ہیں، جب کہ وبا عمومی امراض کے پھیلنے کو کہتے ہیں اور وبا کو بھی طاعون کہا گیا ہے؛ کیوں کہ اس سے بھی طاعون کی طرح کثرت سے ہلاکتیں ہوتی ہیں، اس سے معلوم ہوا کہ طاعون ایک وبا ہے؛ لیکن ہر وبا طاعون نہیں ہوتی۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ عمواس میں جو وبا پھوٹی تھی، وہ طاعون تھی، اس طاعون کو وبا کہا گیا ہے۔ (فتح الباری: ۱۰/ ۲۲۲) ایک قول یہ ہے کہ وبا سے کوئی بھی وبائی مرض مراد ہے، جس کی وجہ سے اموات واقع ہوتی ہیں، وبا کے بارے میں خلیل وغیرہ کا کہنا ہے کہ یہ بھی طاعون ہی ہے، جب کہ کچھ لوگوں نے کسی بھی وبائی مرض کو طاعون میں شامل کیا ہے، محقق علماء کا صحیح قول یہ ہے کہ کسی بھی خطہ کے لوگ غیر معتاد صورت میں ایک ہی بیماری میں مبتلا ہو جائیں تو اسے وبا کہتے ہیں؛ لیکن اگر معتاد انداز میں یا مختلف بیماریوں میں ایک ہی خطہ کے لوگ بیمار ہوں تو یہ وبا نہیں کہلائے گی۔ شیخ ابن عثیمینؒ شرح ریاض الصالحین میں کہتے ہیں کہ طاعون جان لیوا بیماری ہے، اس کے بارے میں کچھ اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ وبائی امراض میں سے کوئی خاص بیماری ہے، جس میں انسانی جسم پر پھوڑے اور پھنسیاں نکلتی ہیں، جب کہ کچھ اہل علم کا کہنا یہ بھی ہے کہ طاعون کسی بھی وبائی مرض کو کہتے ہیں جو کہ بہت جلد پھیل جائے، جیسا کہ ہیضہ کی بیماری

ہے، طاعون کا یہ دوسرا مفہوم زیادہ بہتر محسوس ہوتا ہے؛ کیوں کہ اگر لفظی اعتبار سے طاعون میں شامل نہ ہو؛ لیکن معنوی اعتبار سے طاعون میں شامل ہوگا۔ (شرح ریاض الصالحین: ۵۶۹/۶)

طاعون کا اولین آغاز

سب سے قدیم طاعون جس کا تذکرہ اسلامی مصادر میں پایا جاتا ہے، شاید وہ بنی اسرائیل کا طاعون ہے، جو ان پر بطور عذاب کے نازل ہوا تھا اور جس کا تذکرہ قرآن مجید میں یوں کیا گیا ہے: فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ (البقرۃ:۵۹) پس بدل دیا ان لوگوں نے جنہوں نے ظلم کیا قول کو اس قول سے جو اس کے علاوہ تھا، جس کا انہیں حکم دیا گیا تھا، پس ہم نے آسمان سے عذاب (طاعون) نازل کیا، بہ سبب اس کے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے۔ اس کی تفصیل یوں ہے کہ بنی اسرائیل کے لیے میدان تیہہ میں خدا کی طرف سے من وسلوی نازل ہوتا تھا، وہ اس سے اکتا گئے، انہوں نے خواہش ظاہر کی کہ ہم غلہ اور ترکاریاں کھائیں گے، حضرت موسیٰؑ نے ان کو سمجھایا کہ تم کیسے لوگ ہو؟ من وسلویٰ جیسی عمدہ غذا کو چھوڑ کر دال ترکاری کا مطالبہ کر رہے ہو؛ مگر بنی اسرائیل اسی پر اڑے رہے، تب اللہ نے حکم دیا کہ تم بیت المقدس میں داخل ہوجاؤ اور وہاں اپنی مرضی کی غذائیں کھاؤ؛ البتہ ضروری ہے کہ تم مقدس شہر میں کمال ادب کے ساتھ داخل ہوجاؤ، اور داخل ہوتے ہوئے دعا مانگو کہ اے پروردگار! ہمارے گناہوں کو معاف فرما، اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا کہ میں تمہارے گناہوں کو معاف کروں گا؛ مگر سرکشی کی فطرت رکھنے والے بنی اسرائیل چھپ کر داخل ہونے کے بجائے اپنی سرینوں کے بل گھسکتے ہوئے دروازہ میں داخل ہوئے، اور ''حطة''

کے بجائے ''حنطة في شعرة'' (ایک دانہ ایک بالی میں) کہتے ہوئے خدا کا مذاق اڑانے لگے، اس طرح اپنی گستاخانہ حرکت کی وجہ سے وہ قہر خداوندی کے مستحق ٹھہرے اور اللہ تعالیٰ نے ان میں طاعون کی بیماری وبا کی شکل میں پھیلا دی، جس سے ۷۰ ہزار اسرائیلی درد وکرب سے تڑپ کر ہلاک ہو گئے۔ (حاشیۃ الصاوی: ۱/۳۱) امام طبریؒ آیت بالا کی تفصیل میں لکھتے ہیں: ''أهلكهم الطاعون۔'' طاعون نے انہیں ہلاک کر دیا اور اس کی تائید صحیح بخاری کی اس حدیث سے بھی ہوتی ہے کہ جس میں حضرت اسامہ ابن زیدؓ نے نبئ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے، جسے اللہ نے بنی اسرائیل کے ایک گروہ پر بھیجا تھا، یا تم سے پہلے کسی قوم پر بھیجا تھا۔

طاعون ظہور اسلام کے بعد

ظہور اسلام کے بعد بھی طاعون اور وبائی امراض کا ظہور ہوتا رہا، بالخصوص عہد اموی اور عہد مملوکی میں کثرت سے طاعون کے حملے ہوئے، اسلامی دور میں طاعون اور وبائی امراض کی کثرت کا اندازہ ان کتابوں سے لگایا جا سکتا ہے، جو طاعون کے متعلق تصنیف کی گئی ہیں، اکثر علماء طاعون پر لکھی گئی قدیم کتب کو شمار کرتے ہوئے ابن ابی الدنیا کی ''الطواعین'' کو اولین کتاب قرار دیتے ہیں، جب کہ اس سے بھی قدیم رسالہ کندی کا ہے، جو فضا کے وباؤں سے تحفظ سے متعلق ہے۔ بعض علماء نے طاعون سے متعلق ۷۰ سے زائد قدیم کتابوں کو شمار کیا ہے، گیارہویں صدی ہجری سے سلسلہ شروع ہوا اور تا حال جاری ہے۔

عہد رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں طاعون

سیرت نگاروں نے حیات رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں پیش آئے ایک طاعون کا ذکر کیا ہے،

جو فارس اور ایران کے علاقہ میں ۶ ھ میں پھوٹا تھا، فارسی بادشاہ کی مناسبت سے اس طاعون کا نام طاعون شیرویہ رکھا گیا، صاحب فتوح البلدان علامہ بلاذری نے عہد صحابہؓ میں پھوٹے طاعون عمواس سے قبل ایک اور شدید طاعون کا ذکر کیا ہے، جو ۱۶ ھ میں فارس ہی کے علاقہ میں پھوٹا، یہ وہ زمانہ تھا جب مسلمان فارس کے علاقہ میں پیش قدمی کر رہے تھے، ابن عساکرؒ کی تاریخ دمشق میں بھی اس طاعون کا ذکر ملتا ہے، ابن عساکرؒ نے ایوب سقطیانی کا قول نقل کیا ہے کہ مذکورہ طاعون گزشتہ طاعونوں سے زیادہ سخت تھا۔

طاعون عہد صحابہؓ میں (طاعون عمواس)

طاعون عمواس نامی مشہور طاعون خلافت راشدہ کے عہد فاروقی میں ۱۸ ھ میں پھوٹا، یہ طاعون عمواس کی جانب منسوب ہے، عمواس بیت المقدس اور رملہ کے درمیان ایک چھوٹا سا شہر ہے، سب سے پہلا کیس اسی شہر میں ظاہر ہوا تھا، اس لیے اسے طاعون عمواس کا نام دیا گیا۔ یہ وہ وقت تھا جب رومیوں کے ساتھ مسلمانوں کی معرکہ آرائی عروج پر تھی، خوفناک تباہی اور مقتولین کی کثرت کے ساتھ تعفن پھیل چکا تھا، فضا انتہائی آلودہ ہو چکی تھی، جس سے طاعون پھوٹ پڑا۔ اس کا سب سے زیادہ اثر ملک شام میں دیکھا گیا، جہاں بڑی تعداد میں لوگ ہلاک ہوئے، صحابہ کرامؓ ابوعبیدہؓ جیسے جرنیل اس طاعون کا شکار ہوئے، اسی طرح حضرت معاذ ابن جبلؓ، یزید ابن ابوسفیانؓ کا بھی اسی میں انتقال ہوا تھا، یہ طاعون عمواس سے شروع ہو کر شام وعراق کے درمیانی علاقوں میں پھیل گیا، اور مسلسل ایک ماہ تک جاری رہا، ایک مرتبہ اس کی شدت میں کچھ کمی آئی؛ مگر پھر زور پکڑا، کہا جاتا ہے کہ مجموعی طور پر اس طاعون میں ۵۲ ہزار مرد وخواتین شہید ہوئے۔ امیر المؤمنین حضرت عمرؓ معرکۃ الجزیرہ کے سلسلہ میں مقام جابیہ تک پہونچ چکے تھے کہ طاعون کی اطلاع ہوئی، انہوں نے حضرات

صحابہؓ سے مشورہ کیا، کچھ حضرات کی رائے تھی کہ آپ جس کام کے لیے نکلے ہیں، اسے پورا کئے بغیر نہ لوٹیں، جب کہ دوسروں کا کہنا تھا کہ کبار صحابہؓ کو خطرہ میں ڈالنا مناسب نہیں، بالآخر حضرت عمرؓ نے واپسی کا فیصلہ کیا، جس پر حضرت ابوعبیدۃ ابن الجراحؓ نے کہا: امیر المؤمنین! کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں! اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف بھاگ رہا ہوں، اس وقت حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ نے نبیٔ کریم ﷺ کا ایک ارشاد سنا کر حضرت عمرؓ کے موقف کی تائید کی، حضرت عبدالرحمن ابن عوفؓ نے فرمایا: میں نے نبیٔ کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب تم کسی قوم کی سرزمین میں طاعون پھیلنے کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جب یہ اس جگہ پھوٹے جہاں تم ہو، تو اس سے فرار کی خاطر وہاں سے نہ نکلو۔(صحیح بخاری) اس طاعون میں حارث ابن ہشام کے ساتھ شام جانے والے ان کے ۷۰ اہل خانہ میں سے چار بچ پائے۔ خالد ابن الولیدؓ کے ۴۰ بیٹوں نے اسی وبا میں جان دے دی، کہا جاتا ہے کہ طاعون عمواس میں ۲۵ ہزار صحابہؓ شہید ہوئے۔ نبی کریمؐ ﷺ طاعون عمواس کی پیشین گوئی فرما چکے تھے، اور اسے قیامت کی چھ علامتوں میں شمار فرمایا تھا، چنانچہ حضرت عوف ابن مالکؓ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جنگ تبوک کے موقع پر فرمایا کہ قیامت سے قبل چھ نشانیوں کو شمار کرو (۱) میری وفات (۲) بیت المقدس کی فتح (۳) عمومی اموات (عمومی موت کے واقعات) بکریوں کی بیماری کی طرح جب وہ لگتی ہے تو ناک سے کچھ مادہ نکلتا ہے اور اس میں بکریاں فی الفور ہلاک ہو جاتی ہیں (۴) مال و دولت کا عام ہو جانا کہ اگر کسی کو ۱۰۰ دینار دیئے جائیں تو بھی وہ ناراض رہے گا (۵) ایسے فتنے کا ظہور جو عرب کے ہر گھر میں داخل ہوگا (۶) تمہارے اور رومیوں کے درمیان صلح کا معاہدہ ہوگا اور وہ دغا کریں گے اور تم پر حملہ آور ہوں گے ۸۰

جھنڈوں تلے اور ہر جھنڈے کے تلے ۱۲ ہزار ہوں گے۔

۲۵ھ مصر میں طاعون پھوٹا، اس کے بارے میں کتابوں میں زیادہ تفصیلات نہیں ہیں؛ البتہ اتنی بات ہے کہ اس طاعون ابوذویب ہزلی نامی شاعر کے پانچ لڑکے ہلاک ہوئے، جس کا تذکرہ ہزلی نے اپنے مرثیہ میں کیا ہے، جس کا پہلا مصرعہ یہ ہے: ''أمن المنون وریبھا تتوجعوا'' ابن بقطہ عکبری (۳۸۷ھ) نے ''الابانۃ الکبریٰ'' میں ''داب'' نامی گاؤں کو اس طاعون کا مرکز قرار دیا ہے، اس وقت حضرت امیر معاویہؓ شام کے امیر تھے، انہوں نے سارے گاؤں والوں کو جلاوطن کرنا چاہا؛ لیکن حضرت ابودرداءؓ نے اس کی مخالفت کی، چنانچہ وہ طاعون حمس اور دمشق تک پھیل گیا، حضرت امیر معاویہؓ وہاں سے نکل پڑے، بالآخر وبا مصر تک پھیل گئی۔

طاعون......عہد اموی میں

خلافت بنوامیہ کے دور میں طاعون کا سلسلہ کافی طول پکڑا۔ حافظ ابن حجرؒ (۸۵۲ھ) اپنی معرکۃ الاٰ راء تصنیف ''بذل الماعون فی فضل الطاعون'' میں لکھا ہے کہ خلافت بنوامیہ میں طاعونوں کا سلسلہ رکا نہیں، پھر عہد عباسی میں ان کی تیزی میں کمی آئی، حافظ ابن حجرؒ سے چند صدیوں پہلے ابومنصور ثعلبی (۴۲۹ھ) نے اپنی کتاب ''ثمار القلوب'' میں طاعونوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ شام میں کثرت سے طاعون پھوٹتا رہا، یہاں تک کہ ان طاعونوں کی وجہ سے تاریخ بن گئی، طاعون شام سے شروع ہوتا اور عراق تک پھیل جاتا، جب خلافت بنو امیہ کے سقوط کے بعد بنوعباس حکمران ہوئے تو عباسی خلیفہ مقتدر باللہ (۳۳۰ھ) تک طاعون کا سلسلہ رکا رہا۔ اموی خلافت کے سقوط کے من جملہ اسباب میں ایک سبب طاعون کی کثرت تھی۔ مؤرخ ابن طغری بردی (۸۷۴ھ) نے اپنی تالیف ''النجوم الظاہرۃ'' میں لکھا

ہے کہ انہوں نے ۱۳۱ھ تک ۱۵ طاعون شمار کئے؛ البتہ احمد عدوی کی تحقیق کے مطابق کل ۲۰ طاعون پھوٹے، ہر ساڑھے چار سال کے عرصہ میں ایک طاعون ظاہر ہوتا تھا، عہد اموی میں طاعون کی کثرت کا ایک بنیادی اثر اموی خلفاء کی ہلاکت کی شکل میں ظاہر ہوا، کئی خلفاء اور اموی سیاست پر اثر انداز ہونے شخصیات طاعونوں کی بھینٹ چڑھ گئیں، جس سے نظام خلافت میں غیر معمولی جھول پیدا ہو گیا، کوفہ کے گورنر حضرت مغیرہ بن شعبہؓ طاعون ہی میں ہلاک ہوئے، چنانچہ البدایہ والنہایہ میں ابن کثیر (۷۷۴ھ) نے ایک روایت ذکر کی ہے کہ جس میں کہا گیا ہے کہ ۴۹ھ میں کوفہ میں طاعون پھوٹا، حضرت مغیرہ بن شعبہؓ وہاں سے نکل پڑے، جب طاعون تھم گیا تو واپس کوفہ لوٹے، لوٹنے کے بعد طاعون کا شکار ہو کر داعیٔ اجل کو لبیک کہا، اسی طرح عراق کے گورنر زیاد ابن ابیہ (۵۳ھ) بھی طاعون ہی سے ہلاک ہوئے۔ علامہ ذہبی (۷۴۸ھ) نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں لکھا ہے کہ حضرت ابن عمرؓ کو یہ بات پہونچی کہ زیاد ابن ابی ابیہ نے حضرت معاویہؓ کو خط میں لکھا کہ میں نے دونوں ہاتھوں کے ذریعہ عراق پر گرفت مضبوط کر لی ہے اور آپ سے درخواست ہے کہ آپ مجھے حجاز کا والی بنائیں، حضرت ابن عمرؓ نے اس کے تعلق سے بد دعا فرمائی تو اس کی انگلی میں طاعون نکل آیا اور اسی میں وہ انتقال کر گیا۔ عہد بنو امیہ کے طاعون میں جن حکومتی عہدیداروں کی اموات ہوئیں، ان میں سے ایک ولی عہد ایوب بن سلیمان بن عبدالملک اور عبدالملک بن عمر ابن عبدالعزیز بھی تھے۔ ۶۰ھ کے بعد عراق میں طاعون کافی سرگرم ہو گیا، ۶۴ یا ۶۵ھ میں بصرہ میں طاعون پھوٹا، جس میں کافی لوگ ہلاک ہو گئے، لوگوں کو اپنے مرحومین کی تدفین سے فرصت نہیں ملتی تھی، حتی کہ اس وقت کے بصرہ کے گورنر عبیداللہ ابن معمر تیمی (۸۳ھ) کی والدہ بھی اسی طاعون میں انتقال کر گئیں تو ان کا جنازہ اٹھانے کے لیے لوگ دستیاب نہیں

تھے، اجرت پر افراد کو لینا پڑا۔ ہند ابن ابی ہالہ کا انتقال بھی اسی طاعون سے ہوا، کہا جاتا ہے کہ اس دن ۷۰ ہزار لوگ وفات پا گئے، جس کی وجہ سے جنازہ اور تجہیز و تکفین کے لیے افراد کم پڑ گئے۔ علامہ ابن کثیرؒ نے ایک شخص کے حوالہ سے جس نے وہ زمانہ پایا تھا لکھا ہے کہ ہم لوگ قبیلوں میں چکر لگا کر مردوں کو دفن کرتے تھے؛ لیکن جب نعشیں بہت زیادہ ہو گئیں تو ہم دفن سے عاجز آ گئے، نوبت یہاں تک پہونچی کہ بعضے گھروں میں ہم داخل ہوتے تو گھر میں سب کو مردہ پاتے تھے تو اس گھر کا دروازہ بند کر دیتے تھے، گویا گھر ہی ان کی قبر بن جاتا تھا۔

طاعون مصعب ابن زبیرؓ

اس طاعون کے پانچ سال بعد پھر ایک طاعون پھوٹا، جسے طاعون مصعب ابن زبیرؓ (۷۲ھ) کہا جاتا ہے، ابن قتیبہ (۲۷۶ھ) نے ''المعارف'' میں ذکر کیا ہے کہ ۶۹ھ میں بصرہ میں پھوٹنے والا یہ طاعون پہلا طاعون تھا، جسے طاعون جارف ''بہالے جانے والا طاعون'' کا نام دیا گیا۔ عراق و شام میں تباہی مچانے والے اس طاعون کی وجہ سے رومیوں کو شام پر حملہ کرنے کی ہمت ہوئی اور اس کی وجہ سے شام میں عبدالملک ابن مراون کی حکومت کو خطرہ لاحق ہوا، یہاں عبدالملک نے رومیوں سے مصالحت مناسب سمجھی اور انہیں ہفتہ واری ۱۰۰۰ دینار جزیہ دینا طے کیا، عبدالملک بن مراون کے مخالف مصعب ابن زبیرؓ کا حال اس سے برا تھا، بصرہ میں جہاں وہ امیر تھے، طاعون نے خوب تباہی مچائی۔ مدائنی نے اپنی کتاب ''التعازی'' میں ذکر کیا ہے کہ اس طاعون میں صرف ایک دن میں ۷۰ ہزار لوگ موت کے منہ میں چلے گی۔ توحیدی (۴۰۰ھ) نے اس طاعون کی ہولنا کی کا ذکر کرتے ہوئے اپنی کتاب ''الذخائر والبصائر'' میں لکھا ہے کہ اس کی ہولنا کی سے لوگ اپنے طور طریقہ تبدیل کرنے پر مجبور ہو گئے۔ داؤد ابن رشید الخوارزمی سے پوچھا گیا کہ لوگ شوال

میں کیوں شادی نہیں کرتے؟ تو انہوں نے بتایا کہ اس مہینہ میں طاعون جارف کی وجہ سے ۱۹ ہزار دولہے ہلاک ہوئے۔ ابن قتیبہ دینوی (۲۷۶ھ) نے ''الشعر والشعراء'' میں اس طاعون کے تعلق سے لکھا ہے کہ جمعہ کو صرف سات مرد اور ایک خاتون جامع مسجد پہونچے۔ ابن عامر نے جب جامع مسجد کے امام سے لوگوں کے بارے میں دریافت کیا کہ لوگوں کو کیا ہوا؟ کہاں ہیں؟ تو عورت نے کہا: مٹی کے نیچے ہیں۔ اس طاعون سے اموی حکمرانوں کو یہ فائدہ پہونچا کہ اس نے ان کے مخالف زبیریین کو کمزور کر ڈالا۔ عبدالملک مصعب ابن زبیرؓ کی فوج کو شکست سے دوچار کرنے کے لیے بھر پور تیاری کیا، زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا کہ ۸۰ھ میں بصرہ میں پھر طاعون پھوٹا اور شام، حجاز اور یمن تک پہونچ گیا۔ علامہ ابن کثیرؒ کا تأثر ہے کہ یہ طاعون اتنا شدید تھا کہ قریب تھا کہ سارے لوگ ہلاک ہو جائیں، رومیوں نے موقع غنیمت جان کر انطاکیہ پر حملہ کر دیا۔ مبرد (۲۸۶ھ) نے اپنی کتاب ''التعازی ولمراثی'' میں اس طاعون کی کچھ جھلکیاں پیش کی ہیں، لکھا ہے کہ تین دن تک ہر دن ۷۰ ہزار لوگ ہلاک ہوتے رہے، اس طاعون میں حضرت انسؓ کے ۸۳ بیٹے ہلاک ہوئے۔ اسی طرح حضرت عبدالرحمن ابن ابی بکرہؓ کے ۴۰ لڑکے ہلاک ہوئے، یہاں تک کہ مجھ سے بیان کیا گیا کہ کسی گھر میں صبح کو ۱۵۰ افراد زندہ ہوتے اور شام تک ایک بھی زندہ نہ ہوتا۔

۸۵ھ میں مصر میں ایک طاعون پھوٹا، مصر کا گورنر عبدالعزیز ابن مروان وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا اور حلوان آیا؛ لیکن موت نے اس کا پیچھا کیا، صعید میں انتقال کر گیا۔

طاعون الاشراف

پھر بصرہ میں ۸۶ھ ایک طاعون پھوٹا، جسے طاعون الاشراف کہا جاتا ہے، اس طاعون میں زیادہ تر شہر کے معززین انتقال کر گئے تھے، اس وقت دو مصیبتیں ایک ساتھ جمع

ہوئی تھیں، ایک طرف حجاج کا ظلم اور دوسرا طاعون کا قہر۔

طاعون الفتیات

۸۷ھ میں طاعون الاشراف کے بعد طاعون الفتیات پھوٹ پڑا، اس کا آغاز دوشیزہ خواتین سے ہوا، پورا کا پورا گھر صاف ہوجاتا تھا۔ ابن ابی الدنیا نے ''الاعتبار'' میں لکھا ہے کہ لوگ زندگی سے اس قدر مایوس ہو چکے تھے کہ خود اپنی قبریں اپنے ہاتھوں سے کھود لیا کرتے تھے۔ مشہور تابعی بشیر بن کعب بن ابی الحمیر ی نے اپنی قبر خود تیار کر لی اور وہاں قرآن کی تلاوت کیا کرتے تھے، بالآخر اسی میں مدفون ہوئے۔ (تاریخ دمشق) عہد اموی میں طاعون کی کثرت کی وجہ سے اموی خلفاء نے خود کو قرنطینہ میں کر لیا تھا۔ دارالخلافہ دمشق کو چھوڑ کر صحرا اور جنگل میں سکونت اختیار کر لی تھی، خلفائے بنوامیہ میں یہ بات اتنی مشہور تھی کہ بلاذری نے ''انساب الاشراف'' میں اموی خلفاء کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا ہے کہ وہ جنگل و بادیہ کا رخ کرتے تھے، طاعون کی وجہ سے لوگوں سے بھاگتے تھے، حتی کہ اموی خلیفہ ہشام بن عبدالملک نے دارالخلافہ کو دمشق سے رصافہ منتقل کرنے کی کوشش کی۔ تاریخ طبری میں علامہ طبری لکھتے ہیں: ''ہشام نے جب رصافہ میں سکونت اختیار کرنے کا ارادہ کیا تو اس سے کہا گیا کہ تم یہاں سے نہ نکلو، خلفاء کو طاعون نہیں لگتا، ہم نے کبھی نہیں سنا کہ کوئی خلیفہ طاعون کی زد میں آیا ہو، ہشام نے کہا: کیا تم مجھ پر تجربہ کرنا چاہتے ہو؟ چنانچہ وہ رصافہ ہی میں قیام پذیر ہوا۔

۱۱۴ھ اور ۱۱۹ھ کے دو سالوں میں طاعون کا خوب زور رہا، پھر ۱۲۵ھ میں شام میں وبا پھوٹی، جنگل و صحراء میں یزید کے لیے بیعت لینے کا فرمان جاری کیا گیا، علامہ ذہبیؒ نے ''سیر اعلام النبلاء'' میں لکھا ہے کہ یزید عیدالاضحیٰ کے دن طاعون میں انتقال کر گیا۔ ابن

الاصیل کی ''الکامل فی التاریخ'' کے مطابق شام،مصر اور شمالی آفریقہ کے علاقے سات سال تک اس وبا کا شکار رہے۔

اموی عہد خلافت میں چھ سخت ترین طاعون اور ۱۴ عام قسم کے طاعون پھوٹے، جنہوں نے علاقے کے نقشے اور شرح آبادی کو بدل کر رکھ دیا، بہت سے لوگ ان طاعونوں سے بچنے کے لیے جنگلوں اور آبادی سے دور علاقوں میں جا کر سکونت پذیر ہو گئے،معیشت پر بھی گہرے اثرات پڑے،حجاج ابن یوسف کی کوششوں کے باوجود لوگ آبادی کو لوٹنے پر آمادہ نہ ہوتے تھے،حجاج نے عراق میں حبشیوں کو آباد کرنے کی سیاست اپنائی،جس کے بڑے سیاسی اثرات مرتب ہوئے۔

طاعون یزدگرد

طاعون کی بڑھتی وبا نے عباسی خاندان کے لیے حالات سازگار کئے۔جنگ قادسیہ کے بعد مسلمانوں نے طاعون یزگرد سے فائدہ اٹھایا۔ساسانی حکومت کو پیچھے ڈھکیلتے ہوئے مملکت ساسانیہ کے علاقوں میں اندر تک گھس گئے۔

طاعون غراب اور طاعون مسلم ابن قتیبہ

عباسی انقلابیوں کے لیے حسن اتفاق یہ تھا کہ ان کا انقلاب دو طاعونوں کے درمیان برپا ہوا،جن دو طاعونوں نے اموی خلافت کی چولہیں ہلا دی تھیں،ان میں ایک طاعون غراب اور دوسرا طاعون مسلم ابن قتیبہ۔ابن العربی کے مطابق غراب قبیلہ رُباب کے ایک آدمی کا نام تھا، طاعون غراب ۱۲۷ھ میں اور طاعون مسلم ابن قتیبہ ۱۳۱ھ میں پھوٹ پڑا۔ (شرح ابن العربی للموٴطا) مدائنی کی روایت کے مطابق ۱۳۱ھ کے طاعون میں سکۃ المربد میں

ہر دن ہزار جنازے گنے جاتے تھے، اس طاعون نے بصرہ کے بیشتر باشندوں کو ہلاک کر ڈالا۔ علامہ طبریؒ نے اپنی تاریخ میں لکھا ہے کہ امویوں نے ۱۳۱ھ کے طاعون سے فائدہ اٹھاتے ہوئے بنوعباس کے جدامجد ابراہیم امام ابن محمد ابن علی کو جیل میں زہر دے کر ہلاک کر ڈالا اور اعلان کیا کہ وہ طاعون میں انتقال کر گئے۔ عہد اموی میں عام طور پر یہ دیکھا گیا کہ جو طاعون شام سے شروع نہ ہوتا تھا وہ عموماً بصرہ سے پھوٹ پڑتا تھا، چوں کہ بصرہ ہندو چین کی بندرگاہوں سے قریب پڑتا تھا، ان ملکوں سے آنے والی کشتیاں اور ان کا سامان جراثیم سے آلودہ ہوتا تھا۔ طاعون کی وبائیں نہ صرف حکومتوں کو زوال سے دوچار کر گئیں؛ بلکہ بعض مرکزی حیثیت کے حامل سیاسی شخصیات کی نسل کے خاتمہ کا بھی سبب بنی۔ ابن حزم اندلسی نے ''جمھرۃ أنساب العرب'' میں لکھا ہے کہ خالد ابن الولیدؓ کو خوب اولاد ہوئی، حتی کہ ان کے ۴۰ لڑکے تھے، پھر یہ سارے کے سارے طاعون میں ہلاک ہو گئے۔

طاعون عہد عباسی میں

۱۳۶ھ تک طاعونوں کا سلسلہ چلتا رہا، عباسی خلیفہ منصور (۱۵۸ھ) کے عہد خلافت میں یہ سلسلہ تھما، خلیفہ منصور فخر کے ساتھ کہتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے دور خلافت کی برکت سے طاعون کے سلسلہ کو روکا، چنانچہ ثعالبی نے لکھا ہے کہ ایک مرتبہ منصور ابوبکر ابن عیاش سے یوں گویا ہوا: یہ ہماری (اہل بیت) کی برکت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں سے طاعون کی وبا کو ہٹالیا، جس پر ابوبکر ابن عیاش نے کہا: اللہ تعالیٰ ہم پر ایک ساتھ دو مصیبتیں کیسے لاسکتا ہے کہ تم رہو اور طاعون بھی؟ جاحظ (۲۵۵ھ) نے بھی ''رسالۃ الحنین الی الاوطان'' میں عباسیوں کے تعلق سے لکھا ہے کہ عباسیوں کی اولین برکت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے طاعون اور اموات کی کثرت کو ہٹالیا، کھیتی کی طرح کاٹے جارہے تھے، عہد عباسی کی

ابتداء میں طاعون میں کمی آئی، جس کی وجہ سے عباسیوں کو اپنی خلافت کو مستحکم کرنے کا موقع ہاتھ آیا؛ مگر پھر طاعون کا سلسلہ شروع ہوا۔

۳۴۶ھ کا عجیب وغریب طاعون

۳۴۶ھ میں ایک عجیب وغریب طاعون پھوٹا، جس میں اچانک اموات اس کثرت سے ہوئیں کہ ایک جج اپنا لباس پہن کر اجلاس پر براجمان ہونے کے لیے نکلا ہی تھا کہ طاعون کا شکار ہو کر موت کی آغوش میں چلا گیا، اس واقعہ علامہ ابن حجرؒ ''بذل الماعون'' میں ذکر کیا ہے۔

۴۹۲ھ کا طاعون

۴۹۲ھ میں حجاز اور یمن میں ایک طاعون پھوٹا، جس سے بہت سے سارے گاؤں ویران ہو گئے،، جو کوئی ان بستیوں میں داخل ہوتا، موت اس کو دبوچ لیتی۔ علامہ ابن جوزی (۵۸۷ھ) نے ''المنتظم'' میں ۴۴۹ھ کے حالات کا ذکر کرتے ہوئے بخارا کے ایک ایسے طاعون کا ذکر کیا کہ جس میں ایک ملین سے زیادہ لوگ ہلاک ہوئے۔

طاعون بخارا

بخارا سے یہ طاعون آذربائیجان، فارس اور عراق تک پھیل گیا، لوگ نعشوں کو اجتماعی قبروں میں دفن کرنے لگے، صورت حال کچھ ایسی تھی کہ متأثر شخص کے منھ سے خون کے ٹکڑے نکلتے، پھر وہ جاں بحق ہو جاتا، اس طاعون کی خاص بات یہ تھی کہ اس کا شکار بچے، جوان اور خواتین ہوئیں اور بوڑھوں پر کچھ اثر نہ ہوا۔ ''مرآۃ الزمان'' نامی کتاب میں ۴۶۹ھ میں پھوٹے ایک ایسے طاعون کا ذکر آیا ہے، جس سے پانچ لاکھ افراد متأثر ہوئے،

جن میں صرف تین ہزار بچ پائے۔ ۴۷۸ھ میں عراق میں ایک طاعون پھوٹا، جو آخر ساری دنیا میں پھیلا، جس میں بڑی تعداد فوت ہوئی۔

خلافت بنوعباسیہ کی ابتدائی صدیوں میں طاعون کا سلسلہ تھمنے کے بعد شام، مصر اور حجاز وغیرہ میں عہد مملوکی میں دوبارہ سرگرمیاں لوٹ آئیں، اس کے بعد ہر ۱۷ سال بعد کوئی طاعون پھوٹ پڑتا تھا، طاعون اور وبائی امراض کا مرکز اکثر دو شہر ہوا کرتے تھے، ایک حلب، دوسرا اسکندریہ، اس لیے کہ یہ دونوں شہر عالمی تجارت کے لیے مرکزی حیثیت رکھتے تھے، بالخصوص یورپ کے ساتھ تجارت ان ہی دو شہروں کے راستہ سے ہوا کرتی تھی، ۷۸۷ھ، ۸۲۶ھ اور ۸۴۱ھ کے سالوں میں آنے والے طاعونوں کا مرکز حلب تھا اور ۷۸۲ھ، ۷۸۸ھ، ۷۹۰ھ اور ۸۷۳ھ کے سالوں میں آئے طاعونوں کا مرکز اسکندریہ تھا۔ (الموت بمصر والشام فی العہد المملوکی)

۷۴۹ھ میں آئے طاعون کے بارے میں مشہور مؤرخ اور شاعر ابن الوردی نے اپنی کتاب ''النباء عن الوباء'' میں لکھا ہے کہ یہ طاعون تجارت کے بری و بحری راستوں سے سفر کرتا تھا، ابن الوردی نے طاعون کے سد باب کے لیے اختیار کی گئیں کچھ تدابیر کا بھی ذکر کیا ہے۔ لوگ ارمینی مٹی استعمال کرتے تھے اور عنبر کافور اور صندل سے اپنے گھروں کو دھونی دیا کرتے تھے۔ ۸۳۳ھ میں سیاہ طاعون پھوٹ پڑا، جس کے عینی شاہد خود علامہ حافظ ابن حجرؒ تھے، جس کا انہوں نے اپنی کتاب ''بذل الماعون'' میں ذکر کیا ہے، وہ لکھتے ہیں کہ یہ طاعون سب طاعونوں سے بھیانک اور وسیع تھا، وہ کہتے ہیں کہ ۸۳۳ھ کا طاعون دیگر طاعونوں سے کئی اعتبار سے مختلف تھا، ایک تو اس وجہ سے کہ یہ موسم سرما میں پھوٹا اور موسم بہار میں شدت پکڑا، جب کہ دوسرے طاعون موسم ربیع میں شروع ہو کر موسم گرما کے آغاز میں

شدت اختیار کرتے تھے، دیگر طاعونوں میں مرنے والے عقلی توازن کھو بیٹھتے تھے، اس کے برخلاف اس طاعون میں عقل سلامت رہتی تھی۔ (تلخیص مقالہ الطواعین والاوبیۃ فی التاریخ الاسلامی، ازعبدالقدوس الہاشمی، الجزیرہ نٹ: ۳۱ / مارچ / ۲۰۲۰ء)

طاعون مغرب عربی میں

مغرب عربی کا علاقہ بھی بارہا طاعون سے دوچار ہوا، مراطبین اور مؤحدین کے عہد میں کئی وبائی امراض، قحط اور طاعون رونما ہوئے، اس دور میں اہم طاعون ۵۷۱ھ میں پھوٹا، جو مغرب اور اندلس کے علاقہ میں پھیلا، مؤحدین کے زمانہ کا یہ ایک مشہور طاعون سمجھا جاتا ہے، اس کے بڑے گہرے اثرات مرتب ہوئے اور اس سے کوئی محفوظ نہ رہا، حتی کہ خلیفہ یوسف یعقوب کے چار گورنر بھی اس طاعون میں انتقال کر گئے، یومیہ ۱۹۰ لوگ ہلاک ہوتے تھے، اسی طرح ۱۷۹۸ء میں بھی اس علاقہ میں ایک طاعون پھوٹا، جو ان تاجروں کے ذریعہ دوسروں تک پھیلا، جو اسکندریہ، تونس اور مغرب پہونچے تھے، یہ طاعون فاس، مکناس اور رباط تک پہونچ گیا تھا، یومیہ ۱۳۰ افراد ہلاک ہوتے تھے۔ ابن عذاری مراکشی نے پندرھویں صدی ہجری کے اواخر اور گیارہویں صدی کی وباؤں اور حوادث کا جائزہ لیتے ہوئے لکھا ہے کہ ۴۹۸ھ اور ۱۱۰۵ء کے سال اندلس میں قحط اور متعدی امراض انتہاء کو پہونچ چکے تھے، حتی کہ لوگ تباہی کو یقینی سمجھ چکے تھے، اس دوران مغرب کے علاقہ میں قحط سالی بھی زور پکڑتی رہی، جس سے فارس اور غرناطہ جیسے شہر تباہ ہو گئے۔

{آٹھواں باب}

طاعون اور وبائی امراض سے متعلق نبوی ہدایات

طاعون کیا ہے؟

حضرت ابوموسیٰ اشعریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی، عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول! طعن کو تو ہم جانتے ہیں (جس میں مسلمانوں کو دشمنوں کی جانب سے قتل کیا جاتا ہے) لیکن طاعون کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تمہارے دشمن جنات کا خفیہ چوکہ ہے اور ان دونوں میں مؤمن کے لیے شہادت کا اجر وثواب ہے۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۹۵۲۷)

اس حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ طاعون کے منجملہ اسباب باطنہ میں ایک سبب جنات وشیاطین کا چوکہ لگانا بھی ہے۔

طاعون کی حقیقت

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ طاعون کا ذکر چھڑا تو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اس کا ذکر کیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خفیہ چوکہ ہے، جو میری امت کو ان کے دشمن جنات کی طرف سے پہونچے گا، یہ ایک گلٹی ہوتی ہے، جو اونٹ کی گلٹی کی طرح ہوتی ہے، جو اس طاعون میں ثابت قدم رہے گا، وہ اجر وثواب میں دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے والے کی طرح ہوگا اور جو اس کی وجہ سے فوت ہوگیا تو وہ شہید ہوگا اور جو اس سے بھاگے گا (یعنی موت کے ڈر سے راہ فرار اختیار کرے گا) وہ دشمن کے مقابلہ میں بھاگنے والے کی طرح ہوگا۔ (مسند ابی یعلی، حدیث نمبر: ۴۴۶۶)

طاعون مؤمن کے لیے شہادت

حضرت ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: طاعون میری امت کی شہادت ہے اور جنات میں سے تمہارے دشمنوں کا چوکہ ہے، جو لوگوں کی بغلوں اور رانوں میں نکلتا ہے، اس سے بھاگنے والا ایسا ہے جیسا کہ دشمن کے مقابلہ سے بھاگنے والا ہے اور اس پر ثابت قدم رہنے والا ایسا ہے، جیسا کہ اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا۔(المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر: ۳۱۵۵)

طاعون کی وجہ سے وفات پانے والوں کے لیے شہادت کی خوش خبری بہت سی احادیث میں دی گئی ہے، حضرت انس ابن مالک ؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاعون ہر مسلمان کی شہادت کا سبب ہے نیز حضرت ابو ہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم اپنے میں سے کس کو شہید سمجھتے ہو؟ صحابہ ؓ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا جائے وہ شہید ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ایسی صورت میں تو میری امت کے شہید کم ہوں گے، صحابہ ؓ نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! پھر شہید کون لوگ ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو اللہ کے راستہ میں قتل کیا گیا وہ شہید ہے، جو اللہ کے راستہ میں فوت ہو گیا وہ شہید ہے، جو طاعون سے فوت ہو گیا وہ شہید ہے اور جو پیٹ کی بیماری میں وفات پا گیا وہ بھی شہید ہے۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۱۹۱۵۱۶۵)

حضرت عسیب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس جبرئیل ؑ بخار اور طاعون کو لے کر آئے (اور مجھے اختیار دیا گیا) میں نے بخار کو مدینہ منورہ میں روک لیا، اور طاعون کو شام کی طرف بھیج دیا اور طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کافروں کے لیے عذاب ہے۔(مسند احمد، حدیث نمبر: ۲۰۷۶۷)

طاعون شیطان کاخفیہ چوکہ

حضرت ابن عمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت طعن اور طاعون سے فنا ہوگی، عرض کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول! اس طعن کو تو ہم جانتے ہیں؛ لیکن طاعون کیا ہے؟ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تمہارے دشمن جنات کا خفیہ چوکہ ہے اوران دونوں میں مؤمن کے لیے شہادت ہے۔(المعجم الاوسط للطبرانی، حدیث نمبر: ۷۳۲۲)

طاعون میں صبر واستقامت کی اہمیت

مذکورہ احادیث سے یہ بھی ثابت ہوتا ہے کہ طاعون کے زمانہ میں اہل ایمان کو صبر واستقامت کا مظاہرہ کرنا چاہیے، حضرت عائشہؓ کی حدیث گزرچکی، جس میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو اس طاعون میں ثابت قدم رہے گا، وہ اجروثواب میں دشمنوں کے مقابلہ میں ثابت قدم رہنے والے کی طرح ہے۔(مسند ابی یعلیٰ: ۴۶۶۴)

طاعون بنی اسرائیل پر بھیجا گیا عذاب

حضرت اسامہ ابن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے، جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا، یا تم لوگوں سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا۔(بخاری شریف، حدیث نمبر: ۳۴۷۳) ایک سے زائد احادیث سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ طاعون بنی اسرائیل پر عذاب کے طور پر بھیجا گیا تھا۔صحیح مسلم کی ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاعون عذاب کی نشانی ہے، اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں میں سے بعض لوگوں کو اس عذاب میں مبتلا کیا۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۱۸) حضرت اسامہ ابن زیدؓ کی روایت میں مزید تفصیل آئی ہے، چنانچہ رسول

اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ طاعون، درد یا سقم اللہ کی پکڑ ہے، جس کے ذریعہ تم سے پہلے بعض امتوں کو عذاب دیا گیا تھا، پھر اس کے بعد زمین میں باقی رہا، کبھی وہ چلا جاتا ہے اور کبھی آ جاتا ہے۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۱۸)

بنی اسرائیل کے لیے طاعون کو بطور عذاب نازل کئے جانے کا تذکرہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے، ارشاد ربانی ہے: فَبَدَّلَ الَّذِينَ ظَلَمُوا قَوْلًا غَيْرَ الَّذِي قِيلَ لَهُمْ فَأَنْزَلْنَا عَلَى الَّذِينَ ظَلَمُوا رِجْزًا مِنَ السَّمَاءِ بِمَا كَانُوا يَفْسُقُونَ۔ (البقرۃ: ۹۵) پس ظالموں (بنی اسرائیل) نے بدل دیا قول کو اس قول کے علاوہ سے جو ان سے کہا گیا تھا، پس ہم نے عذاب (طاعون) نازل کیا ان لوگوں پر جنہوں نے ظلم کیا آسمان سے بہ سبب اس کے کہ وہ حکم عدولی کرتے تھے۔

آیت بالا میں ''رجز'' سے مراد مفسرین نے طاعون لیا ہے، حضرت سعد ابن مالکؓ، خزیمہ ابن ثابتؓ اور عسیبؓ وغیرہ صحابہؓ سے بھی ایسی احادیث مروی ہیں، جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طاعون کو بنی اسرائیل پر بھیجا گیا عذاب قرار دیا ہے۔

طاعون کافر کے لیے عذاب اور مؤمن کے لیے رحمت

بہت سی احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ طاعون کافروں کے لیے عذاب ہے اور اہل ایمان کے لیے اگر وہ صبر و استقامت کا مظاہرہ کریں تو رحمت ہے، اس سلسلہ کی چند احادیث پیش ہیں:

(۱) حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں: میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے طاعون کے بارے میں دریافت کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مجھے بتایا کہ طاعون ایک عذاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، بھیج دیتا ہے، اور اللہ نے طاعون

کو اہل ایمان کے لیے رحمت قرار دیا ہے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۷۴)

(۲) حضرت عسیب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: طاعون میری امت کے لیے شہادت اور رحمت ہے اور کافروں کے لیے عذاب ہے، طاعون مؤمن کے لیے اس لیے رحمت ہے کہ مؤمن اسے خدا کی طرف سے آزمائش سمجھ کر آخرت میں اجر کے یقین کے ساتھ اس پر صبر کرتا ہے، اس کے برخلاف کافر خدا پر یقین نہیں رکھتا، اس کے لیے دنیا میں بھی مصیبت اور آخرت میں سخت ترین عذاب ہے۔

طاعون پر صبر کرنے اور فوت ہونے پر درجۂ شہادت

احادیث شریفہ میں کثرت سے یہ بات وارد ہوئی ہے کہ طاعون پر صبر کرنے اور اس میں فوت ہونے والے مؤمنوں کے لیے اللہ تعالیٰ کے یہاں شہادت کا درجہ ہے، شہادت کی دو قسمیں ہیں: ایک شہادت حقیقی اور دوسرے شہادت حکمی۔ حقیقی شہید وہ ہے جو اللہ کی راہ میں کفار سے مقابلہ کرتے ہوئے اپنی جان قربان کردے، حکمی شہداء بہت سارے ہیں، مثلاً پیٹ کی تکلیف میں انتقال کرنے والا، گھر میں ملبہ کے نیچے دب کر ہلاک ہونے والا، ڈوب کر مرنے والا، اسی طرح طاعون کی زد میں آکر فوت ہونے والا، یہ سب حکمی شہداء ہیں، اللہ تعالیٰ انہیں بھی شہیدوں جیسا اجر عطا فرمائیں گے۔ حضرت عائشہ ؓ سے مروی ہے کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے طاعون کے متعلق دریافت کیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے، جس کو اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے، بھیجتا ہے اور اللہ نے طاعون کو مؤمنوں کے لیے رحمت قرار دیا ہے اور جس جگہ طاعون ہو اور وہاں کوئی اللہ کا مؤمن بندہ صبر اور ثواب کی امید پر رکا رہے اور یہ یقین رکھتا ہے کہ اسے کوئی مصیبت اللہ کی طرف سے طے شدہ فیصلہ کے علاوہ نہیں پہونچے گی تو اس کو شہید کی طرح اجر ملے گا۔

لمحۂ فکریہ

احادیث کثیرہ میں یہ بات وارد ہوئی ہے کہ طاعون سے فوت ہونے والا مؤمن شہید ہے؛ لیکن فی زمانہ طاعون یا وبائی امراض میں فوت ہونے والے مؤمن اور کافر کو یکساں سمجھا جاتا ہے، دونوں کے بارے میں لوگ کہتے ہیں کہ فلاں ہلاک ہوگیا یا فوت ہوگیا، حالاں کہ جب کسی وبائی مرض میں کسی مسلمان کے انتقال کی خبر ملے تو یوں کہنا چاہیے کہ فلاں صاحب شہید ہوگئے، شہادت کی جو بات طاعون سے متعلق کہی گئی ہے، اس میں سارے وبائی امراض شامل ہیں، آج کل کورونا سے جو اموات ہورہی ہیں، ان کا بھی یہی حکم ہے، کورونا سے فوت ہونے والے سارے مسلمان حکمی شہید ہیں۔

لواحقین کے لیے تسلی کا سامان

جن احادیث میں طاعون اور وبائی امراض سے فوت ہونے والوں کو شہادت کی خوش خبری دی گئی ہے، اس سے دو باتوں کی طرف توجہ دلانا مقصود ہے: ایک یہ کہ جن لوگوں کو وبائی امراض لاحق ہوں انہیں مایوس نہیں ہونا چاہیے، اس لیے کہ اگر ان امراض کی وجہ سے موت بھی واقع ہوجائے تو ان کے لیے آخرت میں شہیدوں جیسا اعزاز ہے، ظاہر ہے کہ وبائی مرض کہ جس بیمار کو یہ خوش خبری پہونچے گی، اسے مایوسی کے عالم میں غیر معمولی تسلی ہوگی اور فی الواقع مؤمنوں کا حال وبائی امراض میں غیر مؤمنوں سے مختلف ہونا چاہیے، مسلمان ایسے امراض سے غیروں کی طرح شدید گھبراہٹ اور مایوسی کا شکار نہیں ہوتا، اس لیے کہ اسے آخرت کی نعمتیں حاصل ہوں گی؛ لیکن بہر حال احتیاط ضروری ہے، اس حدیث کا دوسرا پہلو طاعون یا وبائی امراض میں مبتلا بیماروں کے پسماندگان اور لواحقین کو تسلی دینے سے تعلق رکھتا

ہے،عزیزوں کی جدائی آدمی کے لیے بڑی کڑی آزمائش ہوتی ہے؛لیکن آخرت میں ملنے والے انعام سے تسلی ہوگی۔

طاعون اورتوکل علی اللہ

متعدداحادیث میں اس کی تاکید کی گئی ہے کہ جس شہر یابستی میں طاعون یا کوئی مرض پھوٹے،وہاں کے لوگوں کوراہ فراراختیار کرتے ہوئے اپنے شہر یابستی کونہیں چھوڑناچاہیے؛ بلکہ صبرواحتساب کے ساتھ وہیں قیام پذیر رہنا چاہیے،حضرت عائشہؓ کی روایت گزرچکی ہے کہ جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:جس جگہ طاعون ہواوروہاں کوئی اللہ کا مؤمن بندہ صبراورثواب کی امید سے رکارہےاوریہ یقین رکھے کہ اس کواللہ کی طرف سے طے شدہ مصیبت کے علاوہ کوئی مصیبت نہیں پہونچے گی تواس کوشہید کی طرح اجر ملے گا۔(صحیح بخاری:حدیث نمبر:۳۴۷۴)

اسی طرح طاعون سے ڈرکر بھاگنے والے کوگناہ میں اس شخص کے برابرقرار دیا گیاہے،جومیدان جنگ سے بھاگتا ہے۔(مسنداحمد،حدیث نمبر:۲۴۵۲۷)

اس قسم کی احادیث سے اہل ایمان کوتوکل اورعقیدۂ تقدیر کی پختگی کی تعلیم دی جارہی ہے،توکل ایک ایسی نعمت ہے جوآدمی کے اندرقوت مدافعت کوتقویت پہونچاتی ہیے، اورقوت مدافعت کااستحکام وبائی امراض سے مقابلہ کرنے کے لیے بہت معاون ثابت ہوتا ہے،کوروناوائرس کی حالیہ وبامیں اس کا مشاہدہ کیا جارہا ہے کہ جن مریضوں کی قوت مدافعت مضبوط ہے،وہ بآسانی روبصحت ہورہے ہیں،توکل دراصل وبائی امراض سے مقابلہ کرنے کا نبوی نسخہ ہے۔

طاعون اور حضرات صحابہؓ کا توکل

حضرات صحابہ کرامؓ کو خدا کی ذات پر یقین کامل حاصل تھا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی تربیت ہی کچھ اس انداز سے فرمائی تھی کہ ان کا ایمان پہاڑوں جیسا مضبوط تھا اور عقیدۂ تقدیر ان کے دلوں میں راسخ تھا، وہ جانتے تھے کہ دنیا میں ان کے ساتھ اس کے علاوہ کچھ نہ ہوگا جو اللہ نے ان کے لیے پہلے ہی لکھ دیا ہے۔ صحابہؓ کے زمانہ میں طاعون کی وبا پھوٹی، مگر انہوں نے جزع فزع نہیں کیا، حضرت معاذ ابن جبلؓ کے بارے میں آتا ہے کہ وہ اس لشکر کے درمیان جس کے وہ امیر تھے، کھڑے ہو گئے اور اس وقت وبا پھوٹی ہوئی تھی، پھر فرمایا کہ اے لوگو! یہ تمہارے رب کی طرف سے رحمت ہے، اور تمہارے نبی کی دعا ہے اور تم سے پہلے نیک لوگوں کی وفات کا ذریعہ ہے، پھر حضرت معاذؓ نے خطبہ دیتے ہوئے فرمایا: اے اللہ! معاذ پر اس رحمت کا بھرپور حصہ داخل فرمائیے، پھر وہ اسی حالت میں تھے کہ ان کے بیٹے عبدالرحمن کے بارے میں اطلاع آئی کہ وہ طاعون کا شکار ہو گیا ہے، عبدالرحمن نے اپنے والد معاذ کو دیکھا تو والد کو خطاب کرتے ہوئے سورۂ بقرہ کی یہ آیت تلاوت فرمائی: اَلْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَلَا تَكُونَنَّ مِنَ الْمُمْتَرِين۔ (البقرة: ۱۴۷) آپ کے رب کی طرف سے حق ہے تو آپ ہرگز شک کرنے والوں میں سے نہ ہوں۔ اس پر حضرت معاذؓ نے سورۂ صافات کی آیت: سَتَجِدُنِي إِنْ شَاءَ اللَّهُ مِنَ الصَّابِرِين۔ (الصافات: ۱۰۲) تلاوت فرمائی۔ تم عنقریب مجھے ان شاء اللہ صبر کرنے والوں میں سے پاؤ گے۔ پھر حضرت معاذؓ کے تمام اہل خانہ ایک ہفتہ کے اندر فوت ہو گئے اور آخر میں حضرت معاذؓ بھی فوت ہو گئے۔ (مستدرک حاکم، حدیث نمبر: ۵۱۸۶)

وبائی امراض اور کورنٹائن

سطور بالا میں طاعون اور وبائی امراض کے حوالہ سے حضرات صحابہ کرامؓ کے توکل اور عقیدۂ تقدیر کی پختگی کی جو تفصیلات ذکر کی گئی ہیں، اس کے یہ معنی نہیں ہیں کہ لوگ وبائی امراض میں احتیاط نہ کریں، توکل ترک اسباب کا نام نہیں؛ بلکہ اسباب اختیار کر کے مسبب الاسباب پر بھروسہ کرنے کا نام توکل ہے۔ موجودہ حالات میں ہر طرف جس لاک ڈاؤن، کورنٹائن اور آئی سولیشن کا چرچہ ہے، نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قریب ۱۵ سو سال پہلے ہی اس کی تاکید فرمائی تھی، متعدد احادیث میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس علاقہ میں جانے سے منع فرمایا، جہاں طاعون یا کوئی وبا پھوٹی ہو، اسی طرح وبا سے متأثرہ علاقہ کے لوگوں کو وہاں سے نکل کر دوسرے علاقہ میں جانے سے بھی منع فرمایا، اس سلسلہ کی چند احادیث پیش ہیں:

(۱) حضرت اسامہ ابن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: طاعون ایک عذاب ہے، جو بنی اسرائیل کی ایک جماعت پر بھیجا گیا تھا یا تم سے پہلے لوگوں پر بھیجا گیا تھا، جب تم سنو کہ کسی مقام پر طاعون ہے، تم وہاں نہ جاؤ اور جب اس جگہ طاعون پھیل جائے، جہاں تم موجود ہو تو تم طاعون سے بچنے کے لیے اس جگہ سے مت نکلو۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۷۳)

(۲) حضرت سعد ابن مالکؓ، خزیمہ ابن ثابتؓ اور اسامہ ابن زیدؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ طاعون اللہ کی پکڑ ہے یا اس عذاب کا باقی ماندہ حصہ ہے، جو تم سے پہلی قوم پر آیا، پس جب کسی زمین میں طاعون واقع ہو اور تم وہاں پر موجود ہو تو تم اس سے راہ فرار اختیار کرنے کے طور پر نہ نکلو اور جب تم طاعون کا ذکر کسی زمین میں سنو تو تم وہاں پر مت داخل ہو۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۷۷)

(۳) حضرت سعد ابن وقاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے طاعون کے بارے میں فرمایا کہ جس زمین میں یہ واقع ہو تو اس زمین میں داخل مت ہو اور اگر تم کسی زمین میں ہو اور وہاں طاعون پھیل جائے تو اس زمین سے راہ فرار اختیار نہ کرو۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۱۵۰۸)

(۴) حضرت عبداللہ ابن عامر ابن ربیعہ ؓ سے روایت ہے کہ حضرت عمر ؓ شام کی طرف نکلے، جب سرغ مقام پر پہونچے تو ان کو یہ بات معلوم ہوئی کہ شام میں وبا پھوٹی ہے، پھر ان کو حضرت عبدالرحمن ابن عوف ؓ نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب تم کسی علاقہ میں وبا کے بارے میں سنو تو اس میں داخل نہ ہو اور جب کسی ایسے علاقہ میں وبا پھوٹے، جہاں تم ہو تو اس علاقہ سے راہ فرار اختیار کرتے ہوئے نہ نکلو، یہ سن کر حضرت عمر ؓ مقام سرغ سے واپس لوٹے اور ملک شام میں داخل نہ ہوئے، جہاں وبا پھوٹی تھی۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۱۹)

(نواں باب)

کورنا وائرس

اور اس کا علاج

علاج ومعالجہ......اسلامی نقطۂ نظر

بیماری اور شفا خدا کے ہاتھ میں ہے

اطباء کے نزدیک جسم انسانی کا اپنی طبعی حالت سے نکل جانا مرض کہلاتا ہے، اور جسم کو اپنی اصلی حالت پر لوٹانا علاج کہلاتا ہے، اور جسم کو اپنی طبعی حالت پر قائم رکھنا حفظان صحت کہلاتا ہے۔(شرح النووی: ۷/ ۱۹۲) مرض وصحت اور بیماری وشفا کا پیدا کرنے والا اللہ تعالیٰ ہے، کائنات کا کوئی ذرہ اس کے حکم کے بغیر حرکت نہیں کرتا، جس طرح ساری کائنات میں خدا تعالیٰ ہی کا تصرف ہے، اسی طرح حضرت انسان اور تمام جانداروں میں بھی اسی کا تصرف ہے اور جس طرح کائنات میں مسلسل تغیر ہی تغیر ہے، کہیں ثبات نہیں ہے، اسی طرح حضرت انسان بھی مسلسل تغیر کا نشانہ بنتا رہتا ہے، دنیا میں انسان کے حالات ہمیشہ یکساں نہیں رہتے، وہ کبھی بیمار تو کبھی صحت مند، کبھی خوش حال تو کبھی تنگ دست رہتا ہے، احوال میں تبدیلی اللہ تعالیٰ ہی لاتے ہیں، سارے انسانوں کو تاحیات صحت مند رکھنا اللہ تعالیٰ کے لیے ناممکن نہیں ہے، خدا تعالیٰ کے پاس صحت وتندرستی کا ایسا خزانہ ہے کہ اگر سب کو زندگی بھر صحت عطا فرمائیں تو اس میں کسی قسم کی کمی نہ ہوگی؛ لیکن اللہ نے صحت وتندرستی کے ساتھ بیماری بھی رکھی ہے، اگر بیماری نہ ہوتی تو لوگوں کو نعمت صحت کی قدر وقیمت کا اندازہ نہ ہوتا اور بندے رب کا شکر بجا نہ لاتے، مختصر یہ کہ بیماری دینے والا بھی خالق کائنات ہے اور شفا بھی وہی عطا کرتا ہے۔

ہر بیماری کا علاج ہے

جس رب نے بیماریوں کو پیدا کیا ہے، اسی نے شفا کا بھی انتظام کیا ہے، حدیث شریف میں آیا ہے: ما أنزل الله داء ا الا أنزل له شفاء ا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۷۸) اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسی بیماری نہیں اتاری جس کے لیے شفا نہ اتاری ہو۔ حدیث شریف میں بیماری کے لیے اتارنے کی تعبیر بتاتی ہے کہ بیماریاں اللہ ہی کی طرف سے آتی ہیں، اسی طرح شفا کے لیے بھی اتارنے کی تعبیر استعمال کی گئی ہے، تا کہ بندوں کو پتہ چلے کہ علاج ومعالجہ کی مختلف شکلیں اور دوائیں بھی اللہ تعالیٰ ہی نازل کرتا ہے۔ حدیث میں نازل کرنے سے مراد مرض اور اس سے شفا کے اسباب پیدا کرنا ہے یا ایسے فرشتوں کا نازل کرنا ہے، جن کے سپرد مریض اور دوا کو کیا جاتا ہے۔ (عمدۃ القاری: ۱۴/ ۲۶۸) مسند احمد کی ایک اور حدیث ان الفاظ کے ساتھ آئی ہے: ان الله لم ینزل داء ا الا أنزل الله له شفاء ا علمه من علمه و جهله من جهله۔ (مسند احمد، حدیث نمبر: ۳۵۷۸) اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لیے شفا اتاری ہے، جاننے والا جانا اور نہ جاننے والا نہیں جانا۔ علامہ ابن قیمؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد: ''لكل داء دواء'' مریض اور طبیب دونوں کے لیے تقویت کا باعث ہے، اس میں علاج کے لیے ترغیب بھی ہے؛ اگر مریض کو یہ محسوس ہو کہ اس کا علاج ممکن ہے تو اس کے دل میں امید جاگے گی اور مایوسی دور ہوگی، اس سے وہ اپنے اندر نفسیاتی طور پر مرض پر غالب آنے والی توانائی محسوس کرے گا، اسی طرح جب ڈاکٹر اور طبیب کو پتہ چلے گا کہ اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کی دوا رکھی ہے تو تلاش وجستجو ممکن ہوگی۔ (الطب النبوی الابن القیم)

علاج شرعی حکم ہے

بیمار ہونے کی صورت میں علاج و معالجہ کا اہتمام کرنا جہاں فطرت انسانی ہے، وہیں حکم شرعی بھی ہے، چنانچہ اسامہ ابن شریکؓ فرماتے ہیں کہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھا کہ کچھ بدو آئے اور کہنے لگے کہ اے اللہ کے رسول! (جب ہم بیمار ہو جائیں تو) دوا دارو کریں یا نہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیوں نہیں بالکل کرو، اللہ کے بندو! علاج کیا کرو، اللہ نے ہر بیماری کے لیے دوا اتاری ہے سوائے ایک بیماری کے، انہوں نے دریافت کیا کہ وہ کونسی بیماری ہے؟ فرمایا: بڑھاپا۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۲۶۴) حضرت زکوان انصاریؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک مریض کی جسے زخم تھا عیادت کے لیے تشریف لے گئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے لوگوں سے فرمایا کہ فلاں قبیلہ کے طبیب کو بلاؤ، وہ آیا تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سوال کیا کہ دوا سے بھی کوئی فائدہ ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: سبحان اللہ! اللہ نے زمین میں کوئی مرض نہیں اتارا؛ مگر یہ کہ اس کے لیے شفا بھی رکھی ہے۔

علاج توکل کے منافی نہیں

خدا تعالیٰ پر توکل مؤمن بندوں کا بیش بہا سرمایہ ہے اور عقیدۂ تقدیر عین ایمان ہے، قرآن وسنت میں بار بار توکل کی تلقین کی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوا إِنْ كُنْتُمْ مُؤْمِنِين۔ (المائدہ: ۲۳) اگر تم مؤمن ہو تو اللہ ہی پر توکل کرو۔ نیز ارشاد ربانی ہے: وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهُ۔ (الطلاق: ۳) اور جو اللہ پر توکل کرتا ہے تو اس کے لیے اللہ کافی ہے۔ لیکن توکل کے معنی ترک اسباب کے نہیں ہیں؛ بلکہ اسباب اختیار

کر کے مسبب الاسباب پر بھروسہ کرنا توکل کہلاتا ہے۔ایک اعرابی اپنی سواری کو بے لگام چھوڑ کر دربار رسالت میں حاضر ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اسے باندھو پھر اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرو۔اسباب کو اختیار کرنا تقدیر اور توکل کے خلاف نہیں ہے؛ بلکہ خود اسباب بھی تقدیر ہی کا ایک حصہ ہیں، یہی وجہ ہے کہ جب نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے صحابہؓ نے بیماری کے موقع پر کی جانے والی دوا دارو اور تدبیر سے متعلق دریافت کیا کہ کیا یہ چیزیں تقدیر کو بدل دیتی ہیں؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ بھی اللہ کی تقدیر کا ایک حصہ ہیں۔(سنن ترمذی) اسی طرح حضرت عمرؓ کو ملک شام کے سفر کے دوران جب شام میں طاعون پھیلنے کی خبر پہونچی تو انہوں نے صحابہؓ سے مشورہ کے بعد واپس لوٹنا طے کیا تو حضرت ابوعبیدہؓ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین! کیا آپ اللہ کی تقدیر سے بھاگ رہے ہیں؟ اس پر حضرت عمرؓ نے فرمایا: ہاں میں اللہ کی ایک تقدیر سے دوسری تقدیر کی طرف جا رہا ہوں۔ملا علی قاریؒ فرماتے ہیں کہ علاج کے لیے دوا وغیرہ کے اسباب اختیار کرنا توکل کے خلاف نہیں ہے، جیسا کہ بھوک مٹانے کے لیے کھانا کھایا اور پیاس بجھانے کے لیے پانی پیا جاتا ہے۔امام حارث محاسبیؒ فرماتے ہیں کہ توکل کرنے والے کو چاہیے کہ سید المتوکلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اقتداء میں علاج کرائے۔(مرقاۃ المفاتیح:۸/۲۸۹)

صحت وتندرستی کی اہمیت

صحت وعافیت ایک ایسی نعمت ہے کہ جس کے بغیر آدمی دنیا کی کسی بھی نعمت سے لطف اندوز نہیں ہوسکتا۔صحت کے بغیر آدمی نہ کسی کی مدد کرسکتا ہے اور نہ ہی اپنی ضروریات کی تکمیل کرسکتا ہے، عبادات کی ادائیگی کے لیے بھی تندرستی ناگزیر ہے، اسی طرح جہاد وغیرہ اسلامی مہمات میں شرکت صحت کے بغیر ممکن نہیں، تندرستی کی اسی اہمیت کے پیش نظر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت مانگا کرتے تھے، چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دعاؤں میں اس دعا کا بھی ذکر ملتا ہے: **أللهم انی أسئلك العفو والعافية**۔ اے اللہ! میں آپ سے معافی اور عافیت مانگتا ہوں۔ اسی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم امت کو بھی اللہ تعالیٰ سے عافیت مانگنے کی تلقین فرماتے تھے، حضرت انسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کچھ بیمار لوگوں کے پاس سے گزرے تو فرمایا: کیا یہ لوگ اللہ تعالیٰ سے صحت وعافیت نہیں مانگتے تھے؟ (سلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ، حدیث نمبر: ۲۱۹۷)

طب نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں مختلف علاجوں کی رہنمائی

نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نگاہ میں علاج ومعالجہ اس قدر اہمیت کا حامل ہے، اس کا اندازہ اس بات سے کیا جاتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نہ صرف علاج کی تاکید فرمائی؛ بلکہ بہت سی بیماریوں میں مختلف علاجوں کی رہنمائی بھی فرمائی، مثلاً کلونجی کے بارے میں فرمایا: کالا دانہ ہر بیماری کی شفا ہے سوائے سانگ کے، حضرت عائشہؓ نے دریافت فرمایا کہ سانگ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: موت۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۸۷) اسی طرح ایک موقع پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے تین چیزوں میں شفا رکھی ہے (۱) شہد (۲) پچھنا لگانا (۳) داغنا؛ لیکن میں اپنی امت کو داغنے سے منع کرتا ہوں۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۸۰) نیز نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجاز کی ایک خاص قسم کی بخار کا علاج تجویز کرتے ہوئے فرمایا: بخار کی تیزی جہنم کی لپیٹ سے ہے، اسے پانی کے چھینٹے دے کر یا وضو کرکے یا غسل کرکے ٹھنڈا کیا کرو۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۰۲) ام قیس بنت محصنؓ سے روایت ہے کہ میں اپنے بیٹے کو لے کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئی (اس کے حلق میں تکلیف تھی) میں نے اس کا لٹکتا ہوا گلے کا کوا انگلی سے دبا کر اوپر کیا تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

فرمایا: تم اپنے بچوں کا علاج انگلی سے دبا کر کیوں کرتی ہو؟ اور بچے کو تکلیف کیوں دیتی ہو جب کہ تمہارے پاس عود ہندی موجود ہے، اس میں سات بیماریوں سے شفا ہے، ان میں ایک ذات الجنب بھی ہے اور حلق کی تکلیف میں اسے ناک میں ٹپکا دیا جاتا ہے۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۸۷۷)

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود علاج کروایا

علاج کیوں کر توکل کے منافی ہوسکتا ہے؟ جب کہ خود نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا اور اپنے گھر والوں کا علاج کروایا ہے، چنانچہ حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں کوئی بیمار پڑ جاتا تو ہنڈیا (تلبینہ کی) آگ پر چڑھی رہتی، حتی کہ معاملہ کسی ایک طرف لگ جاتا، یعنی وہ وفات پا جاتا یا شفا پا جاتا۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۶۹۰) نیز حضرت عائشہؓ کی ایک اور روایت ہے، جس میں وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گھر میں جب کسی کو بخار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حیس یعنی تلبینہ تیار کرنے کا حکم دیتے اور فرمایا کرتے تھے کہ اس سے غم زدہ انسان کے دل کو سہارا ملتا ہے اور یہ بیمار کے دل سے رنج کو اس طرح دور کرتا ہے، جس طرح کوئی عورت پانی کے ذریعہ اپنے چہرے کے میل کچیل کو دور کرتی ہے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۴۴۵) ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حجۃ الوداع کے سفر میں احرام کی حالت میں دردسر کی وجہ سے اس وقت پچھنے لگوائے، جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لحیٔ جمل نامی ایک چشمہ پر پہونچے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۰۰)

علاج ومعالجہ اور حضرات صحابہؓ

حضرات صحابہ کرامؓ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نقش قدم پر چلتے ہوئے بیماریوں میں

علاج کا اہتمام کرتے تھے،غزوۂ احد میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سر مبارک میں پتھر لگا تو آپ کا خود ٹوٹ گیا اور آپ کا چہرۂ مبارک زخمی ہو گیا،سامنے کے دانتوں میں سے ایک دانت ٹوٹ گیا،تو حضرت علیؓ ڈھال میں پانی بھر کر لاتے جاتے اور حضرت فاطمہؓ آپ کے زخم کو دھوتی جاتی تھیں،حضرت فاطمہؓ نے دیکھا کہ پانی سے خون مزید بہتا جا رہا ہے تو انہوں نے ٹاٹ کا ٹکڑا جلا کر اسے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زخم پر چپکا دیا،چنانچہ اسی وقت خون بہنا بند ہو گیا۔(صحیح بخاری،حدیث نمبر:۵۷۲۲) حضرت نبیہ ابن وہب سے مروی ہے کہ عمر ابن عبداللہ ابن معمر کی آنکھیں خراب ہو گئیں تو انہوں نے ابان ابن عثمان سے پوچھا کہ کیا کیا جائے؟ سفیان کہتے ہیں کہ یہ ان دنوں امیر حج تھے،انہوں نے جواب دیا کہ ایلوے کا لیپ کر لیں،بے شک میں نے سیدنا عثمانؓ سے سنا تھا،وہ یہ بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بیان کرتے تھے۔(صحیح مسلم،حدیث نمبر:۱۲۰۴) فاطمہ بنت منذر سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ سیدہ اسماء بنت ابوبکرؓ کے پاس جب کوئی بخار میں مبتلا عورت لائی جاتی تو وہ پانی منگوا کر اس کے گریبان میں ڈالتیں اور کہتیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہمیں بخار کو پانی سے ٹھنڈا کرنے کا حکم دیا ہے۔

بیماری میں پرہیز کی تاکید

اسوۂ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں جہاں بیماریوں میں علاج کی رہنمائی ملتی ہے،وہیں بیمار کو پرہیز کرانے کا نمونہ بھی ملتا ہے،چنانچہ ام منذر سلمہ بنت قیس انصاریہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے پاس تشریف لائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ حضرت علیؓ بھی تھے،جو بیماری سے اٹھے تھے اور کمزور تھے،ہمارے ہاں کھجوروں کے خوشے لٹک رہے تھے،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اٹھے اور ان کو کھانے لگے،حضرت علیؓ بھی کھانے کے لیے اٹھے تو

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ رک جاؤ، تم ابھی کمزور ہو، چانچہ حضرت علیؓ کھجور کھانے سے رکے رہے، ام منذر کہتی ہیں کہ پھر میں نے جَو اور چقندر پکائے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں پیش کئے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علی! کھاؤ، یہ تمہارے لیے مفید ہے۔ (ترمذی شریف، حدیث نمبر: ۲۰۳۷) صہیب ابن سنان رومیؓ سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے روٹی اور کھجوریں تھیں، نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آیئے تناول کیجیے، میں نے کھجوریں کھانا شروع کر دیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم کھجوریں کھا رہے ہو؟ حالاں کہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے، میں نے کہا: میں دوسری طرف سے چبا رہا ہوں، یہ سن کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا دیئے۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۳۴۴۳)

بیمار کے لیے عبادت میں تخفیف

دین اسلام میں صحت وتندرستی کی اس قدر اہمیت ہے کہ آدمی اگر بیمار ہو جائے تو اس کے لیے عبادات میں تخفیف رکھی گئی ہے، تا کہ بیمار کو آرام ملے اور وہ جلد صحت یاب ہو سکے، بیمار اگر کھڑے ہو کر نماز نہ پڑھ سکتا ہو تو اس کے لیے بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہے، رمضان المبارک میں بیماروں کے لیے روزہ نہ رکھنے اور بعد میں قضاء کی گنجائش رکھی گئی ہے، اسی طرح دوران حج اگر محرم کے سر میں جوئیں بہت زیادہ ہو جائیں یا سر میں زخم ہو جائے تو اس کے لیے بال کٹوا لینے کی اجازت ہے، نیز بیمار کے لیے پانی کا استعمال مضر ہو تو تیمم کی اجازت ہے۔

صحت ایک امانت

صحت اللہ تعالیٰ کی امانت ہے، جس کی حفاظت کی ذمہ داری انسان پر ڈالی گئی ہے،

یہی وجہ ہے کہ کسی کے لیے صحت کو نقصان پہونچانے والی چیزوں کا استعمال جائز نہیں ہے، قرآن مجید میں خودکشی سے منع کیا گیا ہے، ارشاد ربانی ہے: ولا تقتلوا أنفسكم ۔ (النساء: ۲۹) اپنی جانوں کو ہلاک مت کیا کرو۔ نیز دوسری جگہ ارشاد ہے: وَلَا تُلْقُوا بِأَيْدِيكُمْ إِلَى التَّهْلُكَةِ ۔ (البقرۃ: ۱۹۵) اور خود کو ہلاکت میں مت ڈالو۔ خودکشی کی ممانعت کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ یہ اللہ کی امانت میں خیانت ہے، احادیث شریفہ میں بھی خودکشی کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس شخص نے زہر پی کر خود کو ہلاک کیا، قیامت کے دن اس کا زہر اس کے ہاتھ میں ہوگا، جسے وہ جہنم کی آگ میں ہمیشہ پیتا رہے گا۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۸۷۲) حتی کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نفل عبادات میں خود کو زیادہ مشقت میں ڈالنے والے صحابہ کو تنبیہ فرمائی کہ ان کا یہ عمل صحت کے لیے بار کا سبب تھا۔ حضرت عبداللہ ابن عمرؓ سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم پر تمہارے نفس کا بھی حق ہے اور تم پر تمہاری آنکھ کا بھی حق ہے۔ (بخاری ومسلم)

علاج کی دو اقسام

گزشتہ سطور میں صحت کی قدر وقیمت اور علاج کی ضرورت واہمیت پر تفصیلی روشنی ڈالی گئی، جس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ امراض کی صورت میں علاج کی تدبیر اختیار کرنا خدا ورسول کا حکم ہے، جہاں تک علاج کا تعلق ہے تو اس کی دو بنیادی اقسام ہیں: (۱) جسمانی وظاہری علاج (۲) روحانی علاج۔

جسمانی وظاہری علاج سے مراد کسی بھی مرض کے ازالہ یا اس سے تحفظ کے لیے مطلوبہ اسباب وادویہ اور احتیاطی تدابیر اختیار کرنا ہے اور روحانی علاج سے وہ دعائیں اور اعمال مراد ہیں، جو بیماریوں سے تحفظ اور ان سے شفا حاصل ہونے میں مؤثر ہیں۔ ایک

مؤمن بیماریوں سے بچنے اور ان سے شفا پانے کے لیے جہاں ظاہری علاج کا سہارا لیتا ہے، وہیں روحانی علاج سے بھی بھرپور استفادہ کرتا ہے۔ آئندہ سطور میں ان دونوں اقسام کے علاجوں پر تفصیلی گفتگو کی جائے گی، آیئے پہلے ظاہری علاج سے گفتگو کا آغاز کرتے ہیں۔

امراض سے مقابلہ کے دو طریقے

کسی بھی مرض سے مقابلہ کے دو طریقے ہوتے ہیں: ایک یہ امراض لاحق ہونے سے قبل ہی ان سے بچاؤ کی ایسی تدابیر اختیار کی جائیں کہ امراض لاحق ہی نہ ہوں۔ دوسرا یہ کہ امراض لاحق ہونے کے بعد ان کے ازالہ اور ان سے شفا حاصل کرنے کی کوشش کی جائے۔ دین اسلام میں ان دونوں طریقوں کی رہنمائی کی گئی ہے۔

مرض لاحق سے ہونے سے پہلے بچاؤ اور حفاظت

امراض چاہے متعدی ہوں یا غیر متعدی، وبائی ہوں یا عام بیماریاں سب کے لیے بہتر شکل یہ ہے کہ ان کے آنے سے قبل ہی ان سے تحفظ کی تدابیر اختیار کی جائیں، اس سلسلہ میں شریعت اسلامی نے نہایت قیمتی ہدایات دی ہیں، اسلام طرز معاشرت، رہن سہن، بود وباش اور کھانے پینے سے متعلق ایسی زرین ہدایات دیتا ہے کہ جنہیں اپنا کر انسانی معاشرہ ہر قسم کی بیماریوں سے محفوظ رہ سکتا ہے۔

بیماریوں سے بچاؤ کے لیے خدا سے عافیت طلبی

سب سے پہلے اسلام اس بات کی تاکید کرتا ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ سے ہمیشہ عافیت اور بیماریوں سے تحفظ کی دعا کرتا رہے، نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمیشہ اللہ تعالیٰ سے عافیت طلب کیا کرتے تھے، آپ کی دعاؤں میں کثرت سے ایسی دعائیں ملتی ہیں، جن میں اللہ سے عافیت

طلب کی گئی ہے، نیز آپ ﷺ نے کچھ ایسی دعاؤں کی تلقین فرمائی ہے کہ جن کا اہتمام کرنے سے آدمی ہر قسم کے امراض و آفات سے محفوظ رہتا ہے، حضرت عثمان ابن عفان ؓ فرماتے ہیں: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ایسا کوئی شخص نہیں جو ہر روز صبح شام تین بار یہ دعا پڑھے اور اسے کوئی چیز نقصان پہونچائے، وہ دعا یہ ہے: **بسم اللہ لا یضر مع اسمہ شیی فی الأرض ولا فی السماء وھو السمیع العلیم۔** میں اس اللہ کے نام کے ذریعہ پناہ مانگتا ہوں، جس کی برکت سے کوئی چیز نقصان نہیں پہونچا سکتی، اس قسم کی متعدد دعائیں ہیں، جو آگے روحانی علاج کے ذیل میں درج کی جارہی ہیں، ہر مسلمان کو ان کا اہتمام کرنا چاہیے، دعاؤں کے علاوہ آپ ﷺ نے بعض ایسی چیزوں کے استعمال کی بھی تاکید فرمائی، جن سے آدمی امراض سے محفوظ رہتا ہے، مثلاً حضرت سعد ابن ابی وقاص ؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: جو آدمی صبح کے وقت (مدینہ منورہ کی) سات عدد کھجور کھائے گا تو اس آدمی کو اس دن کوئی زہر نقصان نہیں پہونچائے گا۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۰۴۷)

کھانے پینے کے اصول

بیماریوں سے تحفظ میں نظام طعام کا بڑا دخل ہوتا ہے، بیشتر بیماریاں کھانے پینے کی بے احتیاطیوں سے آتی ہیں، شریعت اسلامی میں اول تو کھانے پینے میں حلال وحرام کی تفصیلات ہیں، سارے جانور حلال نہیں کئے گئے؛ بلکہ اصول مقرر کیا گیا کہ پاکیزہ چیزیں حلال ہیں اور ناپاک حرام۔ (الاعراف: ۱۵۷) جتنے جانور شریعت میں حلال ہیں، وہ پاک ہیں، اور ان میں صحت انسانی کے لیے کسی قسم کا نقصان نہیں ہے، اس کے برخلاف جن جانوروں کو شریعت میں حرام ٹھہرایا گیا ہے، وہ ناپاک اور صحت انسانی کے لیے نقصان کا

باعث ہیں، مردہ ناپاک اور حرام ہے، اسی طرح خنزیر حرام ہے نیز تمام درندے حرام ہیں، موجودہ میڈیکل سائنس نے حرام جانوروں میں پائے جانے والے نقصانات کو اپنے ریسرچ کی روشنی میں خوب اجاگر کیا ہے، اللہ تعالیٰ حضرت انسان کے خالق ہیں، وہ بہتر جانتے ہیں کہ انسان کے لیے کیا چیز مفید ہے اور کیا مضر؟ جب انسان حلال وحرام کے فرق کو ختم کر کے ہر چیز سے پیٹ کا جہنم بھرنے لگتا ہے تو مختلف امراض کا شکار ہو جاتا ہے، چین کے جس شہر سے کورونا وبا شروع ہوئی، وہاں سانپ، چمگاڈر، کتے، بلی وغیرہ ہر قسم کے جانور استعمال کئے جاتے تھے، جس کا نتیجہ یوں ظاہر ہوا کہ ان جانوروں سے وائرس انسانوں میں منتقل ہوا اور پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے لیا، امراض سے تحفظ کے لیے حلال وحرام کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، ماکولات میں بھی اور مشروبات میں بھی۔ شراب کو اللہ نے حرام ٹھہرایا ہے، وہ صحت انسانی کے لیے انتہائی تباہ کن ہے، انسانی صحت پر شراب اور منشیات کے کس قدر منفی اثرات پڑتے ہیں، اس کی وضاحت کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔

اسی طرح حلال چیزیں کھانے میں بھی اسلام نے اصول مقرر کئے، جن کا لحاظ رکھنا صحت انسانی کے لیے نہ صرف مفید ہے؛ بلکہ بیماریوں سے بچاؤ کے لیے بے حد معاون ہے، اطباء کا ماننا ہے کہ بیشتر بیماریوں کی جڑ معدہ کا بگاڑ ہے، معدہ کا بگاڑ اور سدھار کھانے پر موقوف ہے، اس سلسلہ میں قرآن مجید نے بنیادی ہدایت دیتے ہوئے فرمایا: **وَكُلُوا وَاشْرَبُوا وَلَا تُسْرِفُوا**۔ (الاعراف: ۳۱) کھاؤ اور پیو اور اسراف نہ کرو۔ حد اعتدال سے نکلنا اسراف کہلاتا ہے، کھانے میں بے اعتدالی بیماریوں کو دعوت دینا ہے، احادیث میں تاکید کی گئی کہ بھوک لگنے پر کھانا کھایا جائے اور کچھ بھوک باقی رکھ کر کھانے سے ہاتھ اٹھالیا جائے، بسیار خوری صحت کے لیے انتہائی مضر ہے، اسی طرح مرغن غذاؤں کا مسلسل استعمال

بھی امراض کی راہ ہموار کرتا ہے، جو شخص پیشگی امراض سے محفوظ رہنا چاہے، اسے کھانے میں اعتدال کی راہ اپنانا چاہیے اور زیادہ کھانے سے پرہیز کرنا چاہیے، اسی طرح اسلام میں برتن میں پھونک مارنے سے منع کیا گیا کہ کہیں جراثیم داخل نہ ہو جائیں۔ یہ اور اس قسم کی دیگر شرعی ہدایات امراض سے بچاؤ میں کلیدی رول ادا کرتی ہیں۔

پاکی صفائی کا اہتمام

امراض سے پیشگی تحفظ اور وبائی امراض سے بچاؤ کے لیے پاکی وصفائی کا التزام نہایت ضروری ہے، کورونا وبا سے بچاؤ کے لیے اس وقت ڈاکٹرز اور عالمی ادارہ صحت کی جانب سے جو احتیاطی تدابیر جاری کی جارہی ہیں، ان میں سے زیادہ تر کا تعلق صفائی وستھرائی سے ہے، ڈاکٹروں کی جانب سے بار بار عوام کو تاکید کی جارہی ہے کہ وہ کثرت سے اپنے ہاتھوں کو دھوتے رہیں بالخصوص کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد، کھانسی آنے اور چھینک آنے کے بعد، کسی مریض سے ملنے اور اس کی خدمت سے پہلے اور بعد، باتھ روم جانے کے بعد، بچوں کے پیمپر ز بدلنے کے بعد، اسی طرح جانوروں کو چھونے اور کوڑے دان کو چھونے کے بعد وغیرہ۔

اسلام خدا کا واحد دین ہے، جس میں پاکی اور صفائی وستھرائی پر سب سے زیادہ زور دیا گیا ہے، حتی کہ طہارت کو نصف ایمان قرار دیا گیا۔ (صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۳) نیز اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان بندوں سے محبت کا اظہار فرمایا جو پاک رہتے ہیں اور ان لوگوں کی تعریف فرمائی جو طہارت کا خوب اہتمام کرتے ہیں، ارشاد ربانی ہے **فِيهِ رِجَالٌ يُحِبُّونَ أَنْ يَتَطَهَّرُوا وَاللَّهُ يُحِبُّ الْمُطَّهِّرِين**۔ (التوبہ: ۱۰۸) اس میں ایسے لوگ ہیں: جو پاک رہنا پسند کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ پاک رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔ یہ آیت قبا

والوں کے تعلق سے نازل ہوئی ہے، جو طہارت کا زیادہ اہتمام کیا کرتے تھے۔آج جب کہ انسانیت کورونا کی لپیٹ میں ہے، ہر مذہب کے پیروکار چیخ چیخ کر بار بار ہاتھ دھونے کی تلقین کررہے ہیں، دین اسلام نے چودہ سو سال قبل ہی اس کی تاکید فرمائی تھی، اسلام میں نماز ایک مہتم بالشان عبادت ہے، جس کے لیے وضو ضروری ہے، وضو میں دونوں ہاتھوں کو اہتمام سے دھونے کا حکم ہے اور نماز کے تعلق سے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ وہ بغیر وضو کے درست نہیں ہے۔(صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۳۲)اس وقت دونوں ہاتھوں کو اچھی طرح دھونے کی تاکید کی جارہی ہے، جب کہ اسلام نے وضو کے دوران انگلیوں کے درمیان خلال کرنے کا حکم دیا ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: "وخلل بين الأصابع"۔(ترمذی شریف، حدیث نمبر: ۷۸۸)اور وضو میں انگلیوں کے درمیان خلال کرو۔ ہاتھوں کو دھونے کی تاکید صرف وضو ہی میں نہیں ہے؛ بلکہ جب آدمی سوکر اٹھے تو اس وقت بھی ہاتھوں کو دھونے کا حکم دیا گیا ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: تم میں سے جب کوئی نیند سے بیدار ہو جائے تو ہاتھ کو وضو کے برتن میں داخل کرنے سے پہلے دھولے۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر ۱۶۲)

نماز کی درستگی کے لیے آدمی کے کپڑوں کا پاک ہونا بھی ضروری ہے، کپڑوں کو نجاست لگنے کی صورت میں نماز درست نہیں ہوتی، قرآن پاک میں کپڑوں کو پاک رکھنے کی تاکید کرتے ہوئے فرمایا گیا: وثيابك فطهر۔ (المدثر: ۴)اور اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے، نیز نماز کی درستگی کے لیے اس جگہ کا پاک ہونا بھی ضروری ہے، جہاں نماز پڑھی جا رہی ہو۔

اسلام کے نظام طہارت کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ حیض کی حالت میں عورتوں سے جماع نہ کیا جائے، ارشاد ربانی ہے: وَيَسْأَلُونَكَ عَنِ الْمَحِيضِ قُلْ هُوَ أَذًى

فَاعۡتَزِلُوا النِّسَاءَ فِي الۡمَحِيضِ۔ (البقرۃ: ۲۲۲) آپ سے حیض کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجیے کہ وہ گندگی ہے، حالت حیض میں عورتوں سے الگ رہو۔ اسی طرح اسلام میں غسل کی تاکید ہے، جمعہ کے لیے، عیدین کے موقع پر، حیض ونفاس سے پاکی کے بعد، اسی طرح ناپاک ہونے اور جماع کے بعد غسل کا تاکیدی حکم ہے۔ ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے: جب جمعہ کا دن آئے تو ضرور غسل کرو۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۸۷۷) اسی طرح کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھونے کی تاکید ہے نیز عمومی صفائی کے لیے نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صفائی سے تعلق رکھنے والی دس ہدایات دیں، جنہیں خصال فطرت کہا جاتا ہے، چنانچہ ابن ماجہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: دس چیزیں فطرت سے ہیں (یعنی انبیاء کی سنت ہیں) (۱) مونچھیں کتروانا (۲) ناخن کاٹنا (۳) انگلیوں کے پوروں اور جوڑوں کو دھونا (۴) ڈاڑھی رکھنا (۵) مسواک کرنا (۶) ناک میں پانی ڈالنا (۷) بغل کے بال اکھیڑنا (۸) زیرناف کے بال صاف کرنا (۹) اور استنجاء کرنا، مصعب ابن شیبہ کہتے ہیں کہ دسویں بات بھول گیا، شاید کہ وہ کلی کرنا ہو۔ (سنن ابن ماجہ، حدیث نمبر: ۲۹۳) یہ ساری باتیں جو حدیث بالا میں مذکور ہیں، نظافت اور صفائی سے تعلق رکھتی ہیں، جو آدمی کو ہر قسم کے وبائی وغیر وبائی امراض سے بچانے میں مؤثر کردار ادا کرتی ہیں، علاوہ ازیں نبیٔ رحمت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عمومی صفائی وستھرائی کی بھی بڑی تاکید فرمائی ہے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھروں کو صاف رکھنے کا حکم دیتے ہوئے فرمایا: **نظفوا افنیتکم**۔ (ترمذی، حدیث نمبر: ۲۷۹۹) اپنے صحنوں کو صاف ستھرا رکھا کرو۔

شکاگو کے مین چوک نصب بورڈ

گزشتہ دنوں پاکستانی اخبارات میں ایک خبر پڑھ کر حیرت ہوئی، خبر کے مطابق شکاگو

میں ایک بڑے چوک پر ہسپتال کے سامنے ایک بہت بڑا ہل بورڈ نصب کیا گیا ہے، جس پر لکھا ہے کہ کورونا سے بچنے کے لیے جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات پر عمل کریں، اس سے بیماریوں سے نجات مل جائے گی۔ یہ بورڈ لکھنے والے مسلمان نہیں ہیں؛ بلکہ غیر مسلم امریکی انتظامیہ ہے، جس نے بڑے مطالعہ کے بعد اس چیز پر اتفاق کیا ہے کہ اگر کورونا سے بچا جا سکتا ہے تو وہ تعلیمات نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمل کرنے سے بچا جا سکتا ہے، اس میں جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خراج تحسین پیش کرنے کے ساتھ تین بنیادی نکات کی طرف اشارہ کیا گیا ہے: (۱) نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم فرمایا ہے کہ اپنے ہاتھوں کو دھوئیں۔ آج دنیا اس بات پر متفق ہے اور دنیا بھر کے طبی ماہرین یہ کہہ رہے ہیں کہ اگر کورونا سے بچنا ہے تو ہاتھوں کو ضرور دھونا پڑے گا۔ (۲) دوسرا اہم نکتہ بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ جس علاقہ میں یہ وبا پھیلی ہے، اس علاقہ سے دوسرے علاقوں کی طرف نہ جائیں تا کہ صحت مند لوگ بیمار لوگوں کی وجہ سے بیمار نہ ہو جائیں۔ (۳) تیسرا اہم نکتہ یہ بیان کیا گیا ہے کہ جس علاقہ میں یہ وبا پھیلی ہے، اس علاقہ کا سفر نہ کریں اور متأثرہ علاقہ سے دور رہیں۔

دورِ حاضر میں امراض سے بچاؤ کے دو طریقے

(۱) ویکسین کا استعمال: فی زمانہ مرض سے پیشگی بچاؤ کے دو طریقے رائج ہیں: (۱) ویکسین (Waccine) جسے استعمال کر کے آدمی مختلف بیماریوں اور وائرس سے محفوظ رہتا ہے، کسی بھی وبائی مرض سے قبل از وقت حفاظت کا یہ سب سے بہترین طریقہ ہے؛ لیکن جب کبھی کوئی نیا وبائی مرض یا وائرس انسانوں پر حملہ آور ہوتا ہے تو اس کی ویکسین کی تیاری فوری ممکن نہیں ہوتی؛ بلکہ اس کے لیے کئی ماہ درکار ہوتے ہیں، حالیہ کورونا وبا جسے کووڈ ۱۹ کا نام دیا گیا ہے، ایک نئی وبا ہے، جس کی ویکسین موجود نہیں، سائنس دانوں کا کہنا ہے کہ اس کی تیاری

اور لوگوں تک رسائی میں ایک سال کا عرصہ درکار ہے، کورونا دراصل وائرس کی فیملی ہے، جس کی مختلف شاخیں ہیں، اس سے قبل سارس اور مرس کی شکل میں جن وائرسوں نے بالترتیب ۲۰۰۳ء اور ۲۰۱۲ء میں انسانوں پر حملہ کیا تھا، ان کا تعلق بھی کورونا فیملی ہی سے تھا، اس وقت بھی ویکسین تیار ہوتے ہوتے ہزاروں لوگ ہلاک ہو چکے تھے۔ کووڈ ۱۹ کی حالیہ وبا کی ویکسین کے لیے دنیا بھر کے سائنس دان شبانہ روز کوششوں میں لگے ہوئے ہیں؛ لیکن اس کے لوگوں تک پہونچنے کے لیے کئی ماہ درکار ہیں، اس لیے اس وقت ویکسین کا استعمال تو ممکن نہیں، اس موضوع کو آگے بڑھانے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ویکسین کی تیاری کے لیے دنیا بھر میں ہو رہی پیش رفت پر کچھ روشنی ڈالی جائے۔

ویکسین کی تیاری کے لیے دنیا بھر میں ہو رہی کوششیں

برطانوی خبر رساں ادارے کے مطابق برطانیہ میں کورونا وائرس کے نئے علاج کے تجربات کا آغاز کیا گیا ہے، دوا میں ''انٹر فیرون'' نامی پروٹین کا استعمال کیا جا رہا ہے، دوا ''انٹر فیروم بیٹا'' پروٹین کی خصوصی ساخت کو سانس کے ذریعہ پھیپھڑوں میں پہونچاتی ہے، برطانوی میڈیا کے مطابق ''انٹر فیرون بیٹا'' کو سانس میں پہونچانے کا مقصد وائرس کے خلاف قوت مدافعت کو مضبوط کرنا ہے، انسان کا جسم وائرس کو ختم کرنے کے لیے انٹر فیرون پروٹین پیدا کرتا ہے، برطانوی خبر رساں ادارے کے مطابق کورونا وائرس قوت مدافعت کو ختم کرنے کے لیے ''انٹر فیرون بیٹا'' کی پیداوار کو روک دیتا ہے، برطانیہ کے دس ہسپتالوں میں کورونا کے ۵۷ مریضوں پر دوا کا تجربہ کیا جائے گا، دوا کے تجربات کے نتائج جون تک سامنے آئیں گے۔

دنیا بھر میں کورونا وائرس کے ۱۰۰ سے زائد مختلف علاجوں کی دریافت کرنے کے

لیے کام ہورہا ہے۔ بی بی سی کے مطابق: ایبولہ وائرس کے علاج میں استعمال ہونے والی دوا ''ریمڈیسیور'' کورونا کے علاج میں اب تک مقبول ہے۔ امریکہ نے اس سے قبل ''ریمڈیسیور'' دوا کے استعمال کی منظوری دی تھی۔ (روزنامہ دنیا: ۴رمئی۲۰۲۰ء)

آکسفورڈ انسٹیٹیوٹ بھی پروفیسر ہِل کی نگرانی میں کوروناوائرس کی دوا کے لیے سرگرم ہے، خبروں کے مطابق یہ انسٹیٹیوٹ کوروناوائرس کے خلاف اپنی کوشش میں ایک ایسی ٹکنالوجی استعمال کرتا ہے، جس کی بنیاد کسی وائرس کے جینیاتی کوڈ کو تبدیل کرنے پر ہوتی ہے، ایک عام ویکسین میں امیون سسٹم کو متحرک کرنے کے لیے عام طور پر اسی وائرس کا ایک کمزور ورژن استعمال کیا جاتا ہے؛ مگر اس انسٹیٹیوٹ میں جو ٹکنالوجی استعمال کی جارہی ہے، اس میں پہلے ایک مختلف وائرس کے اثرات کو نیوٹرلائیز کرنے کے لیے تبدیل کیا جاتا ہے اور پھر اس وائرس کی نقل تیار کی جاتی ہے، جسے روکنا مقصود ہوتا ہے یعنی موجودہ کیس میں جو وائرس کووڈ ۱۹ کے پھیلاؤ کی وجہ بنا ہے، جب اس وائرس کے کمزور ورژن کو انجکشن کے ذریعہ جسم میں داخل کیا جاتا ہے تو وہ ہمارے امیون سسٹم کو مطلوبہ وائرس کے خلاف لڑا کر اسے ختم کردیتا ہے اور اس طرح جسم کو تحفظ فراہم کرتا ہے، پروفیسر ہِل نے اسی ٹکنالوجی کی مدد سے کئی عشروں تک کام کرتے ہوئے چمپینزی کے نظام تنفس میں پائے جانے والے وائرس کو ختم کرنے کی کوشش کی ہے، دوسرے سائنس دان یورپ اور ایشاء کی نصف درجن کمپنیوں کے ساتھ مل کر اس پراجکٹ پر کام کررہے ہیں تاکہ اگر اس ویکسین کی منظوری مل جاتی ہے تو جس قدر جلد ممکن ہو اس ویکسین کی اربوں ڈوزیز تیار کی جاسکیں۔ (روزنامہ دنیا: ۳رمئی۲۰۲۰ء)

آسکفورڈ یونیورسٹی کے ایک انسٹیٹیوٹ کے سائنس داں بھی اس حوالہ سے کافی پیش

رفت کر چکے ہیں، وہ اپنے پچھلے ٹرائیلز میں یہ ثابت کر چکے تھے کہ ایک سال پہلے والے کورونا وائرس میں ایسی ہی ویکسین انسانوں کو کوئی نقصان نہیں پہونچائی، اگلے ماہ تک وہ ایک نئی کورونا ویکسین کا چھ ہزار لوگوں پر ٹرائیل کر چکے ہوں گے اور انہیں امید ہے کہ وہ یہ ثابت کر سکیں گے کہ ان کی تیار کردہ ویکسین نہ صرف محفوظ ہے؛ بلکہ بیماری کے خلاف مؤثر بھی ہے، آسکفورڈ یورنیورسٹی کے سائنس داں کہتے ہیں کہ اگر یہ ویکسین مؤثر ثابت ہوگئی اور اگر ریگولیٹرز نے ایمرجنسی میں اس کی منظوری بھی دے دی تو اس دوڑ میں شریک دوسرے اداروں کے مقابلہ میں ہماری ویکسین کی کئی ملین ڈوزیز ستمبر تک دستیاب ہو جائیں گی۔ امریکہ میں نیشنل انسٹیٹیوٹ آف ہیلتھ کے سائنس دانوں نے گزشتہ ماہ آسکفورڈ یونیورسٹی کی تیار کردہ ویکسین کی سنگل ڈوز آزمائشی طور پر چھ بندروں کو لگائی تھی، یہ ٹسٹ کرنے والے ریسرچر نے بتایا کہ پھر کئی بندروں کو اس وائرس کی بھاری مقدار لگائی گئی جو کورونا وبا پھیلانے کا باعث بن رہا ہے، اس وائرس سے لیاب کے باقی تمام بندر بیمار پڑ گئے؛ مگر ۲۸ دن گزر جانے کے باوجود یہ چھ بندر صحت مند رہے، اس ریسرچر کے مطابق بندروں کی یہ قسم وہ ہے جسے انسانوں کے قریب ترین سمجھا جاتا ہے اور سائنس دان ان نتائج کا ابھی تجزیہ کر رہے ہیں۔ (روزنامہ دنیا: ۲رمئی ر۲۰۲۰ء)

کورونا سے نمٹنے ایٹی باڈی تیار کرنے کا اسرائیلی دعویٰ

اسرائیل کے وزیر دفاع نے کہا کہ ملک کے اصل بایولوجیکل ریسرچ انسٹیٹیوٹ کے سائنس دانوں نے کورونا وائرس سے نمٹنے اینٹی باڈی کی تیاری میں خاصی پیش رفت حاصل کر لی ہے، انہوں نے دعویٰ کیا کہ ریسرچ اسکالر نے ڈیولپمینٹ کے مرحلہ کو پار کر لیا ہے اور اب وہ اس کا پیٹینٹ کروانے اور بڑے پیمانہ پر تیاری کے مرحلہ میں آ گئے ہیں، بیان میں کہا

گیا ہے کہ اس اینٹی باڈی کی تیاری مکمل ہوگئی ہے۔ (روز نامہ سیاست: ۶؍مئی؍۲۰۲۰ء)

رابین میکی نے کووڈ ۱۹ سے متعلق اپنے ایک مضمون میں (جس کا ترجمہ پاکستانی اخبار روز نامہ دنیا میں شائع ہوا ہے) ''کیا ہمیں ویکسین ملے گی'' کے ذیلی عنوان کے تحت لکھا ہے کہ چند روز قبل جریدہ ''نیچر'' میں شائع ہونے والی اطلاع کے مطابق دنیا بھر میں ویکسین کے ۷۸ منصوبے شروع ہو چکے ہیں، اس کے علاوہ ۳۷ کی ابتداء ہونے والی ہے، جاری منصوبوں میں درجۂ اول پر پہونچنے والوں میں ایک ویکسین پروگرام آکسفورڈ یونیورسٹی کا دو امریکی بایوٹکنالوجی کارپوریشن اور تین چینی سائنس دانوں کے ہیں، اس شاندار عمل سے امید پیدا ہوتی ہے کہ کووڈ ۱۹ کی ویکسین خاصے کم وقت میں تیار ہو جائے گی؛ البتہ ویکسین کو محفوظ اور مؤثر بنانے کے لیے بڑے پیمانہ پر تحقیق کی ضرورت ہوتی ہے۔ (بشکریہ دی گارڈین، ترجمہ رضوان عطا)

احتیاطی تدابیر

وبائی امراض سے قبل از حفاظت کا دوسرا طریقہ احتیاطی تدابیر اپنانے کا ہے، اس وقت چوں کہ ویکسین دستیاب نہیں ہے، اس لیے پوری دنیا احتیاطی تدابیر کے مراحل سے گزر رہی ہے، دنیا بھر میں ڈاکٹروں کی جانب سے تلقین کی جارہی ہے، احتیاطی تدابیر میں کچھ تو عمومی قسم کی ہیں اور کچھ کا تعلق وبائی مرض سے متأثرہ علاقہ سے ہے، کچھ اور تدابیر کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو مرض کا شکار ہیں اور بیشتر احتیاطی تدابیر کا تعلق ان لوگوں سے ہے جو مرض سے محفوظ ہیں، احتیاطی تدابیر کے تفصیلی موضوع کو چھیڑنے سے قبل مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کورونا وائرس سے متعلق کچھ ضروری معلومات درج کی جائیں تاکہ صحیح جانکاری، علاج اور احتیاطی تدابیر اپنانے میں معاون بن سکے۔ کورونا وائرس کے غیر معمولی پھیلاؤ کو دیکھتے

ہوئے لوگ ہر قسم کی باتیں شئیر کررہے ہیں، سوشیل میڈیا پر پھیلائی جانے والی باتوں کا حقائق سے دور کا بھی تعلق نہیں ہوتا، غلط انفارمیشن موجودہ دور کا ایک سنگین فتنہ ہے، مختلف ڈاکٹرز اور ماہرین کے کوروناوائرس سے متعلق جو مضامین میڈیا میں شائع ہوئے ہیں، ذیل میں ان کے اقتباسات پیش کئے جارہے ہیں:

کورونا وائرس (کووڈ ۱۹) سے متعلق چند ضروری معلومات

کووڈ ۱۹ کیسے حملہ آور ہوتا ہے؟

’’کورونا وائرس عام طور پر جسم میں ناک اور منھ کے ذریعہ داخل ہوتا ہے اور پھیپڑوں میں جگہ بنالیتا ہے اور ہوا کی نالیوں میں پناہ حاصل کرتے ہوئے متأثر کرتا ہے، نالیوں میں جگہ بنانے کے بعد یہ اپنے وائرس کو پھیلانا شروع کرتا ہے اور مدافعتی خلیات کو ختم کرنے لگتا ہے اور اس کے پیدا ہونے والے وائرس بھی ان خلیات پر حملہ آور ہونے لگتے ہیں، جب وائرس حملہ آور ہوتا ہے تو ایسی صورت میں مدافعتی نظام کمزور ہونے لگتا ہے اور ہوا کی نالی میں سوجن پیدا ہونے لگتی ہے، جس کے سبب سانس لینے میں تکلیف اور سوکھی کھانسی کی شکایت ہونے لگتی ہے، وائرس کے شدید حملہ کی صورت میں حرکیاتی خلیات تیزی سے منتشر ہونے لگتے ہیں، جس سے عارضۂ تنفس لاحق ہونے لگتا ہے اور اس کے سبب قوت دفاع کمزور ہوتے ہوئے جسم کو نقصان پہونچنے لگتا ہے، پھیپڑوں میں موجود ہوا کی نالیوں کے متأثر ہونے کی صورت میں سانس لینے میں دشواری اور مریض کے دیگر اعضائے رئیسہ پر حملہ کے سبب اسے عارضی آلۂ تنفس پر رکھنا پڑتا ہے‘‘۔ (روزنامہ سیاست: ۱۸/اپریل/۲۰۲۰ء)

کووڈ ۱۹ کی علامات

''چند افراد میں اس کی علامات ظاہر نہیں ہوتیں، زیادہ تر افراد میں علامات کی شدت کم ہوتی ہے اور وہ از خود ٹھیک ہو جاتے ہیں؛ البتہ ہر چھ میں سے ایک میں سنجیدہ مسائل پیدا ہوتے ہیں، مثلاً سانس لینے میں دشواری، عمر زیادہ ہونے یا ذیابطیس اور دل جیسے امراض ہونے سے علامات شدت آنے کا امکان بڑھ جاتا ہے۔

کووڈ ۱۹ کی عام علامات یہ ہیں:

بخار، تھکاوٹ، خشک کھانسی، بھوک نہ لگنا، جسم میں درد، تیز سانسیں اور بلغم۔ وائرس کا شکار ہونے کے بعد عام طور پر دو سے چودہ دنوں میں ظاہر ہوتی ہیں، اس مرض کی دیگر علامات میں گلہ خراب ہونا، سر درد، سردی لگنا، کپکپی، سونگھنے یا چکھنے کی حس کھو دینا، ناک بند ہونا، متلی یا قے اور اسہال شامل ہیں؛ اگر آپ میں ایسی علامات ظاہر ہوں تو خود کو آئیسولیٹ یا الگ کر لیں، اس کا مطلب یہ ہے کہ اہل خانہ سمیت تمام لوگوں سے ممکن حد تک دور رہیں، اپنے لیے ایک کمرہ مختص کر لیں اور اسی میں محدود ہو جائیں، کوشش کریں کہ آپ کا باتھ روم بھی الگ ہو، اگر آپ کی عمر زیادہ ہے یا آپ کو پہلے سے صحت کے مسائل کا سامنا ہے تو ڈاکٹر سے رابطہ کرنا اہم ہوگا۔

سنجیدہ علامات

اگر آپ کو درج ذیل علامات ظاہر ہوں تو فوراً ڈاکٹر سے رابطہ کریں یا ہسپتال جائیں: سانس لینے میں دشواری، مستقل درد سر یا سانس لینے میں دباؤ کا احساس، ہونٹوں یا سینے کا نیلا ہونا، اچانک ذہنی انتشار۔

حتمی طور پر لیبارٹری کے ٹیسٹ سے معلوم ہوسکتا ہے کہ علامات کا سبب کووڈ ۱۹ ہے یا نہیں؟ اس مرض سے ایسی علامات بھی ظاہر ہوتی ہیں جو عام نہیں، ان میں آنکھوں کا سرخ ہونا، آنکھوں کی سوجن، رنگت زرد پڑنا، کھانسی کے ساتھ خون آنا، بلڈ کلاٹ، جھٹکے لگنا، دل کے مسائل، گردوں اور جگر کو نقصان شامل ہیں، تحقیقات سے معلوم ہوا کہ ۶۰ فیصد افراد کو خشک کھانسی آتی ہے، تاہم بہت افراد کو بلغمی کھانسی آتی ہے۔

کووڈ میں سانسوں کی تیزی

سانسوں میں تیزی کو طب کی زبان میں Dyspnea کہتے ہیں، اس میں سینے میں جکڑن محسوس ہوتی ہے، سانس اکھڑتا ہے، پھیپھڑوں میں پوری طرح ہوا نہیں جاتی اور گہرا سانس لینے میں دشواری ہوتی ہے۔

کووڈ ۱۹......نزلہ، زکام اور الرجی میں فرق

ان تمام کی علامات ملتی جلتی ہیں، اس لیے ان میں تفریق کرنا آسان نہیں، تاہم چند امور غور طلب ہیں:

اگر آپ کو بخار ہے اور سانس لینے میں دشواری ہے اور اوپر بیان کی ہوئی علامات میں سے چند موجود ہیں تو ممکن ہے کہ آپ کو کووڈ ۱۹ ہو؛ اگر آپ کو صرف سانس لینے میں دشواری ہو تو ہوسکتا ہے یہ نزلہ ہو، الرجی میں عموماً بخار نہیں ہوتا؛ لیکن آنکھوں میں جلن یا کھجلی ہوسکتی ہے، اس کے علاوہ ناک بہہ سکتی ہے، اگر بخار نہ ہو اور آنکھوں میں سرخی ہو تو زکام کے سبب بھی ہوسکتا ہے''۔ (ماخذ: ''ویب ایم ڈی''، بحوالہ روزنامہ دنیا: ۳رمئی ر ۲۰۲۰ء)

مرض سے شفا کے لیے چھ ہفتے لگ سکتے ہیں

''اکثر کورونا وائرس کے مریض ہلکے اور متوسط درجہ کے حملہ کا شکار ہوتے ہیں، جن کا فیصد ۸۰ ـ ۸۵ تک ہے اور ۱۵ تا ۲۰ مریضوں میں شدید علامات پائی جاتی ہیں، ہلکے اور اوسط درجہ کے حملہ کے شکار مریضوں کو صحتیات ہونے کے لیے چھ ہفتے لگتے ہیں، جب کہ شدید حملوں کے شکار مریضوں کو کچھ ماہ لگ سکتے ہیں، جن مریضوں کو اعضاء شکنی، کھانسی، تھکان اور اختلاج کی کیفیت محسوس ہوتی ہے، انہیں دو ہفتوں کے بعد بخار اور دیگر امراض بھی ہو سکتے ہیں؛ اگر گھر میں خود کو سب سے علیحدہ رکھتے ہوئے آرام کرتے ہیں تو ایسی صورت میں صحتیاب ہو سکتے ہیں، اوسط درجہ کے شکار مریضوں کو چند دنوں کے لیے دواخانہ میں شریک کرنا پڑسکتا ہے، اور ضرورت پڑنے پر انہیں آکسیجن کی فراہمی ناگزیر ہوتی ہے، بعض مریضوں کو شدید بخار اور دست کی شکایات ہونے لگتی ہیں، جس کے سبب انہیں گلوکوز کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، بیشتر شدید مرض میں مبتلا مریضوں کو سانس لینے میں دشواری اور عارضۂ تنفس کے سبب بے چینی کا سامنا ہوتا ہے، جو کہ پھیپڑوں میں فلوایڈ جمع ہونے کے سبب ہوتا ہے اور ایسی صورت میں مریض کو عارضی آلۂ تنفس کی ضرورت محسوس ہوتی ہے، جو کہ دو ہفتوں تک برقرار رہنے کا امکان ہے، ضعیف مریضوں کی اگر یہ صورت حال ہوتی ہے اور وہ شدید حملوں کا شکار ہوتے ہیں، جو پہلے سے عارضۂ قلب میں مبتلا ہوں تو ان کے لیے حالات ناگہانی ثابت ہو سکتے ہیں؛ کیوں کہ ان کا نظام دفاع پہلے سے کمزور ہوسکتا ہے اور وہ Ards عارضۂ تنفس کے سبب پیدا ہونے والی شکایات کا مقابلہ کرنے کے متحمل نہیں ہوتے۔

عارضۂ تنفس کا شکار ہونے والے افراد کی اموات کی شرح ۳۰ یا ۴۰ فیصد ہے اور

عارضۂ تنفس کسی بھی وجہ سے ممکن ہے، اور وہ سابقہ ریکارڈ پر انحصار کرتا ہے، جو مریض مصنوعی آلۂ تنفس پر رکھے جانے کے بعد صحت مند ہوتے ہیں، ان میں بعد علاج وزن گرنے اور کمزوری کی شکایات پائی جاتی ہیں، جو بتدریج کم ہوتی جائیں گی، جن مـریضوں کے پھیپروں کی کارکردگی مصنوعی آلۂ تنفس پر بھی بہتر نہیں ہوتی، انہیں مابعد علاج بھی تنفس کے مسائل کا طویل مدت تک سامنا کرنا پڑ سکتا ہے۔

دواخانہ سے ڈسچارج کے اصول

☆ دواخانہ سے ڈسچارج سے قبل مریض کو اندرون ۲۴ گھنٹے دو مرتبہ کوروناوائرس کا معائنہ کرنا ہوتا ہے اور اگر دونوں وقت منفی پائے جائیں تو انہیں ڈسچارج کی اجازت دی جاتی ہے۔

☆ چین میں ڈسچارج کے لیے منفی معائنہ پائے جانے کے بعـد بھی تین یا پانچ یوم مریض کو دواخانہ ہی میں رکھا جاتا رہا ہے۔

☆ امریکہ میں cdc کی جانب سے مروجہ اصولوں کے مطـابق مریض کے منفی معائنہ کے بعد اسے ایک ہفتہ دواخانہ میں رکھا جا رہا ہے۔

☆ ہندوستان میں مریض کو منفی معائنہ کے بعد ڈسچارج کرتے ہوئے ۱۴ یوم کی شخصی قرنطینہ کی تاکید کی جارہی ہے۔

☆ مریض کو ڈسچارج کے لیے اس کے چلنے، پھرنے اور حرکت کرنے کے قابل ہونا ناگزیر ہے اور اسے آکسیجن کی ضرورت نہیں ہونی چاہیے''۔ (روزنامہ سیاست: ۱۸/اپریل/ ۲۰۲۰ء)

کورونا وائرس کن اعضاء پر حملہ آور ہوتا ہے؟

’’کورونا صرف پھیپڑوں پر ہی حملہ نہیں کرتا؛ بلکہ دیگر اعضائے رئیسہ پر بھی اثر انداز ہوتا ہے، یہ وائرس قلب، گردوں اور جگر کو بھی متأثر کرسکتا ہے، محققین اور ڈاکٹرز نے اس بات کی توثیق کی ہے کہ

گردہ

امریکہ اور ووہان میں ۱۴ سے ۳۰ فیصد ایسے مریض پائے گئے ہیں جنہیں آئی سی یو میں رکھنے کی ضرورت پیش آئی اور وہ کورونا وائرس سے متأثر تھے، یہ بات واضح نہیں ہوسکی کہ ان مریضوں کو کورونا وائرس کے سبب اس صورت حال کا سامنا رہا؛ لیکن کہا جارہا ہے کہ ان کے گردے ان خلیات سے شدید متأثر تھے۔

قلب

نیویارک اور ووہان میں ڈاکٹرز نے اس بات کو نوٹ کیا ہے کہ مریضوں کے قلب کی شریانوں میں سوجن، قلبی زخم اور دھڑکن میں تیزی کے سبب ان کے قلب پر حملہ ہوا ہے، مطالعہ کے مطابق چین میں ۴۰ فیصد مریضوں کو دھڑکن اور شریانوں میں سوجن کے علاوہ ۲۰ فیصد مریضوں کو قلبی زخم کی شکایت کا سامنا رہا ہے؛ لیکن اس کے باوجود یہ بات وثوق کے ساتھ نہیں کہی جاسکتی ہے کہ یہ کورونا وائرس کے سبب ہے۔

بلڈ کلاٹ

بعض مریضوں کو خون کے منجمد ہونے کی شکایات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے اور رگوں میں خون جمع ہوتے ہوئے پھیپڑوں تک پہونچ رہا ہے، مطالعہ کے مطابق چین میں ۸۱

مریضوں میں سے ۲۰ مریضوں کے جسم میں یہ تبدیلی دیکھی گئی ہے اور نیو یارک میں بھی اس کا مشاہدہ کیا جارہا ہے۔

سونگھنے اور چکھنے کی صلاحیت کا خاتمہ

کوروناوائرس سے متأثرہ مریضوں میں یہ علامات عام پائی جارہی ہیں اور ماہرین کا کہنا ہے کہ اس وائرس کے حملہ کے نتیجہ میں یہ ابتدائی علامات شمار کی جارہی ہیں، بعض معاملات میں ماہرین کا کہنا ہے کہ سونگھنے کی صلاحیت والی رگوں کے ذریعہ یہ وائرس حملہ آور ہوسکتا ہے اور یہ اعصابی نظام کو بھی متأثر کررہا ہے، جس کے سبب خون میں آکسیجن کی کمی اور توانائی کی کمی ریکارڈ کی جارہی ہے

آنکھ

آشوب چشم کو بھی ماہرین نے آنکھوں کے ذریعہ وائرس کے جسم میں داخل ہونے کی وجہ قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ چین میں ۳۸ مریضوں کو ابتدائی علامات کے طور پر آشوب چشم ریکارڈ کیا گیا ہے اور یہ علامت آنکھ کے ذریعہ کوروناوائرس کے ذریعہ جسم میں داخلہ کا ثبوت قرار دی گئی ہے۔

امراض شکم

چین میں کوروناوائرس سے متأثر ہونے والوں میں امراض شکم بالخصوص دست وقے کی شکایات پائی گئی ہیں اور آنتوں میں سوجن ریکارڈ کی گئی ہے۔

جگر

کوروناوائرس سے متأثرہ مریضوں کی خاصی تعداد میں شدید یرقان کی علامات پائی

گئی ہیں اور ڈاکٹرز کا کہنا ہے کہ اس کی بنیادی وجہ بھی کورونا وائرس ہی تصور کی جا رہی ہے''۔ روزنامہ سیاست: ۱۸/اپریل/ ۲۰۲۰ء)

Unicef کی رپورٹ

کورونا وائرس کا سائز ۴۰۰-۵۰۰ مائیکرو قطر ہے، اس وجہ سے یہ کسی بھی ماسک سے نہیں گزرتا، ہوا میں نہیں پھیلتا، کسی چیز پر رہتا ہے، اس کی زندگی بارہ گھنٹے ہے، صابون اور پانی سے یہ دھل جاتا ہے، کپڑے پر پڑے تو نو گھنٹے رہتا ہے، کپڑے دھونے یا دو گھنٹے دھوپ میں رکھنے سے یہ مر جاتا ہے، یہ دس منٹ تک ہاتھوں پر زندہ رہتا ہے۔ (کورونا وائرس ایک تجزیاتی مطالعہ)

کورونا وائرس......ایک انکشاف

''نیچر پبلیشنگ گروپ''، طبی میدان میں ایک میگزین شائع کرتا ہے، جس کا نام ''جنرل نیچر میڈیسن'' ہے، اس نے اپنے ایک حالیہ ریسرچ میں انکشاف کیا ہے کہ چینی سائنس دانوں نے کورونا کے جینون کا سیکونس تیار کیا اور اس کا ڈیٹا دیگر ملکوں کو بھیجا، امریکہ، آسٹریلیا اور برطانیہ کے سائنس دانوں نے اپنے تجزیہ کے بعد انکشاف کیا کہ کورونا وائرس کا اسپائیک پروٹین اس قدر چالاک ہے، یعنی دھوکہ دے کر انسانی خلیات کو جکڑتا ہے کہ انسانی خلیہ کو اپنا دوست باور کرواکر اس میں اپنی جگہ بنالیتا ہے، پھر وہاں کے انفارمیشن سسٹم پر قبضہ کر کے اپنی اطلاعات نشر کرتا ہے، جس سے جسم میں بیماری پھیلنا شروع ہو جاتی ہے۔ (روزنامہ دینا: ۲۷/مارچ/ ۲۰۲۰ء کالم امیر حمزہ)

کورونا وائرس کی بناوٹ...... پھیلاؤ بچاؤ

ڈاکٹر نادیہ بشیر صاحبہ اپنے ایک حالیہ مضمون میں کورونا وائرس کی بناوٹ پر روشنی

ڈالتے ہوئے لکھتی ہیں: ''کوروناوائرس کوئی زندہ جاندار نہیں؛ بلکہ ایک پروٹین مالیکیول ہے ،جس کی بیرونی تہہ پر چربی Liqid ہوتی ہے،اس پروٹین مالیکیول کو تقسیم ہونے کے لیے Host کی ضرورت ہوتی ہے،جس پر یہ مزید تقسیم ہوسکے،جیسا کہ میں نے بتایا کہ یہ زندہ نہیں ہے؛لہذا اسے مارا نہیں جاسکتا؛ بلکہ تحلیل یا تباہ کیا جاسکتا ہے،کیمیسٹری کے قانون کے مطابق ایک جیسی چیزیں ایک جیسی چیزوں کو تحلیل کرتی ہیں،کوروناوائرس (جو بیکٹریا کی طرح زندہ نہیں؛ بلکہ بے جان پروٹین ہے) اسے کسی بھی آرگنک سولونت سے تحلیل کیا جاسکتا ہے، الکحل ۶۵ فیصد اس مقصد کے لیے بہتر ہے،کوئی بھی صابون اور ۲۵ سے ۳۰ ڈگری سینٹی گریڈ تک گرم پانی کافی ہے:

(۱) گرم پانی،صابون یا الکحل سے کم از کم ۲۰ سیکنڈ تک ہاتھ دھونے سے کورونا Multi Ply ہونے کے بجائے ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہوجاتا ہے۔

(۲) کورونا نقصان کا عمل اس وقت شروع کرتا ہے، جب اسے Multi plication کے لیے سازگار ماحول میسر آتا ہے، جب کہ ٹوٹ پھوٹ کی صورت میں یہ فعال نہیں رہتا۔Multi Plication کے لیے اسے سازگار ماحول کی ضرورت ہوتی ہے، جیسا کہ ناک میں رطوبت اور لعاب دہن وغیرہ۔

(۳) پروٹین مالیکیول ہونے کی وجہ سے مختلف چیزوں پر اس کی عمران چیزوں کی ساخت پر منحصر ہوتی ہے۔

(۴) کوروناوائرس کی جسمانی ساخت کمزور ہوتی ہے،صرف اس کی بیرونی چربی کی تہہ اسے مضبوط بناتی ہے، چربی کی یہ تہہ ٹوٹ جائے تو کوروناوائرس کا وار مؤثر نہیں رہتا، اس لیے گرم پانی، صابون اور الکحل سے ہاتھ دھونے سے اس کی بیرونی تہہ ٹوٹ جاتی ہے اور

اسے Multi Ply ہونے کا موقع نہیں رہتا۔

(۵) فطری قانون کے مطابق حرارت چربی کو پگھلا دیتی ہے اور جب گرم پانی صابون یا الکحل ۶۵ فیصد استعمال کیا جائے تو اس کی چربی کی بیرونی تہہ ٹوٹ جاتی ہے۔

(۶) کپڑوں، لکڑی اور دھاتوں پر اس کی عمر تین گھنٹے سے ۷۲ گھنٹوں تک ہوتی ہے؛ لہذا ان چیزوں کو جھاڑنے یا ہلانے کی صورت میں کورونا وائرس ہوا میں پھیل جاتا ہے، جو آسانی سے ناک یا منہ کے ذریعہ جسم میں داخل ہوسکتا ہے۔

(۷) ٹھنڈا موسم اور اندھیرا کورونا کے لیے محفوظ پناہ گاہیں ہیں، اس لیے کوشش کیجیے کہ ائیر کنڈیشن نہ چلایا جائے اور گھر کی لائٹنیں آن رکھی جائیں۔

(۸) کپڑے دھونے کے لیے ۲۰ ڈگری سینٹی گریڈ سے اوپر گرم پانی استعمال کیا جائے، ٹھنڈے پانی سے اگر آپ کپڑے دھو رہے ہیں تو اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ کورونا وائرس کو Milti Ply ہونے کے لیے سازگار ماحول فراہم کر رہے ہیں۔

(۹) اگر آپ کے گھر میں کارپیٹ بچھی ہے تو اس پر پانی نہ گرنے دیجیے، Moisture کی موجودگی میں کورونا وائرس Multi Ply ہوتا رہتا ہے۔

(۱۰) تنگ جگہوں پر وائرس کی کنسنٹریشن زیادہ ہوتی ہے اور اسے Multi Ply ہونے کے زیادہ مواقع ہوتے ہیں؛ لہذا گھر کے اندر سونے کے لیے تنگ کمروں کے بجائے بڑی جگہ کا انتخاب کیجیے۔

(۱۱) کسی بھی سطح کو چھونے کے بعد مثلاً گاڑی کا دروازہ، گھر کا دروازہ یا کوئی اور چیز اپنے ہاتھوں کو فوری طور پر دھو لیجیے''۔ (مضمون ڈاکٹر نادیہ بشیر صاحبہ)

بڑی عمر کے افراد کو زیادہ خطرہ

سنٹر فار ڈیزیز کنٹرول اینڈ پروینشن (سی ڈی سی) کے مطابق مارچ ۲۰۲۰/ء کے وسط تک کووڈ ۱۹ کے بیشتر کیس بالغوں میں تھے، تمام عمر کے بچوں میں انفیکشن کی اطلاعات ہیں؛ لیکن اعداد و شمار کے مطابق زیادہ عمر کے بالغ (۶۰ برس یا اس سے زائد) میں کووڈ کی شدت کا خطرہ زیادہ ہوتا ہے، جس کا ممکنہ سبب عمر کے ساتھ نظام مدافعت میں آنے والی تبدیلی ہے، جو بیماری اور انفیکشن کو شکست دینا مشکل بنا دیتی ہے، دیرینہ امراض جیسے گردوں، پھیپڑوں یا دل کی دل کی بیماریوں میں مبتلا افراد کو بھی زیادہ خطرہ ہوتا ہے''۔

کووڈ ۱۹ تبدیل ہوتا رہتا ہے

ماہرین کے مطابق کووڈ ۱۹ اور تمام وائرس پھیلنے کے ساتھ تبدیل بھی ہوتے ہیں اور وقت کے ساتھ ان کے جینون میں بدلاؤ آتا ہے، عالمی سطح پر پھیلاؤ کے دوران بدلاؤ کا مشاہدہ کیا گیا ہے۔

کووڈ ۱۹ سے کتنے فیصد افراد بحال ہوتے ہیں؟

ماہرین کے مطابق جن افراد میں بیماری کی شکایت کم ہوتی ہے، وہ چند دنوں میں بحال ہوجاتے ہیں؛ اگرچہ بحال کی عرصہ میں فرق ہے؛ لیکن کووڈ ۱۹ میں مبتلا بیشتر افراد شفایاب ہوجاتے ہیں، شدید بیماری کی صورت میں کئی ہفتے یہاں تک کہ کئی مہینے لگ سکتے ہیں، کوووڈ ۱۹ سے موت کے امکان کو پوری طرح نہیں سمجھا جاسکا، چین سے موصول ہونے والی ابتدائی معلومات سے پتہ چلتا ہے کہ انفیکیڈ افراد کا تقریباً تین فیصد موت کے منھ میں چلا جاتا ہے، یہ شرح زیادہ ہوسکتی ہے اور ایک شائع شدہ تجزیہ میں لیبارٹری سے تصدیق شدہ

۱۱۰۰ مریضوں میں شرح اموات ۴،۱ فیصد پائی گئی، اصل شرح معلوم کرنے میں تھوڑا مزید وقت لگ سکتا ہے۔(مضمون نیل لیمب، ترجمہ: رضوان عطا۔شائع شدہ روزنامہ دنیا)

کووڈ انفیکشن کا اثر آپ کی عمر پر منحصر ہے، عالمی ادارہ صحت کے مطابق ابتدائی اعداد وشمار اس جانب اشارہ کرتے ہیں کہ کووڈ ۱۹ وائرس سے بالغوں کے مقابلہ میں بچے کم متأثر ہورہے ہیں اور ۱۹ سال کے لوگوں میں انفیکشن کی طرح بہت کم ہے، اس کے علاوہ چین میں گھریلوں انفیکشن پر ہوئی اسٹڈی کے اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ ۸۰ فیصد انفیکشن ہلکا ہے،م ۱۵ فیصد سنگین انفکشین ہے اور پانچ فیصد انتہائی سنگین انفیکشن ہے، اس کے لیے وینٹیلیٹر کی ضرورت ہے۔

کووڈ ۱۹ ٹیسٹ کے لیے کن نمونوں کی ضرورت پڑتی ہے؟

سی ڈی سی کے مطابق اگر مشتبہ شخص کے ٹیسٹ کی حامی بھر لی جاتی ہے تو مشتبہ کے اوپری اور نچلے تنفس ٹریک سے سیل اور خون کے نمونے اکٹھے کئے جائیں گے اور اس کو دو سے آٹھ ڈگری سیلسیس کے درجہ حرارت میں رکھا جائے گا اور بعد میں ٹیسٹنگ لیاب میں بھیجا جائے گا، تجربہ گاہ میں سیل اور خون کو الگ الگ پی سی آر مشین میں رکھا جائے گا، پی سی آر پولیمر یز چین ری ایکشن کو کہتے ہیں، جو پچھلے کچھ گھنٹوں میں سیل میں موجود جینیٹک مٹیریل کو امپلی فائی کرنے والا کیمیکل ری ایکشن ہے، اس کے بعد جانچ کی جاتی ہے کہ کہیں اس میں نیو کلیوٹائیڈ تو نہیں ہے؟ اگر اس میں نیو کلیوٹائیڈ ملتا ہے تو اس نمونے کو پازیٹو مانا جاتا ہے، جس کا مطلب ہوتا ہے کہ یہ شخص کووڈ ۱۹ سے متأثر ہے، تجربہ گاہ میں محقق اس کی بھی جانچ کرتے ہیں کہ کہیں اس میں کسی اور طرح کا فلو تو نہیں ہے''۔(دی وائر: ۱۶/ مارچ: ۲۰۲۰ء)

کووڈ ۱۹ کی جانچ کہاں ہوتی ہے؟

موجودہ وقت میں ہندوستان میں ۱۵۲ ایسوسی ایٹ سنٹر ہیں، جہاں کورونا وائرس انفیکشن کی جانچ کے لیے حکومت منظوری دیتی ہے اور یہ جانچ پونے کے نوڈل انسٹیٹیوٹ آف ویرولوجی کی رہنمائی میں ہوتی ہے، سرکاری تجربہ گاہ میں ہونے والے کووڈ ۱۹ کے تمام ٹیسٹ فری ہیں، ذاتی تجربہ گاہ کو ان ٹیسٹ کو کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

اگر کوئی پازیٹو پائے تو کیا کرے؟

اگر آپ کا ٹیسٹ پازیٹو پایا جاتا ہے تو آپ کو تب تک ہسپتال میں رکھا جائے گا، جب تک کہ ڈاکٹر یہ کنفرم نہ کردیں کہ آپ میں کووڈ وائرس نہیں ہے۔ (دی وائر: ۱۶/ مارچ: ۲۰۲۰ء)

اگر ایک بار انفیکشن ہوجائے تو کیا ہم عمر بھر محفوظ رہیں گے؟

کووڈ انفکیشن کے بعد بحال ہونے والے مریضوں کا جائزہ لینے والے ڈاکٹروں نے ان کے خون میں اس مرض کو بے اثر کرنے والی اینٹی باڈیز کی سطح کو خاصہ بلند پایا ہے، یہ اینٹی باڈی نظام مدافعت بناتا ہے، یہ مخصوص مقامات پر حملہ آور وائرس پر ایک تہہ جما دیتی ہے، جس سے ان کے خلیوں میں داخل ہونے کی صلاحیت ختم ہوجاتی ہے، امپریل کالج لندن کے ماہر وبائیات مائیک اسکنر کہتے ہیں کہ یہ واضح ہے کہ کووڈ ۱۹ میں مبتلا افراد میں مدافعتی عمل بہتر ہوجاتا ہے، اس سے پیدا ہونے والی اینٹی باڈیز آئیندہ انفیکشن کے خلاف تحفظ فراہم کرتی ہیں؛ لیکن خیال رہے کہ اس تحفظ کے تاحیات رہنے کی امید نہیں، بیشتر ماہرین کا خیال ہے کہ کووڈ کے خلاف مدافعت ایک یا دو سال رہے گی، اسکنر کے مطابق انسانوں کو

انفکٹ کرنے والے دوسرے اقسام کے کورونا وائرس کے ساتھ بھی یہی معاملہ ہے، المختصر وائرس ایک عرصہ تک ہمارے ساتھ رہے گا؛ لیکن کیا اس کی زہریلی تاثیر میں کمی آئے گی، بعض محققین کا خیال ہے کہ یہ کم مہلک ہو جائے گا، دوسروں کا خیال ہے کہ یہ تغیر پیدا کر کے مزید مہلک ہو جائے گا۔ (مضمون رابن میکی، روزنامہ دنیا، اسپیشل فیچر: ۱۸؍ اپریل؍ ۲۰۲۰ء)

احتیاطی تدابیر

جیسا کہ بتایا گیا کہ کورونا وائرس کے لیے تا حال (۱۵؍ مئی؍ ۲۰۲۰ء) کوئی ویکسین تیار نہیں ہوئی ہے، اس وبائی مرض کے علاج کے لیے ساری دنیا احتیاطی تدابیر ہی پر انحصار کر رہی ہے، جس قدر احتیاطی تدابیر اپنائی جائیں گی، اسی قدر اس وبا کو پھیلنے سے روکا جا سکتا ہے، ذیل میں ان احتیاطی تدابیر کو درج کیا جا رہا ہے، جو عالمی ادارۂ صحت کی جانب سے جاری کی گئی ہیں:

ورلڈ ہیلتھ آرگنائزیشن (WHO) نے کورونا سے تحفظ کے لیے متعدد احتیاطی تدابیر بطور ہدایات جاری کی ہیں، پہلے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ کورونا وائرس کی ترسیل کے بنیادی ذرائع ذکر کئے جائیں تاکہ ان کی روشنی میں احتیاطی تدابیر کا سمجھنا آسان ہو جائے۔

کورونا کی ترسیل کے بنیادی ذرائع

عالمی ادارۂ صحت کے مطابق کورونا وائرس کی ترسیل کے تین بنیادی ذرائع ہیں:

۱) ترسیل بذریعہ چھوٹی بوند (چھینکنا، کھانسا وغیرہ)

۲) ترسیل بذریعہ ایروسول (چھوٹے قطرات ہوا میں منتشر ہو کر معلق ہو جاتے ہیں اور ایروسول کی صورت اختیار کر لیتے ہیں)

۳) ترسیل بذریعہ رابطہ (فضلاتی اور دہنی ترسیل کا بھی خدشہ موجود ہے، جس کی تصدیق کی ضرورت ہے۔)

ترسیل بذریعہ نظام تنفس کی تفصیل یہ ہے کہ چھوٹے قطرات ایک خاص فاصلے (ایک سے دو میٹر) سے حساس لعابی جھلی میں داخل ہو سکتے ہیں، روزمرہ بات چیت کے دوران چھینکنے یا کھانسنے کی وجہ سے چھوٹے قطرات کے ذریعہ ترسیل ممکن ہے۔

ترسیل بذریعہ رابطہ کی شکل یہ ہے کہ قطرات کسی شئے کی سطح پر جمع ہو جاتے ہیں، ہاتھ اس آلودہ سطح کے ساتھ رابطہ میں آ جاتا ہے، اور منھ، ناک، آنکھ اور اعضاء کی لعابی جھلی کے ساتھ رابطہ میں آتے ہیں۔

ترسیل بذریعہ ایروسول میں چھوٹے قطرات ہوا میں منتقل ہو کر ایروسول کی صورت اختیار کر لیتے ہیں اور معلق رہتے ہوئے پھیلتے ہیں۔

احتیاطی تدابیر کے بنیادی نکات

عالمی ادارۂ صحت کی جانب سے جاری کردہ احتیاطی تدابیر پر مشتمل ہدایات میں چار باتوں کو بنیادی اہمیت دی گئی ہے:

۱) باہر کم نکلیں۔

۲) جمع نہ ہوں۔

۳) چہرہ پر ماسک پہنیں۔

۴) باقاعدگی کے ساتھ ہاتھ دھوئیں۔

پھر ان چاروں بنیادی نکتوں کی تفصیلی وضاحت کی گئی ہے۔

ہاتھ کیسے دھوئیں؟

۱) ہاتھوں میں بہتے پانی میں گیلا کریں۔

۲) موزوں مقدار میں جراثیم کش صابون لیں اور اسے پوری ہتھیلی، ہاتھوں کی پشت اور انگلیوں کے درمیان یکساں طور پر لگائیں۔

۳) اپنے ہاتھوں کو کم از کم ۱۵ سیکنڈ کے لیے اچھی طرح مل کر دھوئیں، اس طور پر کہ ہتھیلیاں آمنے سامنے رکھ کر انگلیوں کو جوڑیں اور اچھی طرح ملیں، اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو اپنی انگلی کے درمیان خلا کی سمت میں ملیں نیز انگلیوں کو موڑیں تاکہ جوڑ دوسرے ہاتھ کی ہتھیلی میں آجائیں اور گھماتے ہوئے ملیں، ہاتھ بدلیں اور عمل دہرائیں، اسی طرح بائیں ہاتھ کے انگوٹھے کو دائیں ہاتھ میں دبائیں اور اسے گھماتے ہوئے ملیں، ہاتھ بدلیں اور عمل دہرائیں۔

۴) بہتے پانی میں اپنے ہاتھ اچھی طرح دھوئیں۔

۵) اپنے ہاتھوں کو خشک کریں اور جلد کی حفاظت کے لیے مناسب مقدار میں حفاظتی کریم ملیں۔

ہاتھ کب دھونا ضروری ہے؟

۱) دستاویزات کی لین دین سے پہلے اور بعد میں۔

۲) کھانسے یا چھینکنے کے بعد۔

۳) کھانا تیار کرنے سے پہلے اور بعد میں۔

۴) کھانے سے پہلے۔

۵) بیت الخلاء جانے کے بعد۔

۶) جب ہاتھ گندے ہوں۔

۷) دوسرے لوگوں کے ساتھ جسمانی رابطہ کے بعد۔

۸) جانوروں کو چھونے کے بعد۔

۹) باہر سے آنے کے بعد۔

ہاتھ دھونے میں دشواری کی صورت میں کیا کیا جائے؟

کھلے پانی میں صابون کے ساتھ ہاتھ دھونے کے متبادل کے طور پر ۷۵ فیصدی طبی الکحل یا الکحل پر مشتمل جراثیم کش سے ہاتھ صاف کئے جا سکتے ہیں۔

گھر/دفتر میں کیسے محفوظ رہا جائے؟

۱) اندرونی ہوا کو تازہ رکھیں۔

کمرہ میں روزآنہ تازی ہوا کو داخل ہونے دیا جائے، قدرتی ہوا کے گزر اور مصنوعی ہوا کے گزر کے طریقے دونوں استعمال کئے جا سکتے ہیں، جب سورج نکلا ہوا ہو تو کھڑکیوں کو کم از کم ۳۰ منٹ کے لیے کھولا جائے، سردیوں میں اندرونی اور بیرونی درجۂ حرارت کے مابین فرق پر توجہ دیں، سردی لگنے سے محفوظ رہنے کے لیے زیادہ کپڑے پہنیں۔

۲) سانس کے حفظان صحت کی اچھی عادات قائم کریں۔

چھینکتے یا کھانستے وقت اپنے منھ اور ناک کو ٹسو اور تولیہ وغیرہ سے ڈھکیں، چھینکنے یا کھانسنے کے بعد ضرور ہاتھ دھوئیں، جب ہاتھوں کی صفائی کے بارے میں شک ہو تو

آنکھوں، ناک یا منہ کو چھونے سے گریز کریں۔

۳) اردگرد کے ماحول کو اچھی طرح جراثیم سے پاک کریں۔

روزآنہ کرسیوں، فرش، سوئچوں، ٹیلی فون اور نلوں کی سطح کو صاف کریں، باقاعدگی کے ساتھ ۸۴ جراثیم کش کے ساتھ صاف کریں، جراثیم کش ۳۰ منٹ تک لگا رہنے کے بعد پانی سے صاف کریں تاکہ جراثیم کش مواد سطح پر باقی نہ رہے، کوڑے دان کے بارے میں احتیاط برتیں، بہتر ہے کہ ہر روز دو مرتبہ ۷۵ فیصدی الکحل یا کلورین جراثیم کش لگا کر اسے جراثیم سے پاک کریں، موبائیل، چابیاں، کی بورڈ، درواز کے ہینڈل وغیرہ صاف کرنے کے لیے ۷۵ فیصدی الکحل استعمال کیا جاسکتا ہے، الکحل اسپرے کے استعمال سے گریز کریں۔

۴) کھانے کے لیے انتباہات۔

وبا کے دوران علیحدہ کھانے کو فوقیت دیں، کراس انفکیشن سے بچنے کے لیے دوسرے لوگوں کے ساتھ ایک برتن استعمال کرنے سے گریز کریں، کھانا کھاتے وقت علیحدہ بیٹھیں اور آمنے سامنے بیٹھنے سے پرہیز کریں، کھانے سے پہلے اور بعد میں ہاتھ اچھی طرح دھوئیں، کھانے کے برتنوں کو باقاعدگی کے ساتھ گرم پانی یا برتنوں کے جراثیم کش کے ذریعہ جراثیموں سے پاک کیا جائے۔

باہر کیسے محفوظ رہا جائے؟

۱) لفٹ لیتے وقت چہرہ پر ماسک پہنیں، بھری ہوئی لفٹ میں جانے سے گریز کریں، لفٹ کا بٹن دباتے وقت ڈسپوزایبل ٹشو یا دیگر بالواسطہ اشیاء استعمال کریں۔

۲) جب بھی ممکن ہو پیدل یا سیکل پر سفر کریں، جب پبلک ٹرانسپورٹ لینا ناگزیر ہو

تو پورے سفر کے دوران چہرہ پر ماسک پہنے رکھیں، سفر کے دوران مشترکہ استعمال میں آنے والی اشیاء کو چھونے سے گریز کریں، اردگرد کے مسافروں سے ایک محفوظ فاصلہ برقرار رکھنے کی کوشش کریں۔

۳) روزمرہ کی اشیائے ضروریہ خریدنے یا کام کے لیے باہر جاتے وقت باہر کم از کم وقت گزاریں، مشترکہ استعمال میں آنے والی اشیاء سے رابطہ سے گریز کریں۔

۴) گھر لوٹنے کے بعد جوتوں کو باہر ہی رہنے دیا جائے، ۷۵ فیصدی الکحل جراثیم کش لگائیں، پھر چہرہ پر ماسک ایسے اتاریں کہ وہ اندر کی طرف مڑا ہوا ہو تاکہ کراس انفیکشن سے محفوظ رہا جاسکے، ہاتھ دھوئیں، کوٹ کو ہوا کے اچھی گزر والے مقام پر ٹانگیں یا پھر ۲۵۰ ملی گرام فی لیٹر والے کلورین جراثیم کش کے محلول میں ۱۵ منٹ کے لیے بھگوئیں اور پھر پانی سے دھولیں، اس کے علاوہ موبائیل، چابیوں وغیرہ اشیاء کو ۷۵ فیصد طبی الکحل یا جراثیم کش سے صاف کیا جائے۔

وبا کے دروان نفسیاتی ہم آہنگی کیسے کی جائے؟

۱) سائنس پر مبنی معلومات: قابل اعتماد اور مستند ذرائع سے معلومات حاصل کریں اور وبا کو معقول انداز میں سمجھنے کی کوشش کریں، وبا کے بارے میں نئی معلومات پر حد سے زیادہ توجہ نہ دیں اور افواہیں نہ تو پھیلائیں اور نہ ان پر یقین کریں۔

۲) گھریلو زندگی کو مناسب طور پر ترتیب دیں: تمام گھر والے مل کر مختلف سرگرمیاں سرانجام دے سکتے ہیں، جیسے ورزش، کتابیں پڑھنا، یا پھر موقع کا فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنے ماضی کا جائزہ لے سکتے ہیں اور اپنے مستقبل کی منصوبہ بندی کر سکتے ہیں، ایک معقول روزمرہ معمول ترتیب دیں۔

۳)رابطہ میں رہیں: عزیزوں، رشتہ داروں کے ساتھ رابطہ میں رہیں اور ان کے ساتھ بات چیت کرتے رہیں، ایک دوسرے کا ساتھ دیں اور مل کر خوش رہنے کی کوشش کریں۔

۴)منفی جذبات کا سامنا کریں: جذبات کے اثرات کی اہمیت کو واضح طور پر پہچانیں، منفی جذبات ہماری ذہنی اور جسمانی صحت پر منفی اثرات مرتب کرتے ہیں، یہاں تک کہ ہمارے مدافعتی نظام کو بھی کمزور کرتے ہیں؛ لہذا ہمیں اپنے منفی جذبات کا مقابلہ کرنا چاہیے اور اپنی جذباتی کیفیت کو جاننا، سمجھنا اور سیکھنا چاہیے۔

۵)منفی جذبات کی کیفیت پر قابو پائیں: اپنے منفی جذبات سے آگاہ ہونے کے بعد ان سے توجہ ہٹانے کی کوشش کریں، اپنے گھر والوں کے ساتھ گفتگو کریں، اور اپنے جذبات کا اظہار کریں، اس کے علاوہ آپ گہری سانس لینے کی مشق کر سکتے ہیں، پٹھوں کے تناؤ کو کم کر سکتے ہیں یا پھر کوئی اور مناسب ورزش کر سکتے ہیں تا کہ ذہنی دباؤ کا اخراج کیا جا سکے، ایک پرسکون ذہنی حالت برقرار رکھیں اور وبا اور زندگی کی جانب پر امید نظریہ رکھیں۔

۶)حالت سنگین ہونے کی صورت میں جب ضرورت پیش آئے تو ماہرین سے آن لائن طبی اور نفسیاتی امداد لی جا سکتی ہے۔(کوروناوائرس: کتابچہ برائے مزاحمتی وحفاظتی اقدامات کووڈ۱۹، جاری کردہ WHO)

ایک نئی تحقیق کچھ مزید احتیاطی تدابیر

ایک نئی تحقیق کے مطابق دھاتی دروازے، ڈور، ہینڈل اور دیگر اشیاء کی سطح پر کورونا وائرس نو دن تک موجود رہتا ہے، اسی لیے انہیں وقتاً فوقتاً سینیٹائز کرتے رہیں، کپڑے

خشک کرنے کے لیے فوراً دھوپ میں ڈال دیں، اپنے گھر اور کمروں کو ک فرنائیل سے صاف کریں، گھر میں کارپیٹ بچھی ہو تو اس پر پانی گرنے نہ دیں، نمی کی موجودگی میں کورونا وائرس کی تعداد میں اضافہ ہوتا رہتا ہے، خود کو گھریلو کام کاج میں مصروف رکھیں تا کہ آپ کے جسم کو حرارت ملتی رہے اور پسینہ آئے، سردی لگ جانے کی صورت میں دھوپ اور ہیٹر سے جسم کو گرم کریں، چائے، قہوہ یا نیم گرم پانی پئیں تا کہ اندرونی طور پر حرارت مل سکے، پالتو جانوروں اور پرندوں کو گھر سے باہر رکھیں اور انہیں کمرے میں مت آنے دیں، اپنے جسم کو روزآنہ دو گھنٹے دھوپ لگوائیں، گھر سے باہر نکلتے وقت ناک اور منہ کو کپڑے یا ماسک سے ڈھانپ کر رکھیں اور ہاتھوں پر گلوز پہن لیں، اپنی گاڑی میں کسی دوسرے شخص کو نہ بٹھائیں، اے ٹی ایم مشین دبانے سے پہلے انگلیوں پر ٹشو لپیٹ لیں اور کارڈ باہر آنے پر اسے سینیٹائیز کر لیں، کرنسی نوٹ کو کسی شاپر میں ڈال لیں، دوکان دار حضرات کرنسی نوٹ لینے کے بعد ہاتھ دھوئیں، کام کاج والی جگہوں اور راستے کو صاف رکھیں اور جراثیم کش اسپرے کرتے رہیں، مارکیٹ میں کاؤنٹر، ٹیبل، کرسی، اشیائے خورد و نوش اور راستے میں سیڑھی یا دیوار کو چھونے سے اجتناب کریں، کھانے پینے کی کھلی اشیاء مثلاً سموسے اور پکوڑے وغیرہ سے پرہیز کریں، گھر پر سادہ غذا کھائیں، برف آئیس کریم اور ٹھنڈے جوس سے بچیں، بازاری اشیاء گوشت، انڈے، پھل، سبزیاں اچھی طرح دھو کر استعمال کریں، بچوں کی صفائی کا خیال رکھیں، انہیں ہاتھ دھونے کی عادت ڈالیں، بچوں کو کھانے پینے کی چیزیں خود خرید کر دیں اور دوکان داروں سے صاف ستھری چیزیں لیں، سینے کے امراض میں مبتلا افراد کو رش والے مقامات سے دور رکھا جائے، نیز مریضوں سے زیادہ قریبی میل جول نہ رکھیں، کسی فرد سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نہ بڑھائیں اور نہ ہی گلے ملیں، کھانسی یا نزلہ کی علامات والے افراد

سے کم از کم چھ فٹ کا فاصلہ لازمی طور پر رکھیں، بازار میں شہری ایک دوسرے سے چھ سے بارہ فٹ فاصلہ پر لائن بنا کر کھڑے ہوں، سوپر مارکیٹ ہو یا عام دوکان اس میں خریداری کے لیے ایک شخص اندار چلا جائے، جب وہ سامان لے کر باہر آجائے تو دوسرا فرد اندر جائے ،بھیڑ بھاڑ کی جگہ نہ جائیں، چوں کہ ایسے مقامات پر وائرس منتقل ہونے کا خطرہ ہوتا ہے۔ (روزنامہ اسلام کراچی)

وائرس کی وبا کی ہوا میں موجودگی...... ماسک کا استعمال ضروری

''کورونا وائرس پر کامیابی کے ساتھ کنٹرول کرنے والے چینی ماہرین کے مطابق سگریٹ پینے والوں میں کورونا وائرس کی علامات شدید تر ہونے کا خطرہ رہتا ہے، تحقیق میں سامنے آیا ہے کہ کورونا کے شکار اور فوت ہونے والے افراد کا بلڈ گروپ A ہے، جب کہ دوسرے گروپ والے کورونا کے سب سے کم شکار ہوئے ہیں اور ان میں اگر کوئی وائرس کا شکار ہوا بھی ہے تو جلد صحت یا ہوا ہے، تحقیق میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ A گروپ والے افراد کو دیگر افراد کی نسبت سخت احتیاطی تدابیر کی ضرورت ہے، تحقیق میں یہ امر بھی سامنا آیا ہے کہ کورونا وائرس کا بر اور اسٹیل کی دھات پر دو گھنٹے، پلاسٹک اور کاغذ پر چار گھنٹے اور ہوا میں آٹھ گھنٹے زندہ رہنے کی صلاحیت رکھتا ہے، اسی لیے ماسک پہننا اشد ضروری ہے، یہاں یہ امر قابل ذکر ہے کہ عوام میں یہ تأثر پایا جاتا ہے کہ کسی مریض کو ملنے سے قبل ماسک پہن لیا جائے ؛مگر شاید انہیں یہ علم نہیں کہ جس تیزی کے ساتھ کورونا پھیل رہا ہے، وہ اب ہوا میں بھی موجود ہے''۔(روزنامہ سیاست: ۲۵/ مارچ/ ۲۰۲۰ء)

احتیاطی تدابیر کے تین بنیادی ذرائع

ہم سب جانتے ہیں کہ کووڈ ۱۹ ایک بنیادی مرض ہے، جو انسانوں سے انسانوں میں

تیزی سے منتقل ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے، ایک متأثرہ انسان غیر شعوری طور پر اپنے جیسے متعدد انسانوں تک مرض پہونچانے کا سبب بنتا ہے، ہمیں علم ہے کہ اس کا آغاز چین کے ووہاں شہر سے ہوا، پھر دیکھتے دیکھتے وہ دنیا کے دوسو سے زائد ملکوں میں پھیل گیا، ابتداء میں ہر ملک میں چند ایک کیس سامنے آئے، پھر مریضوں میں اضافہ ہوتا چلا گیا، اس وقت پوری دنیا میں ۵۰ لاکھ سے زائد افراد اس مرض میں مبتلا ہیں اور تین لاکھ کے قریب ہلاک ہوچکے ہیں، کسی بھی متعدی مرض کے پھیلاؤ پر روک لگانے کے لیے متأثرہ شخص کو الگ تھلگ رکھنا اور صحت مند افراد کا خود کو متأثرہ افراد سے اور اس ماحول سے دور رکھنا، جہاں سے وائرس حملہ آور ہوسکتا ہو، نہایت ضروری ہے، کووڈ ۱۹ کے تعلق سے ماہرین کا انکشاف ہے کہ یہ وائرس ہوا میں بھی موجود رہتا ہے، ایسے میں احتیاطی تدابیر کے درج ذیل ذرائع نہایت اہمیت کے حامل ہیں:

۱) قرنطینہ (Quarantine)

۲) سیلف آئی سولیشن

۳) سماجی فاصلہ (Social distancing)

کورنٹائن کیا ہے؟

کورنٹائن دراصل ایک طریقۂ علاج ہے، کورنٹائن اس وقفہ کو کہا جاتا ہے، جب ڈاکٹر کسی مریض کو یا کسی شخص کو مرض کے شبہ میں پکڑ لیتے ہیں اور الگ کر دیتے ہیں، اس الگ کر دینے اور کسی سے نہ ملنے دینے اور ایک وارڈ میں رکھ کر تمام سہولتوں کے ساتھ علاج کرنے کو کورنٹائن کہا جاتا ہے، یہ اصطلاح کسی مہلک مرض میں مبتلا یا مشتبہ مریضوں کو مکمل سہولیات کے ساتھ ایک خاص مقام میں رکھنے کے لیے استعمال کی جاتی ہے، تاکہ مرض کے

پھیلاؤ کے خطرہ سے روکا جاسکے۔

قرنطینہ کا لفظ انگریزی زبان میں اطالوی زبان سے آیا ہے، اطالوی میں ۴۰ کے ہندسہ کے لیے ''کوارنطا'' کا لفظ ہے، جب کہ کوارنطینہ کا مطلب ۴۰ دن کا وقت ہے، میڈیکل سائنس کی زبان میں قرنطینہ کا مطلب بیرون ملک سے آنے والے انسانوں یا وہاں سے لائے ہوئے جانوروں کو مخصوص مدت کے لیے الگ تھلگ اور تنہائی میں رکھنا ہے، ایسے افراد کو قرنطینہ میں رکھنے کی ضرورت پڑتی ہے، جو کسی ایسے علاقہ سے آئے ہوں، جہاں کوئی وبا یا متعدی بیماری پھیلی ہوئی ہو، تاہم ان میں اس بیماری کی علامات ظاہر نہ ہوئی ہوں۔

کورنٹائن کو عربی زبان میں الحجر الصحی کہتے ہیں، کورنٹائن میں مریض یا مشتبہ افراد کے لیے کھانے پینے اور قیام کی تمام سہولیات فراہم ہوتی ہیں، کورنٹائن کا یہ معنی نہیں کہ مریضوں کو کسی جگہ رکھ کر انہیں بے یار و مددگار چھوڑ دیا جائے اور ان کے کھانے پینے کا صحیح بندوبست نہ کیا جائے، جب کوئی مریض یا مشتبہ شخص کورنٹائن کیا جاتا ہے تو اس پر آنے جانے کی مکمل پابندی ہوتی ہے۔

کورنٹائن مسلمانوں کی ایجاد ہے

کورنٹائن کا ابتدائی تصور دین اسلام نے دیا ہے، متعدی امراض میں مبتلا افراد کو کھلا چھوڑ دینا اور ان کے ساتھ میل جول کا سلسلہ جاری رکھنا، خود کو ہلاکت میں ڈالنا ہے اور اپنے آپ کو ہلاک کرنا حرام ہے، ارشاد ربانی ہے: ولا تلقوا بأیدیکم الی التھلکۃ۔ (البقرۃ: ۱۹۵) اور خود کو ہلاکت میں نہ ڈالو۔ نیز قرآن مجید میں ہلاکت کے مقامات پر احتیاط رکھنے کی تاکید کی گئی ہے، ارشاد ربانی ہے: یا أیھا الذین آمنوا خذوا حذرکم۔ (النساء: ۷۱) اے ایمان والو! اپنی احتیاط رکھو۔ احادیث شریفہ سے بھی کورنٹائن کا ثبوت ملتا ہے، متعدی مرض

جذام کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے فرمایا: فرمن المجذ وم فرارک من الأ سد۔(صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۰۷) جذامی سے اس طرح بھاگو جیسے شیر سے بھاگتے ہو، نیز طاعون کے سلسلہ میں آپ کا ایک فرمان کورنٹائن کی اصل اور بنیاد کی حیثیت رکھتا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: جب تم کسی علاقہ میں طاعون آنے کی خبر سنو تو وہاں نہ جاؤ اور جس علاقہ میں تم ہو، وہاں طاعون پھوٹ پڑے تو اس سے فرار اختیار کرتے ہوئے نہ بھاگو۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۳۴۷۳) اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی کہ کسی مریض کو صحت مند آدمی کے پاس نہ لایا جائے۔ (صحیح بخاری، حدیث نمبر: ۵۷۷۰) اس حوالہ سے غیر معمولی اہمیت کا حامل ہے، طاعون اور وبا کے مقام سے راہ فرار اختیار کرنا اس قدر سنگین گناہ ہے کہ آپ ﷺ نے اسے میدان جنگ سے بھاگنے کے برابر قرار دیا، اس سخت وعید کی وجہ آج کے حالات میں بخوبی سمجھی جاسکتی ہے، اس وقت مختلف ملکوں میں کورنٹائن اور لاک ڈاؤن کا سلسلہ ہے، سرکاری اہل کاروں کو لوگوں کو کورنٹائن کرنے میں سخت دشواری کا سامنا کرن پڑ رہا ہے، بار بار تاکید کے باوجود لوگ متأثرہ مقامات سے نکل کر وطن پہونچنے کے لیے بے قرار ہیں، احادیث شریفہ میں کورنٹائن کے متعدد شواہد ملتے ہیں، ایک صحابی فروہ ابن مسیک ؓ نے حضور ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! ہمارے علاقہ میں ایک ایسی زمین ہے، جو ہمارے لیے غلہ اور اناج کا ذریعہ ہے؛ لیکن وہاں شدید وبا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: اسے چھوڑ دو، خود کو اس سے الگ رکھو۔ (سنن ابی داؤد، حدیث نمبر: ۳۹۲۳) حضرت عمرو ابن شرید ؓ سے روایت ہے کہ قبیلہ ثقیف کا ایک وفد رسول اللہ ﷺ سے ملنے کے لیے حاضر ہوا، جس میں ایک جذامی شخص بھی تھا، آپ ﷺ نے اس جذامی کے پاس یہ پیغام بھیجا کہ تم وہیں سے لوٹ جاؤ، ہم نے تمہاری بیعت کرلی ہے۔

(صحیح مسلم، حدیث نمبر: ۲۲۳۱) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ اقدام اس لیے کیا کہ کہیں اس کی یہ بیماری دوسروں کو نہ لگ جائے۔

حضرات صحابہ کرامؓ درس گاہ نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے تربیت یافتہ افراد تھے، انہوں نے بھی متعدی امراض کے سلسلہ میں ان ہی تعلیمات نبویہ کو اپنایا، چنانچہ ہشام ابن عروہؒ اپنے والد عروہؒ سے نقل کرتے ہیں کہ میں ایک مرتبہ حضرت زبیرؓ کے پاس پہونچا، اس وقت میں ایک کم عمر لڑکا تھا، حضرت زبیرؓ کے پاس برص کا ایک مریض تھا، انہوں نے اس ڈر سے کہیں میں اس کو چھو نہ لوں، اشارہ سے لوٹنے کا حکم فرمایا۔ (شعب الایمان للبیہقی، حدیث نمبر: ۱۲۹۶) اسی طرح امام مالکؒ اپنی سند سے حضرت عمرؓ کا واقعہ نقل فرمایا ہے کہ حضرت عمرؓ کا گزر ایک جذامی خاتون سے ہوا، جو کعبہ کا طواف کر رہی تھی، انہوں نے اس سے فرمایا: اے اللہ کی بندی! لوگوں کو تکلیف نہ دو، تم گھر ہی پر رہتیں تو بہتر تھا، چنانچہ ان کے کہنے پر خاتون گھر بیٹھ گئی، کچھ عرصہ کے بعد ایک شخص اس خاتون کے پاس سے گزرا تو اس سے کہنے لگا، جس ہستی نے تمہیں کعبہ کے طواف سے منع کیا تھا، وہ تو انتقال کر گئی، اب تم طواف کر سکتی ہو، خاتون کہنے لگیں کہ زندگی میں میں نے ان کی نافرمانی نہیں کی تو میں موت کے بعد کیوں کروں؟ (المؤطا، حدیث نمبر: ۲۵۰) حافظ ابن عبد البرؒ فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے کہ جذامیوں کو عام لوگوں سے دور رکھنا چاہیے، انہیں میل جول کی اجازت دینے میں لوگوں کی اذیت رسانی ہے اور کسی مؤمن اور پڑوسی کو اذیت دینا درست نہیں۔ جب کچا لہسن کھانے والے کو مسجد سے اجتناب کرنے کی تاکید ہے حتی کہ عہد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ایسے شخص کو مسجد سے نکال کر بقیع میں بھیجا گیا تو جذامی کے لیے تو بدرجۂ اولیٰ اس کی گنجائش ہونی چاہیے۔ (الاستذکار: ۴/۴۰۷)

قرنطینہ پر سب سے پہلے عمل حضرت عمر ابن خطابؓ نے طاعون عمواس کے موقع پر کیا، جب انہیں پتہ چلا کہ ملک شام میں وبا پھیلی ہوئی تو وہ مقام سرغ ہی سے مدینہ واپس ہوئے، اسی طاعون عمواس میں جب صحابہؓ کی بڑی تعداد شہید ہوئی اور حضرت ابوعبیدہؓ اور حضرت معاذ ابن جبلؓ وغیرہ سپہ سالار ایک ایک کر کے شہید ہوئے تو عمرو ابن عاصؓ نے صحابہؓ کو پہاڑوں میں بکھر جانے کا حکم دیا، جس کے بعد وبا قابو میں آئی، حضرت عمرو ابن عاصؓ کا یہ اقدام بھی کورنٹائن کی ہی قبیل کا تھا۔

تاریخ انسانی کا اولین کورنٹائن سنٹر

ایم سرور صدیقی اپنے ایک کالم میں قرنطینہ پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں: ''آپ کو یہ جان کر خوش گوار حیرت ہوگی کہ یہ شہرۂ آفاق ایجاد مسلمانوں کی ہے، جس سے پوری دنیا فائدہ اٹھا رہی ہے، یہ بنی نوع انسانی کی گراں قدر خدمت ہے، تاریخی اعتبار سے اموی خلیفہ الولید ابن یزید نے دنیا کا پہلا قرنطینہ بنایا تھا، جس نے صدیوں تک متعدی امراض میں مبتلا انسانیت کو اپنی آغوش میں لے کر موت کا لقمہ بننے سے بچائے رکھا، اہل علم یقینا جانتے ہوں گے کہ قرنطینہ کا اولین تصور اسلام نے دیا ہے، پیغمبر برحق ﷺ نے لوگوں کو وبا سے متأثرہ بستیوں میں داخل ہونے یا وہاں کے باشندوں کو باہر نکلنے کی ممانعت فرمائی ہے، جو قرنطینہ کا پہلا فلسفہ ہے، اسی فلسفہ سے دنیا رہنمائی حاصل کر رہی ہے''۔ آگے لکھتے ہیں: ''تاریخ بتاتی ہے کہ قرنطینہ کو حکومت کی جانب سے عوام پر لازمی قرار دینے کا پہلا کریڈٹ مشہور اموی خلیفہ الولید ابن یزید کے سر ہے، جنہوں نے ۷۰۶ھ میں جذام کی وبا پھیلنے کے بعد دمشق میں ہسپتال بنوایا، جس میں دنیا کا پہلا باضابطہ قرنطینہ بھی بنایا گیا، جہاں جذام کے مریض کو رکھا جانے لگا، ان کے علاج کے لیے انہوں نے اپنے وقت کے ماہر ڈاکٹرز کی خدمات حاصل

کیں، اس وقت خلیفہ نے تمام متأثرین کو علاج ومعالجہ کی بہترین سہولیات فراہم کیں، ان کے گھر والوں کے لیے وظائف بھی جاری کروائے، متأثرین کو مفت علاج، معالجہ، ضروریات اور کھانے پینے کی تمام سہولیات فراہم کی گئیں۔ الحجر الصحی کو مغرب کو بے حد پسند آ گیا؛ لیکن مغرب نے کئی صدیاں بعد یعنی ۱۳۷۷ء میں کروشیاء کے شہر ''دوبرونیک'' میں پہلا قرنطینہ بنایا، یہ وہ زمانہ تھا، جب چین سے شروع ہونے والی طاعون کی وبا بحری جہازوں کے ذریعہ یورپ کے ساحلی شہروں میں پہونچ گئی، اس وبا سے ۱۳۴۷ء تا ۱۳۵۰ء کے دروان یورپ کے ۳۰ فیصد باشندے لقمۂ اجل بن گئے، کروشیاء کے شہر دوبرونیک کی اٹلی سے قربت کے سبب اطالوی سینیٹ نے قرنطینہ کے قیام کا فیصلہ کیا، جس کے تحت اٹلی کے ساحل جانے والے تمام بحری جہازوں کو سمندروں کے اندر ۴۰ روز تک انتظار کرنے کا پابند کیا گیا؛ کیوں کہ اس وقت کے ڈاکٹرز نے مرض کے آغاز سے موت تک کے لیے ۳۷ روز کا دورانیہ بتایا تھا، جس کے لیے اٹلی نے Quaranta Giorni یعنی چلہ کی اصطلاح رائج کر دی، مغرب کے تیز ترین نشریاتی اداروں نے اسے اپنے طبی قاموس کا حصہ بنالیا، جب کہ ''الحجر الصحی'' کے موجد ہونے کے باوجود وقت کی دھول میں گم گشتہ مسلمان اپنی اس قیمتی متاع سے بے خبر ہوتے چلے گئے۔'' (دلیل پی کے: ۱۱/مارچ/۲۰۲۰ء)

علامہ ابن کثیرؒ نے لکھا ہے کہ ولید وبا کے زمانہ میں کورنٹائن قائم کر کے جذامیوں کو ٹھہرایا اور ان کے لیے وظائف جاری کئے اور کہا کہ تم لوگوں سے مانگتے نہ پھرو، اسی طرح اس نے ہر اپاہج معذور کے لیے ایک خادم فراہم کیا اور ہر نابینا کے ایک رہبر مقرر کیا۔ (البدایہ والنہایہ: ۹/۱۸۶)

جدید تاریخ میں کورنٹائن کا آغاز کیسے ہوا؟ اس پر روشنی ڈالتے ہوئے ایک کالم نگار

لکھتے ہیں کہ ''ریکارڈ کی گئی انسانی تاریخ میں تین بار پلیگ نے لاکھوں انسانوں کو نگل لیا، بازنطینی سلطنت کا صفایا ۵۴۱۔AD ۵۴۲ میں کیا، پھر آیا یورپ کا بلیک ڈیتھ جو ۱۳۴۸ء سے شروع ہوا تو چار سال میں ۲۵ ملین افراد یعنی یورپ کی ایک تہائی سے زیادہ آبادی نگل گیا، اس دوران جو تجارتی جہاز شہر وینس کی بندگاہ پر داخل ہوتے، ان پر موجود تاجر اور عملہ کے لیے لازم تھا کہ وہ ۴۰ دن جہاز ہی میں رکے رہیں، مقصد شہری آبادی سے دور رکھنا تھا تاکہ اس دوران جس کو پلیگ کا مرض ہے، اس کی علامات ظاہر ہو جائیں اور اس کو صحت مندوں سے الگ کر لیا جائے کہ یہ واحد طریقہ تھا باقی انسانوں کو بچانے کا، قرنطینہ انسانی تہذیب جتنا ہی پرانا ہے، اس کا تذکرہ صحیفوں میں ہے۔'' (کالم قرنطینہ کیا ہے؟)

قرنطینہ کے لیے ۱۵ دن ہی کیوں ضروری؟

جس دور میں سفری سہولیات نایاب تھیں، اس وقت وباؤں کا پھیلاؤ بھی محدود تھا، جب لوگوں نے سمندری سفر کے لیے بحری جہاز ایجاد کر لیے تو ساری براعظم ایک دوسرے مربوط ہو گئے، اس طرح ایک خطہ کی بیماریاں دوسرے خطوں میں پھیلنے لگی، یورپ میں طاعون پھوٹا تو اس نے ایشیاء اور آفریقہ کو بھی لپیٹ میں لے لیا، یہی حال ٹی بی کا تھا، جو بحر اوقیانوس تک تباہی مچاتی رہی، چیچک، خسرہ اور کالی کھانسی جیسی بیماریاں آنافانا پوری دنیا میں پھیل گئی، اس صورت حال نے انسان کو یہ ترکیب سجھائی کہ ہر آنے والے شخص کو فوری طور پر اپنے شہر یا ملک میں آنے نہ دیا جائے، اس کے لیے سمندروں کے کنارے احاطے بنائے گئے اور بحری جہازوں سے آنے والے لوگوں اور عملہ کے لیے ۴۰ دن ان احاطوں میں رہنا لازم کر دیا گیا، ۴۰ دن کی تخصیص اس لیے کی گئی کہ جسم انسانی میں آنی والی تبدیلی میں ۴۰ دن کو بڑا دخل ہے، ۴۰ دن میں ہر چیز تبدیل ہوئی ہے، دماغ، دل اور آنکھوں کے خلیہ کے

علاوہ باقی سارا جسم خود کو بناتا ہے اور توانا رہتا ہے، ۴۰ دن میں یہ شکست وریخت کا سلسلہ منقطع ہو جاتا ہے، جسم میں کوئی بیماری ہو تو ۴۰ دن میں سامنے آجاتی ہے، سمندروں کے کنارے آباد شہروں کی انتظامیہ مسافروں اور عملہ کو ۴۰ دن تک ان احاطوں میں رکھتی تھی، اس مدت کی تکمیل کے بعد شہر میں داخلہ کی اجازت دی جاتی اور بیمار لوگوں کو واپس بھجوایا جاتا تھا، ۴۰ دن تک احاطوں میں رکھے جانے کا سلسلہ سب سے پہلے فرانس میں شروع کیا گیا، فرنچ زبان میں ۴۰ کو کروای اور دن کو ٹائن کہا جاتا ہے، اس مناسبت سے اس احتیاطی قیام کو قورانٹائن کہا جانے لگا، فرانس کے اس کامیاب تجربہ کے بعد پوری دنیا میں اس کی کاپی ہونے لگی، پھر ۱۴۹۲ء میں کولمبس نے امریکہ دریافت کرلیا، جس کے ساتھ ہی امریکی لوگ بھی دنیا سے مل گئے، یہ لوگ اس وقت تک جانوروں کے ساتھ رہتے تھے، ان میں شادی کا ادارہ بھی موجود نہ تھا، جانوروں کی طرح اختلاط کرتے تھے، لہذا ان میں وہ تمام بیماریاں موجود تھیں، جن پر ہماری دنیا قابو پا چکی تھی، چنانچہ کولمبس اپنے ساتھیوں کے ساتھ امریکہ سے واپس لوٹا تو یہ تمام بیماریاں بھی ساتھ لے آیا ڈسولہویں اور سترہویں صدی میں فرنچ، ارطگالی، ڈینش، برٹش اور ڈچ جہاز راں بھی امریکہ پہونچے، یہ بھی واپسی پر بیماریوں کے تحفے لے آئے، چنانچہ ایک وقت ایسا آیا جب پورا یورپ بیمار ہو چکا تھا۔

بحری سفر کرنے والا ہر شخص اس قرنطینہ میں ۴۰ دن پورے کئے بغیر ملک میں داخل نہیں ہوسکتا تھا، ۱۹۲۸ء میں اینٹی بائیوٹک ایجاد ہوگئی، بیماریوں کے بیکٹر یا کا علاج ممکن ہوگیا، جس کے بعد قرنطینہ ختم ہوتا چلا گیا، آج کسی پورٹ پر ۴۰ دن انتظار نہیں کرنا پڑتا، اس کی وجہ بلیڈ ٹیسٹ اور اینٹی بائیوٹک ہیں، ڈاکٹر کسی بھی انسان کا خون ٹیسٹ کرتے ہیں؛ اگر بیماری نکل آئے تو اینٹی بائیوٹک کے ذریعہ اس کا علاج شروع کردیا جاتا ہے اور یہ چند گھنٹے

بعد محفوظ ہوجاتا ہے، یوں انسان نے بیماریوں کا تدارک کرلیا؛ لیکن قدرت انسان اور انسانی تدبیر سے لاکھوں گنا تگڑی ہے، چنانچہ اس نے نئے انداز سے حملے شروع کردیئے، بیکٹریا کے بعد وائرس شروع ہوگئے۔

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ بیکٹریا اور وائرس میں کیا فرق ہے؟ ہم انسانوں میں ۳۷ ٹریلین باڈی سیلز ہوتے ہیں، ہمارا پورا وجود ان سیلز (خلیوں) سے بنتا ہے، جب کہ ہمارے جسم میں ۳۹ ٹریلین اچھے برے بیکٹریا ہوتے ہیں، اچھے بیکٹریا ہماری زندگی کی گاڑی چلاتے ہیں، یہ خوراک ہضم کرتے ہیں، ہمارا خون بناتے ہیں اور ہمیں حرکت پر مجبور کرتے ہیں، جب کہ برے بیکٹریا ہمیں بیمار کرتے ہیں، یہ ہمیں کمزور اور لاغر کرتے ہیں، ہمارے جسم کے برے بیکٹریا مثلاً پَس پیدا کرنے والے بیکٹریا اینٹی بائیوٹک سے ہلاک ہوجاتے ہیں، جب کہ وائرس بیکٹریا سے مختلف ہوتا ہے، اس پر اینٹی بائیوٹک کا اثر نہیں ہوتا، یہ ہمیں بیمار کئے بغیر ختم نہیں ہوتا، چنانچہ انسان کو جب بھی وائرل اٹیک ہوتا ہے تو ادویات اس پر بے اثر ہوتی ہیں، یہ صرف اپنی قوت مدافعت کے ذریعہ ہی بیماری سے باہر آتا ہے، انسان نے وقت کے ساتھ ساتھ سیکھا کہ وائرس زیادہ سے زیادہ ۱۴ دنوں میں اپنا آپ دکھاتا ہے، یہ بیماری کو ظاہر کردیتا ہے، آپ نے دیکھا ہوگا کہ حکومتیں کورونا سے متأثر ہونے والے علاقوں سے لوگوں کو ۱۴ دن قرنطینہ میں رکھتی ہیں''۔ (فیس بک پوسٹ: یکم اپریل/۲۰۲۰ء، پیج: شاعری ایک احساس)

ہمیں کورنٹائن کیوں ضروری ہے؟

ایک کالم نگار جنہوں نے قرنطینہ کیا ہے؟ کے عنوان سے کالم لکھا ہے، وہ کورنٹائن کی

ضرورت کیوں ہے؟ کا جواب دیتے ہوئے مزید تحریر کرتے ہیں: ''جس طرح انسان کو افزائش نسل کے لیے موافق ماحول درکار ہے، اس طرح وائرس بیکٹر یا کو زندہ رہنے اور افزائش نسل کے لیے حیات (نباتات، حیوان اور انسان) کی بطور میزبان ضرورت ہے، وائرس بہت چھوٹا ہوتا ہے، اس لیے وہ چاہے تو بیکٹر یا کو میزبان منتخب کرے چاہے انسان کو، ننھا سا Strvsture ہے اور اس کا کام ہے انسانی خلیہ کی دیوار توڑ کر اپنا جینیاتی مسام اندر ڈال کر اس کی کیمیائی مشینری استعمال کر کے مزید وائرس پیدا کرنا، المختصر انسانی خلیہ کو تباہ کرنا۔

انسانی جسم وائرس سے اس جنگ میں اپنا مدافعتی نظام استعمال کرتا ہے، جو وائرس کو Detect کر کے مختلف طریقوں سے قابو کرتی ہیں، اگر وائرس یہ جنگ جیت جائے تو انسان مر جاتا ہے، انسان جیت جائے تو وائرس پر قابو پالیتا ہے، اس سارے عمل میں وائرس اپنی علامات ظاہر کرنے میں وقت لیتا ہے، کووڈ ۱۹ کی صورت میں یہ وقت پانچ سے لے کر چودہ دن تک ہے، اس کے لیے کم از کم سارے شہر کو اپنے اپنے گھر کو ہی قرنطینہ بنا کر رہنا ضروری ہے، ۱۴ دن بعد صحت مند کو بیمار سے الگ کر کے علاج کے ذریعہ بہتر کیا جا سکے گا، جسے بیماری سے لڑنا ہے، اسے بھی قرنطینہ میں رکھا جائے گا تا کہ وائرس سے اس جنگ میں باقی انسان اور خود مریض کا مدافعتی نظام اس کی مدد کر سکے، یہ واحد طریقہ ہے انسانی سسٹم میں داخل ہونے والے انجانے وائرس سے لڑنے کا''۔ (کالم: قرنطینہ کیا ہے؟)

ڈاکٹر سی وائی ایس خان بنگلور سے تعلق رکھتے ہیں، روزنامہ سالار بنگلور میں ان کا ہفتہ واری طبی کالم ''میڈیکل زون'' سے شائع ہوتا ہے، وہ کورونا وائرس پر لکھے گئے اپنے ایک طویل مضمون میں لکھتے ہیں: ''سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اس وائرس کے شکار مریض کو ۱۴ دنوں

تک ہی کیوں الگ تھلگ رکھا جاتا ہے، مجھے یاد ہے میں کسی بیماری کے تعلق سے لکھتے ہوئے اس بات کو بھی لکھا تھا کہ ہر بیکٹر یا یا وائرس کے اندر جانے کے بعد اپنا اثر دکھلانے کا ایک وقت ہوتا ہے، جسے Incubation period کہتے ہیں، مطلب یہ کہ جب کسی بیماری کا وائرس یا بیکٹر یا جسم میں داخل ہوتا ہے تو اس کا ایک انکیوبیشن پیریڈ ہوتا ہے، وہ بھی دو دن چار دن یا دس دن یا چودہ پندرہ دن کی میعاد والا پیریڈ ہوتا ہے، مثلاً آپ گھر آرہے ہیں، راستہ میں بارش ہوجاتی ہے اور آپ بھیگ جاتے ہیں تو مان لیجیے کہ شام کے چھ بجے ہیں اور بھیگ گئے، گھر پہونچ کر آپ نے سر پونچھا، بھیگے کپڑے بدل لیے اور گرم کپڑے بھی پہن لیے؛ لیکن شام آٹھ بجتے بجتے آپ کو چھینکیں آجاتی ہیں، ناک بہنے لگ جاتی ہے اور رات سوتے وقت بخار بھی آجاتا ہے، معلوم ہوا کہ سردی کے وائرس کا انکیوبیشن پیریڈ چند گھنٹے ہوتا ہے، اس لیے آپ کے بھیگ جانے سے لے کر کپڑے بدل کر گرم کپڑے پہننے تک پھر چھینکیں اور بخار آنے تک کے وقفہ کو انکیوبیشن پیریڈ کہا جاتا ہے؛ لہذا کوروناوائرس کا انکیوبیشن پیریڈ چودہ یا پندرہ دنوں تک کا ہوتا ہے۔

کورونا جسم میں چلا گیا؛ لیکن پتہ تک نہیں چلا کہ ہم کورونا کے شکار ہو گئے ہیں؛ لہذا اس دوران ہم کھانستے ہیں، تھوکتے ہیں، چھینکتے ہیں تو یہ وائرس باہر آ کر دوسروں کو انفیکٹ (infect) کرسکتا ہے، ڈاکٹر ہر اس شخص کی جانچ کرتا ہے جس پر شبہ ہو کہ شاید وہ انفیکٹ ہو گیا ہو، آپ نے دیکھا ہوگا کہ ٹی وی وغیرہ میں ڈاکٹر کسی شخص کی پیشانی پر پستول نما (Scanning Device) جسے Thermal Scanning کہا جاتا ہے، رکھتے ہیں اس سے پتہ چلتا ہے کہ انسان کا ٹیمپریچر کتنا ہے؛ اگر نارمل سے ایک ڈگری ٹیمپریچر بڑھا ہوا ہو تو اس شخص کو شبہ کے دائرے میں لیا جاتا ہے اور پندرہ بیس دنوں تک کورنٹائن کر دیا جاتا

ہے۔''(روزنامہ سالار بنگلور: ۱۴/اپریل/۲۰۲۰ء)

سیلف آئی سولیشن

کورونا کی وبا سے تحفظ کے لیے جو احتیاطی تدابیر ناگزیر ہیں، ان میں ایک سیلف آئی سولیشن ہے، یعنی آدمی خود کو گھر تک محدود کرلے اور گھر سے باہر نکلنے سے اجتناب کرے، سیلف آئی سولیشن یا خود ساختہ تنہائی سماجی دوری سے ایک قدم آگے کی بات ہے، اس کا مطلب یہ کہ آپ خود کو دنیا بھر سے الگ کرلیں اور اپنے گھر میں بھی رابطہ محدود کرلیں، یہ عمل ایسے افراد اختیار کرتے ہیں، جو یا تو کسی ایسے ملک سے آئے ہوں جہاں کورونا موجود تھا یا پھر ان کے کسی قریبی فرد میں اس وائرس کی تشخیص ہوئی ہو، سیلف آئی سولیشن سے کورونا کے پھیلاؤ کو روکنے میں مدد ملتی ہے۔''اگر آپ میں یا آپ کے ساتھ رہنے والے کسی فرد میں کووڈ ۱۹ کی علامات ظاہر ہوگئی ہیں تو باہر مت جائیں، سیلف آئی سولیشن کرنے والے کسی بھی وجہ سے گھر کو چھوڑ کر نہیں جاتے؛ اگر آپ کو خوراک یا ادویات کی ضرورت ہو تو فون یا آن لائن کے ذریعہ منگوائیں، یا کسی سے کہیں کہ وہ پہونچا دیں، گھر میں مہمانوں یا دوستوں یا خاندان کے افراد کو آنے نہ دیں، ان سے معذرت کرلیں، اس دوران آپ کے گھر میں باغیچہ ہے تو آپ اس میں جاسکتے ہیں، اگر آپ کو ورزش کرنی ہے تو گھر میں کریں، آپ کو بظاہر کورونا وائرس کی کوئی علامت ہے، جیسا کہ تیز بخار ہے؛ لیکن سیلف آئی سولیشن میں جانا ہے یا نہیں؟ اس بارے میں ابہام کا شکار ہیں تو کورونا وائرس سے متعلق حکومت کے فراہم کردہ نمبر پر رابطہ کریں؛ اگر آپ نے خود کو علیحدہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے اور گھر کا کچن مشترکہ ہے تو ایسے اوقات میں کچن استعمال کرنے سے گریز کیجیے، جب گھر کا دوسرا فرد وہاں موجود ہو تو کھانا اپنے کمرہ میں لے جاکر کھائیے، ایسے افراد جو خود ساختہ تنہائی میں رہنے والے لوگوں کے ساتھ رہتے ہیں انہیں

اپنے ہاتھ صابون اور پانی کے ساتھ باقاعدگی سے کم از کم ۲۰ سکینڈ کے لیے دھونے چاہئیں۔

سیلف آئی سولیشن اور آئی سولیشن میں فرق ہے، سیلف آئی سولیشن کے لیے آپ کا بیمار ہونا ضروری نہیں، جب کہ طبی سائنس کی زبان میں آئی سولیشن کا مطلب کسی متعدی بیماری کا شکار فرد کو مکمل تنہائی میں رکھنا ہے تا کہ اس سے یہ بیماری کسی تندرست شخص کو نہ لگ سکے۔

سیلف آئی سولیشن کا دورانیہ

اگر آپ میں کورونا وائرس کی علامات ہوں تو آپ کو سات روزہ آئی سولیشن کی ضرورت ہوگی، سات دن بعد اگر آپ کا درجۂ حرارت بلند نہ ہو یعنی بخار نہ ہو تو آپ کو سیلف آئی سولیشن کی ضرورت نہیں؛ اگر درجۂ حرارت تب بھی بلند ہو تو سیلف آئی سولیشن میں رہیں، جب تک درجۂ حرارت نارمل نہ ہو جائے؛ اگر آپ کو سات دن بعد صرف کھانسی ہو تو آپ کو سیلف آئی سولیشن کی ضرورت نہیں، انفیکشن کے ختم ہونے کے بعد کھانسی کئی ہفتوں تک رہ سکتی ہے؛ اگر آپ کسی ایسے فرد کے ساتھ رہ رہے ہیں، جس میں علامات ظاہر ہوئی ہیں تو ان کے ظاہر ہونے کے روز سے ۱۴ دن تک آپ کو سیلف آئی سولیشن کی ضرورت ہے، اس لیے کہ علامات ظاہر ہونے میں ۱۴ دن لگ سکتے ہیں؛ اگر گھر میں ایک سے زائد افراد میں علامات ظاہر ہوئی ہیں تو اس روز سے سیلف آئی سولیشن شروع کریں، جب پہلے فرد کو علامات ظاہر ہونا شروع ہوئیں؛ اگر آپ کو علامات ظاہر ہونے لگیں تو ان کے آغاز سے سات روز تک سیلف آئی سولیشن اختیار کریں، چاہے آپ کی مجموعی سیلف آئی سولیشن ۱۴ دن سے طویل ہی کیوں نہ ہو جائے، سیلف آئی سولیشن کے بعد بھی گھر میں رہنے کی ضرورت ہوگی؛ لیکن اب آپ خوراک وغیرہ لینے ک لیے باہر جا سکتے ہیں، بنیادی سہولیات فراہم کرنے والے ملازمین جیسا کہ شعبۂ طب سے وابستہ افراد کو علامات ظاہر ہونے پر کورونا وائرس کا فوری ٹیسٹ کرانا

چاہیے؛ اگر آپ کو علامات ظاہر ہوں اور آپ ایسے فرد کے ساتھ رہ رہے ہوں جو کمزور، بیمار یا معمر ہو تو کوشش کریں کہ وہ کسی رشتہ دار دوست وغیر کے یہاں ۱۴ دن کے لیے رہے؛ اگر آپ کا اکٹھا رہنا لازمی ہے تو ایک دوسرے سے دو میٹر کا فاصلہ رکھنے اور ایک ہی بستر استعمال نہ کرنے کی کوشش کریں۔'' (ماخذ: این ایچ ایس برطانیہ)

گھر میں بند کیوں رہیں؟

ڈاکٹر افتخار بخاری اس سوال کا جواب دیتے ہوئے لکھتے ہیں کہ کورونا وائرس انسانی جسم یا کسی بھی جاندار کے جسم سے باہر ماحول میں ۴۸ سے ۷۲ گھنٹے تک زندہ رہ سکتا ہے، مطلب اگر کورونا کو محض ۷۲ گھنٹے تک کوئی جاندار جسم گوشت کے اندر گھسنے کے لیے نہ ملے تو یہ ۷۲ گھنٹوں بعد اپنی موت آپ مرجاتا ہے، جب کوئی کھلی ہوا میں کھانستا ہے یا چھینکتا ہے تو اس کے منھ اور ناک سے گرنے والا وائرس اگلے تین دن تک یا کسی بھی تہہ پر موجود رہتا ہے اور اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے؛ لیکن اگر اس کو انسانی جسم مل جائے اور یہ سانس کے ساتھ یا آنکھوں، کان اور ناک سے جسم کے اندر پھیپھڑوں میں پہونچ جائے تو وہاں تیزی سے اس کی افزائش ہونا شروع ہو جاتی ہے، تیزی سے پھیپھڑوں کے خلیوں کو خراب کرنا شروع کر دیتا ہے اور ایک خلیہ سے دوسرے خلیہ میں منتقل ہوتا ہوا پورے جسم میں پھیل جاتا ہے، پھیپھڑوں کو ناکارہ کر دیتا ہے، اور اگر جسم میں قوت مدافعت کمزور ہو جو اس کا حملہ برداشت نہ کر سکے تو چند دنوں میں موت واقع ہو سکتی ہے، دوسری صورت میں اگر دو ہفتوں تک سارے لوگ اپنے اپنے گھروں تک محدود رہیں تو اس وائرس کو ایک سے دوسرے جسم میں گھسنے کے لیے کوئی انسانی جسم نہیں ملے گا اور وائرس اپنے آپ ختم ہو جائے گا، اس کے برخلاف اگر سارے لوگ باہر گھومتے رہیں تو وائرس کو ایک سے ایک نیا انسانی جسم ملتا رہے گا اور اس کی

زندگی بڑھتی چلی جائے گی۔''

حضرت مسروقؒ کا قول

سیلف آئی سولیشن اختیار کرنے والوں کو مشہور تابعی حضرت مسروقؒ کا طرز عمل یاد رکھنا چاہیے، ان کے بارے میں آتا ہے کہ وہ طاعون کے زمانہ میں گھر پر رہتے اور فرماتے کہ یہ تنہائی میں عبادت کا زمانہ ہے، چنانچہ ان کی اہلیہ فرماتی ہیں کہ وہ اتنی عبادت کرتے کہ پاؤں سوج جاتے اور مجھے ان کی حالت دیکھ کر رونا آتا۔(طبقات ابن سعد: ۸۱/۶)

سماجی فاصلہ (Social Distancing)

کورونا وبا کے دنوں میں سماجی فاصلہ نہایت ضروری ہے، ہر قسم کی وبائی بیماریوں اور وائرس سے بچنے کے لیے سماجی فاصلہ کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے، اس لیے کہ جب ہم کھانستے ہیں تو ہماری حلق سے تھوک کے باریک بلبلے نکلتے ہیں، جنہیں (Drop Leats) کہا جاتا ہے، یہ ڈراپ لیٹس کھانسنے والے کے منھ سے دس بارہ فٹ تک چلے جاتے ہیں، اس دوران جو کوئی بھی اس فاصلہ کے اندر ہوگا وہ ضروری طور پر اس سے متأثر ہو کر ہی رہے گا؛ اگر منھ ناک کو ماسک سے ڈھانپیں تو یہ تھوک کے ڈراپ لیٹس ہم تک نہیں پہونچ پاتے۔

سماجی فاصلہ سے مراد کیا ہے؟

بی بی سی اردو نیوز نے اپنی ۱۸/ مارچ کی اشاعت میں کورونا وائرس کے حوالہ سے معلومات فراہم کرتے ہوئے سماجی فاصلہ کے بارے میں لکھا ہے کہ عوامی صحت کے تناظر میں سوشیل ڈسٹینسنگ کا مطلب وہ اقدامات ہیں، جن کے ذریعہ آپ لوگوں کے بڑے

گروہوں سے دور رہ سکتے ہیں، عام فہم انداز میں اگر سماجی دوری کا مطلب نکالا جائے تو وہ یہ ہے کہ باقی لوگوں سے تمام غیر ضروری رابطہ ختم کر دیا جائے اور کسی بھی قسم کے غیر ضروری سفر سے بھی گریز کیا جائے؛ اگر آپ سماجی دوری اختیار کر رہے ہیں تو آپ کو ایسے تمام افراد سے رابطہ منقطع یا کم سے کم کر دینا چاہیے جن سے ملنا انتہائی ضروری نہیں، بڑے اجتماعات میں شامل ہونے سے گریز کریں اور دوسرے لوگوں سے کم از کم تین فٹ یعنی ایک میٹر کا فاصلہ قائم رکھیں۔

سماجی فاصلہ کے ضمن میں یونیسیف (Unicef) کی جانب سے جاری کردہ ہدایات

۱) ہاتھ ملانے یا گلے لگانے سے پرہیز کریں، ایک دوسرے کو ایک فٹ کے فاصلہ پر کھڑے ہو کر سلام کریں۔

۲) حکومت کی طرف سے فراہم کردہ رہنمائی کی روشنی میں عوامی مقامات پر لوگوں کے بڑے اجتماعات اور رش کے مقامات مثال کے طور پر شاپنگ مال، سینما گھر، ریستوان اور دیگر کلب اور کانفرس ہال میں جانے سے گریز کریں۔

۳) عوامی ٹرانسپورٹ کا غیر ضروری استعمال ہرگز نہ کریں؛ اگر ممکن ہو تو سفر کرنے کے لیے ان اوقات کا انتخاب کریں، جب لوگوں کی بڑی تعداد سفر نہ کر رہی ہو۔

۴) کسی بھی ایسے شخص سے ملنے سے گریز کریں، جس میں سانس کی بیماری کی علامات نظر آ رہی ہوں، ان علامات میں کھانسی، ناک کا بہنا، بخار، سانس لینے میں مشکل پیش آنا اور جسم میں درد شامل ہیں۔

۵) دیگر اہل خانہ اور دوستوں کے ساتھ جمع ہونے سے گریز کریں، ملاقاتوں کے بجائے دور سے رابطہ ممکن بنانے والی ٹکنالوجی مثلاً موبائیل فون اور سوشیل میڈیا کا استعمال کریں۔

٦) اپنے اور اپنے خاندان کی حفاظت کے لیے گھر سے دفتری کام کریں، گھر میں رہتے ہوئے کمروں کو ہوادار بنائیں اور باقاعدگی سے کھڑکیاں کھولیں۔

۷) اگر آپ کو گھر کے لیے سودا سلف خریدنے کے لیے کسی اسٹور، مارکیٹ یا بینک جانا ہو تو لوگوں سے کم از کم تین فٹ یعنی ایک میٹر کا فاصلہ رکھیں تاکہ وائرس خطرات میں کمی لائی جاسکے۔ (یونیسیف: ۲۸/مارچ/۲۰۲۰ء)

کاروباری اداروں کے لیے ہدایات

امریکی ادارہ سی ڈی سی نے کاروباری اداروں کے لیے درج ذیل نکات پر زور دیا ہے:

۱) بیمار ملازمین کو اپنے گھر میں رہنے کے لیے زور دینا۔

۲) بیمار ملازمین کو آئی سولیٹ کرنا۔

۳) بیمار ہونے پر گھر میں رہنے والے تمام ملازمین کے لیے ہاتھوں کی صفائی اور تنفس کے عادات (تھوکنے سے گریز وغیرہ) کا التزام۔

۴) سفر کے دوران بیمار یا عارضی اسائیمنٹ کے دوران بیمار ہونے والے ملازمین کو اپنی کیفیت سے سوپروائزر کو آگاہ کرنے کی ہدایت اور ضرورت پڑنے پر طبی امداد کے لیے رجوع کرنے پر زور دینا۔

۵) مصافحہ سے گریز۔ (ڈان نیوز ٹی وی: ۱۹/مارچ/۲۰۲۰ء)

گھریلو ملازمین کے لیے رہنمایانہ خطوط

۱) اگر آپ کے گھر میں ملازمین کام کرتے ہیں تو اس بات کا یقینی بنایا جانا چاہیے کہ انہیں وبا، اس کے پھیلنے اور سب سے ضروری احتیاطی تدابیر سے آگاہی ہو، تا کہ وہ آپ کے ساتھ اپنی صحت کا بھی خیال رکھ سکیں۔

۲) اگر گھریلو ملازمین پبلک ٹرانسپورٹ استعمال کرتے ہیں تو گھر میں داخل ہوتے ہی ہاتھوں کو دھونا سب سے زیادہ ضروری ہے۔

۳) بیمار ملازمین کو گھر پر رہنے کا مشورہ دیا جائے، جب کہ فلو یا وائرس کی دیگر علامات نظر آنے پر انہیں خود کو آئی سولیٹ کرنا چاہیے۔

۴) بطور مالک آپ کا فرض ہے کہ آپ اپنے ملازمین کو یہ سمجھنا یقینی بنائیں کہ انہیں ہاتھ دھونے کی کیوں ضرورت ہے؟ نیز چہرہ چھونے سے گریز کیوں ضروری ہے؟

کیا وبا کے دوران باہر کھانے کے لیے جاسکتے ہیں؟

اس کا انحصار درج ذیل عناصر پر ہوسکتا ہے:

۱) آپ کہاں رہ رہے ہیں اور وہاں وائرس کے پھیلاؤ کی صورت حال کیا ہے؟

۲) آپ کہاں کھانے کے لیے جارہے ہیں؟ وہاں کتنے لوگ موجود ہیں؟ وہاں ہوا کے اخراج کا نظام کتنا اچھا ہے یا آس پاس کتنے لوگ گھوم رہے ہیں؟

۳) آپ کی عمر کیا ہے؟ وائرس کا سامنا ہونے یا خطرہ جیسے امکانات کتنے ہیں؟

۴) کھانا کیسے تیار اور پیش کیا جاتا ہے؟

۵) امراض کے حوالہ سے آپ کی اپنی کمزوری اور رہائش کے مقام کی صورت حال کیا ہے؟

البتہ کھانے کا آرڈر کیا جا سکتا ہے؛ مگر ڈبہ لینے کے بعد ہاتھوں کو دھونا بہتر احتیاط ہے۔

جارج واشنگٹن یونیورسٹی کے ملکین انسٹیٹیوٹ پبلک آف ہیلتھ کے ڈاکٹر اور پروفیسر کے مطابق طبی حکام کی جانب سے ایسا کوئی عندیہ نہیں ملا کہ کوروناوائرس غذا کے ذریعہ انسانوں میں منتقل ہوسکتا ہے، یہ نظام تنفس کا مرض ہے، جو منھ سے خارج ہونے والے ذرات سے پھیلتا ہے، واشنگٹن پوسٹ کے مطابق سی ڈی سی نے زیادہ خطرہ سے دوچار افراد کے لیے جو گائیڈ لائینز تیار کی ہیں، ان میں عندیہ دیا گیا ہے کہ وہ اپنا کھانا گھر سے ساتھ لائیں؛ مگر اس کے ساتھ ساتھ آرڈر کرنے پر جو اسے لے کر آئے اس کی حالت پر بھی غور کریں، آسان الفاظ میں آج کل کھانے کے لیے باہر جانے یا منگوانے پر سمجھ بوجھ سے کام لیں، مشاہدہ کریں اور سوالات پوچھیں، کھانے کے ڈبہ کو تلف کریں، غذا کو صاف برتنوں میں منتقل کریں اور دھلے ہوئے چمچ استعمال کریں۔ (ڈان نیوز ٹی وی:۱۹/مارچ/۲۰۲۰ء)

کیا میں گھر والوں اور دوستوں سے مل سکتا ہوں؟

اس کا انحصار آپ کی صحت اور وائرس کی علامات ہونے نہ ہونے پر ہوتا ہے، خصوصاً اس وقت جب کسی ایسے فرد سے ملیں، جس کے لیے خطرہ زیادہ ہو نیز اس کا انحصار لوگوں کی تعداد پر ہوسکتا ہے، ماہرین کے مطابق کم تعداد میں لوگوں کا جمع ہونا، اس وقت ٹھیک ہے، جس کسی میں علامات ظاہر نہ ہوئی ہوں؛ اگر کوئی بیمار نظر آئے تو آپ کو اکٹھا ہونے سے گریز کرنا چاہیے۔ یالے اسکول آف پبلک ہیلتھ کے وبائی امراض کے شعبہ کے سربراہ البرٹ کا کہنا ہے کہ ایسی ملاقاتوں کے دوران اچھی عوامی صحت کی مشق ضرور کرنی چاہیے تاہم اس حوالہ سے بزرگ افراد سے ملاقاتوں کے حوالہ سے چند چیزوں کا خیال رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے، جیسے اگر آپ صحت مند ہیں اور کوئی علامت موجود نہیں تو گھر والوں سے ملنے سے

گریز کرنے کی کوئی ضرورت نہیں؛ اگر طبیعت ٹھیک نہیں تو ان کے پاس جانے سے گریز کریں، ایسے موقع پر ٹکنالوجی مفید ثابت ہوسکتی ہے، کال کریں؛ اگر دیکھنا چاہتے ہوں تو ویڈیو کال کریں۔

سوداسلف لینے کے لیے کیا کریں؟

اگر سوداسلف لینے کے لیے جارہے ہیں تو درج ذیل نکات پر عمل کریں:

۱) کوروناوائرس کے حوالہ سے دیگر سماجی میل جول کے اصولوں پر عمل کریں۔

۲) بزرگ اور زیادہ خطرہ کا سامنا کرنے والے افراد کو گھر پر ہی رہنے دیں۔

۳) خریداری کے لیے جاتے ہوئے دیگر افراد کے بارے میں بھی سوچیں، تیار رہنا بہتر ہے؛ مگر اشیاء کا ذخیرہ نہ کریں؛ کیوں کہ وہ دیگر کو درکار ہوسکتی ہیں۔

۴) چھینکنے یا کھانسنے والے افراد سے کم از کم ایک میٹر دور رہنا نہ بھولیں؛ اگر آپ ان سب چیزوں کا خیال رکھ سکتے ہیں تو گھر سے کسی وقت بھی باہر جاسکتے ہیں۔

کرنسی نوٹوں کو چھونے کا مسئلہ

جہاں تک کرنسی نوٹوں کو چھونے کی بات ہے تو ''دی گارڈین'' کا کہنا ہے کہ بینک آف انگلینڈ کے مطابق ان سے کوروناوائرس کا خطرہ دیگر عام اشیاء کو چھونے کے مقابلہ میں زیادہ نہیں، رپورٹ کے مطابق عالمی ادارۂ صحت نے کہا ہے کہ کہ نوٹوں سے وائرس کی منتقلی کی نیوز کی وضاحت غلط کی گئی ہے، بیشتر نوٹ متعدد افراد کے زیر استعمال رہ سکتے ہیں؛ اگر آپ اس حوالہ سے فکرمند ہوں تو جہاں تک ممکن ہو کانٹیکٹ لیس کارڈ سے ادائیگی کریں۔

راشن خریدتے وقت ان چیزوں کو ملحوظ رکھیں:

دیگر افراد سے فاصلہ۔ اشیاء کی ذخیرہ اندوزی سے گریز۔ دیگر افراد کی خریداری کا

خیال۔ خصوصاً ایسے افراد جن کے لیے ضروری اشیاء درکار ہوسکتی ہیں۔ ہاتھوں کو دھونے اور اچھی صفائی کی مشق۔

چہل قدمی کر سکتے ہیں؟

نیویارک ٹائمز کی ایک رپورٹ کے مطابق ورزش کوروناوائرس کے اثرات سے لڑنے میں مفید ثابت ہوسکتی ہے، ایک مریض جو جم کا عادی ہو، اس کی جگہ چہل قدمی کو دے سکتا ہے، آپ پارک میں چہل قدمی کے لیے جاسکتے ہیں؛ اگر حکومت نے اسے بند نہ کیا ہو، پرہجوم پارک سے گریز کریں، جہاں مطلوبہ فاصلہ برقرار رکھنا ممکن نہ ہو سینیٹائیزر کو ساتھ رکھیں اور گیٹ وغیرہ کو چھونے پر استعمال کریں؛ اگر گھر میں باغ ہو تو بہتر ہے کہ اسے ہی چہل قدمی کے لیے ترجیح دیں۔

سیلون جا سکتے ہیں؟

سیلون اور دیگر سروس فراہم کرنے والے ادارے وائرس کے نتیجہ میں زیادہ متأثر ہوسکتے ہیں؛ کیوں کہ وہاں لوگوں میں جسمانی قربت زیادہ ہوتی ہے، سیلونز کی جانب سے احتیاطی اقدامات کئے جاسکتے ہیں؛ مگر احتیاط بہتر ہے۔

بیرون ملک سے آنے والے رشتہ دار یا دوست سے ملنا چاہیے؟

اس حوالہ سے واضح ہدایت موجود نہیں، اس کے لیے دیگر ممالک میں کئے جانے والے اقدامات کو بنیاد بنایا جاسکتا ہے، متعدد ممالک بشمول کینیڈا، متحدہ عرب امارات اور قطر وغیرہ بیرون ملک سے آنے والے افراد کو گھر میں دو ہفتہ تک رہنے کی ہدایت کی جاتی ہے، اس عرصہ میں ان کی صحت کا جائزہ لیا جاتا ہے، جب کہ سماجی فاصلہ کی مشق کو اختیار کیا جاتا

ہے، بیرون ملک سے آنے والوں کو خود اپنی حالت کا جائزہ لینا چاہیے اور گھر میں قیام کرنا چاہیے؛ اگر علامات نظر آئیں تو خود کو آئی سولیٹ کر لینا چاہیے؛ اگر صورت حال زیادہ خراب ہو تو فوری طور پر حکام کو رپورٹ کرنا چاہیے، ایسے حالات میں دوستوں اور رشتہ داروں کو کہنا چاہیے کہ اب ملاقات دو ہفتے بعد ہوگی۔

سفر کر سکتے ہیں؟

سفر کر سکتے ہیں؛ مگر رد و بدل کے لیے ذہن کو تیار رکھیں اور ان نکات کو ذہن میں رکھیں: منزل کا تعین کرتے ہوئے احتیاط کریں یعنی یہ جان لیں کہ وہ ملک یا شہر وائرس سے کس حد تک متأثر ہوا، آپ ٹکٹ یا ہوٹل بک کرا سکتے ہیں؛ مگر اس بات کو یقینی بنائیں کہ سفر کی منسوخی یا سفری پابندیوں پر مکمل ریفنڈ کی سہولت ہو، منتخب کئے گئے مقامات کے حوالہ سے سفری ایڈوائزری کو چیک کریں۔ (یہ سارا مواد ثنا علی کے مضمون ''سماجی رابطوں میں فاصلہ کورونا وائرس سے بچنے میں کتنا مددگار ہے؟'' سے لیا گیا ہے، بحوالہ: ڈان نیوز ٹی وی: ۱۹/مارچ/۲۰۲۰ء)

قوت مدافعت

جب کورونا وائرس کے علاج کی بات کی جاتی ہے تو فوری طور پر ذہن قوت مدافعت کی طرف منتقل ہوتا ہے، جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ اس مرض کا تا حال کوئی علاج دریافت نہیں ہو سکا ہے، جس مریض میں جتنی زیادہ قوت مدافعت ہوتی ہے، وہ اس کا مقابلہ کر کے روبصحت ہوتا ہے، کمزور قوت مدافعت والے افراد جان کی بازی ہار جاتے ہیں۔

قوت مدافعت کیا ہے؟

انسان میں قوت مدافعت اللہ کی بہت بڑی نعمت ہے، جب بھی آدمی بیمار ہوتا ہے تو

یہی قوت مدافعت اس کا مقابلہ کرتی ہے، طاقتور قوت مدافعت رکھنے والے بہت کم بیمار ہوتے ہیں،قوت مدافعت پر روشنی ڈالتے ہوئے سید عاصم محمود لکھتے ہیں:''انسان کا جسمانی مدافعتی نظام مختلف اقسام کے خلیوں ،غدود، اور کیمیکلوں پر مشتمل ہے، یہ سبھی مل جل کر حملہ آور بیماری کے جراثیم، وائرسوں اور دیگر مضر صحت عناصر کا مقابلہ کرتے ہیں، اس نظام کے پانچ بنیادی حصے یہ ہیں:

۱)خون کے سفید خلیے۔

۲)ضد جسم(Anti Bodies)

۳)تکمیلی نظام(Complement System)

۴)لمفی نظام(Lymphatic System)

۵)تلی(Spleen)

۶)ہڈیوں کا گودا(Marrow Bone)

۷)غدۂ تیموسیہ (Thymys)

انسانی جسم میں قوت مدافعت ایک خودکار نظام ہے، جو بیماریوں کا سبب بننے والے مختلف جراثیم اور وائرسوں کے حملے کو ابتدائی مرحلہ ہی پر روک دیتا ہے، یوں ہم مختلف بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں؛ مگر جب مختلف وجوہ کی بنا پر یہ قوت مدافعت کمزور ہونے لگے تو پھر جسم میں بیماریوں سے لڑنے کی صلاحیت کم ہوجاتی ہے، اس باعث مختلف اقسام کی بیماریوں میں مبتلا ہونے کے امکانات بڑھ جاتے ہیں، ایک تندرست اور صحت مند جسم کے لیے طاقتور مدافعتی نظام کی موجودگی لازم ہے، مختلف اقسام کی ادویہ اور علاج ومعالجہ مریض کے جسم میں بیکٹر یا، وائرس اور دیگر نامیات سے نجات دلانے میں مددگار بنتے ہیں؛ مگر

مدافعتی نظام ان کو مزید قوت فراہم کرتا ہے، ایسے افراد جن کے خاندان میں کوئی غذائی کمی سے دوچار ہو یا پہلے سے کسی مرض میں مبتلا یا جو کئی بار سرجری کے عمل سے گزرے ہوں، چھوٹے بچے، بزرگ اور حاملہ خواتین جن کی قوت مدافعت کمزور ہوتی ہے، ذیابطیس کا شکار افراد ایڈز اور کینسر کے مریض، ایسے لوگ جن کی خوراک میں پروٹین اور وٹامینز کی کمی ہو اور ذہنی دباؤ میں مبتلا افراد میں بھی قوت مدافعت کم ہوتی ہے، ان میں بآسانی مختلف وائرل انفیکشنز میں مبتلا ہونے کے ساتھ نزلہ، زکام اور سانس کی بیماریوں کی شکایات عام ہوتی ہیں۔(روزنامہ منصف: ۱۴/اپریل/۲۰۲۰ء)

قوت مدافعت کو بہتر کیسے بنائیں؟

سید عاصم محمود لکھتے ہیں: ''اگر ہم کسی وائرس یا جرثومہ کا شکار ہیں یا بیمار پڑیں تو اپنی قوت مدافعت کیسے بہتر بنائیں تاکہ ہمارے جسم اس کے خلاف مؤثر لڑ سکیں۔خوش خبری یہ ہے کہ ہم اپنے طرز زندگی اور عادات میں تھوڑی سی تبدیلی لاکر اپنی قوت مدافعت کو مضبوط بنا سکتے ہیں، اس کے لیے درج ذیل باتوں پر عمل کریں:

۱)صحت بخش غذا کا استعمال: ضروری ہے کہ ہمارے جسم میں تمام حیاتین اور معدنیات کی مطلوبہ مقدار موجود ہو، ہم پروٹین، نشاستہ اور چکنائی بھی اعتدال کے ساتھ استعمال کریں۔

۲)وٹامن ڈی: ڈنمارک کی کوپن ہیگن یونیورسٹی کے مطابق وٹامن ڈی ہمارے جسم میں مدافعتی نظام مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے، اس وٹامن کے ذریعہ مختلف اقسام کے جراثیم مارنے والے خلیات پیدا ہوتے ہیں، سورج کی روشنی ہمارے جسم میں وٹامن ڈی بنانے کا اہم ذریعہ ہے۔

۳) وٹامن سی: جو عموماً تازہ سبزیوں اور ترش پھلوں میں وافر مقدار میں موجود ہوتا ہے، بیماریوں کے خلاف قوت مدافعت پیدا کرتا ہے۔

۴) تحقیق کے مطابق ایسی خوراک جس میں اینٹی آکسیڈ ینٹ موجود ہوں، وہ قوت مدافعت بڑھانے میں مددگار ہے، ایسی خوراک میں دہی، مچھلی، لہسن، زیتون، سبز چائے، لیموں اور مختلف اقسام کی سبزیاں شامل ہیں۔

۵) پانی کا زیادہ استعمال بھی قوت مدافعت کو بڑھاتا ہے، پانی کی کمی براہ راست دماغ کی کارکردگی اور صلاحیتوں پر اثر انداز ہوتی ہے، جسم میں پانی کی کمی پوری کرنے کے لیے دن میں کم از کم آٹھ سے دس گلاس پانی پینا لازمی ہے۔

۶) بھرپور نیند: ایک تحقیق کے مطابق دوران نیند انسانی جسم قدرتی طور پر ایک ایسا ہارمون پیدا کرتا ہے، جو ہمارے مدافعتی نظام کو مضبوط بنانے میں اہم کردار ادا کرتا ہے اور نیند کی کمی اس ہارمون کی افزائش کو بند کر دیتی ہے، ماہرین کے مطابق رات دس بجے سے صبح چار بجے کی نیند انسانی دماغ اور اعصاب کے لیے بے حد مفید ہے۔

۷) ورزش کا اہتمام: جسمانی سرگرمیاں، چہل قدمی، ورزش، سائکلنگ جسم میں دوران خون درست رکھنے میں مددگار رہتے ہیں، تحقیق کے مطابق باقاعدگی سے ورزش انسانی جسم کا مدافعتی نظام مضبوط بناتی ہے۔